



M.A. LIBRARY, A.M.U.



PE14394



۱۴۳۹ھ

۵

حمد محمود سے راکہ سے گوید ہر زبان بہر گوشت نشو و
 وین طرفہ ترک گوش و زبانش پدید نیست بد وقت
 محبوبے راکہ سے دوست ایجاد جہان را واسطہ
 در میان خلق و خالق رابطہ بنو بعد ازین بر اوصیاب
 خبرت و ارباب عبرت پوشید نیست کہ بہترین یادگار
 بعد از کہ حق تعالی تذکیر و تذکار نتائج افکار اولی لایحی
 والا بصارت و ملاحظہ و فائز صوفیہ کبار تا جو کہ
 چشم کیے از بندہ گان بسوا و حروف آن صفحات
 کحل بودہ جمال سردی بند و دل کتاب منزل
 اینہا تجذبات مضامین بحق منجذب گرد ہر چند
 بہترین بواعث کسب سعادت اخروی توجہ این
 صفائشان است و اگر صحبت و محبت کیے از ایشان
 حمد اوس محمد کے لیے ہے جو ہر زبان سے گویا اور ہر
 کان سے سنتا ہے اور ہر یہ عجیب بات ہے کہ بظاہر
 اوس کے کان و زبان نہیں۔ اور وقت اوس
 محبوب کے لیے جو ایجاد عالم کا واسطہ اور خلق خالق
 میں رابطہ ہے اس کے بعد اصحاب عقل و ارباب فکر
 پر مضمی نہ رہے کہ ذکر الہی کے بعد بہترین ذکر ارباب
 عقل و بصیرت کے نتائج افکار کا تذکرہ اور کتب حضرت
 صوفیہ کا ملاحظہ ہے جس کے مطالعہ سے ممکن ہے کہ کسی
 آنکھیں جمال سردی سے سوراو کسی کا جفا کش دل
 جذبات مضامین سے حق کی طرف منجذب ہو جائے
 اگرچہ حصول سعادت اخروی کا بہترین سبب صرف ان
 حضرات کی توجہ ہے اور اگر انہیں کسی کی صحبت و محبت

دست دیدہ آن ہم مفتاح معصوم واصل کاست
 و بیچ ضابطہ در اقتباس نور ولایت قوی تر از
 واسطہ ارتباط صحبت و علائقہ محبت نیافتہ اند لیکن
 اگر این ہم دست نہ بد نشیخ متون کلام ابن حضرت امام
 خالی از حصول خیر و برکت نیست۔ لہذا ابوداؤد ہجو
 فضائل فقیر سرایا فقیر احقر علی التہیر بالانوار ابن
 منہر سلسلہ القلندرۃ مصدر نسبتہ انکاشیۃ والہ ربیۃ
 سرانشد الاکبر بنیاد مولانا حضرت شاہ علی اکبر قلندر
 زید مجیدہ بعد مطالعہ رسالہ تبیین الطرق مصنفہ
 عالم کامل صوفی عامل شیخ علی بن حسام الدین
 المتقی البشتی الشاذلی الدنی حسب فرمایش بعض
 اخوان باصفا و یاران با وفا بہ نگارش شرحی موجز
 و ترجمہ مختصر حسب استعداد خود پر دخت و موسوم بہ
 تنویر الافق بتبیین الطرق ساخت باشد کہ کل
 این خاندان خصوصاً دیگران عموماً ازین تحسیر
 بہرہ وافی برداشتہ حقیر را بدعائے خیر یاد آرد و
 بمصدق ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
 کار فرمایند ورنہ نظامہا راست کہ چون فقیر از حیلہ علوم
 چیزے بجز حسرت نیافت در دست نہ دار و طرح
 از تحریر این اجزاء نشو و نماے خود ملحوظ داشتہ
 خواہد بود کہ مورد حرف گیری شود و با این ہمہ اگر

حاصل ہو جائے تو ہم ہی کشود کار کا سبب ہے کیونکہ
 نور ولایت سے منور ہونے میں رابطہ صحبت و علاقہ
 محبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں لیکن اگر یہ حاصل نہ ہو
 تو پھر ان حضرات کے کلام کی تشریح بھی حصول خیر و برکت
 سے خالی نہیں۔ اسی لحاظ سے فقیر سرایا فقیر احقر
 علی انور بن منہر سلسلہ القلندر یہ مصدر نسبت کا طبع
 و تراویہ مولانا و اپنا حضرت شاہ علی اکبر قلندر زید مجید
 نے رسالہ تبیین الطرق مصنفہ عالم کامل صوفی عامل
 شیخ علی بن حسام الدین المتقی البشتی شاذلی دینی
 مطالعہ کر کے حسب فرمایش بعض اصحاب باصفا
 و ارباب با وفا اوس کا مختصر مفید شرح و ترجمہ اپنی
 حسب استعداد لکھا اور تنویر الافق بتبیین الطرق
 نام رکھا ممکن ہے کہ اس خاندان والے خصوصاً
 اور دوسرے خاندان والے عموماً اس سے
 مستفید ہو کر بہ مصداق ہل جزاء
 الاحسان الا الاحسان دعاے
 خیر سے یاد کریں ورنہ نظامہا ہے کہ جب
 مجھے تمام علوم سے حسرت نہ یافت کے سوا
 کچھ حاصل نہیں تو اس تحریر سے کسی نام و نمونہ کی
 غرض میری کیون ہوگی جس کی وجہ سے
 میں قابل اعتراض سمجھا جاؤں اور یہ بھی اگر

از دست و قلم کسی محفوظ نہ اند عنائیت دست
 اکنون مقصود بدین گو نہ آغاز می کنم کہ اولاً قول
 مصنف را بہ تہیدی مناسب ادا کروہ بعد وہ یہ ترجمہ
 و شرح می پردازم واللہ ولی التوفیق و بیدہ
 از مۃ التحقيق باید دانست کہ شیخی فرماید
 کسی کے اعتراض سے محفوظ نہ رہوں تو اس کی عنائیت
 ہے۔ آب میں مطلب یوں شروع کرتا ہوں کہ پہلے
 مصنف کا قول مناسب تہید سے ادا کر کے پھر اس کا ترجمہ
 شرح لکھوں گا اور اللہ ہی توفیق دے گا اور اس کی قبضہ قدرت
 میں عنان تحقیق ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ بِہِ نَسْتَعِیْنُ

اقول مصنف ابتدا کلام خود از بسم اللہ نمود زیرا کہ
 ابتدا بہ تسمیہ سبب برکت است در ہر کار بروایت
 جابر و توزدہ حروف او سبب نجات انداز توزدہ
 بلتہ بقول عبد اللہ ابن مسعود و تعلیم تسمیہ و کتابت
 او امان است از آتش روزخ معلوم طبعی والدین
 اور بروایت ابن عباس مرفوعاً و چون در بلا واقع
 شود بگوید بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
 العلی العظیم از ان خلاص یابد بروایت حضرت
 علی مرتضیٰ مرفوعاً و حدیث کل امردی بال
 لم یبدأ ببسم اللہ فهو قطع بروایت صحیح از
 ابو ہریرہ مرفوعاً آمدہ و اعطام روایت کہ منکام نہ
 کردن خزان در شب بسم اللہ اعوذ باللہ من
 الشیطان الرجیم بگوید و نیز بسم اللہ ہر است
 برامقہ و البسہ و دیگر اشیاء نفسیہ تا جہان استعمال
 نہ کنند ہر کہ بخواند و را چہا ہزار نیکی و چہا ہزار مرتبہ
 مصنف نے اپنا کلام بسم اللہ سے شروع کیا کیونکہ پیرا
 جابر ہر کام بسم اللہ سے شروع کرنا باعث برکت ہے اور
 بقول حضرت عبد اللہ ابن مسعود اسکے انیس حرف غنیں
 بلاؤں سے نجات دینے والے ہیں اور بروایت حضرت
 ابن عباس بسم اللہ کی تعلیم و کتابت و سادہ و شاد گرد
 والدین کے لیے روزخ سے نجات کا سبب ہے۔ اور بروایت
 حضرت علی مرتضیٰ اگر کسی بلا میں پڑ جائے تو بسم اللہ و احوال
 لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے بلا سے نجات پائے اور حدیث
 کل امیر فری بال الجہر و بیت صحیح مرفوعاً حضرت ابو ہریرہ
 سے مروی ہے اور عطاء سی مروی ہے کہ جب رات
 میں گدھے بولیں تو بسم اللہ اعوذ باللہ من الشیطان
 الرجیم کہو۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پس
 اور اسباب اور ہر چیز کے لیے مہر بھی ہے تاکہ
 او کو نجات استعمال نہ کر سکیں اور بروایت دینی اسکے
 پڑھنے والے کو چار ہزار نیکیاں اور چار ہزار مرتبہ

حاصل شود و چار ہزار گناہ دور شود بروایت
 دلیلی بروایت ابن عباس مرفوعاً آمدہ کہ باو
 بسم اللہ راہ باید کرد تا کہ شوشہای سین در شستن
 مشتبہ نشود چنانکہ دلیلی آوردہ کہ آنحضرت صلعم از
 سعادہ کا تب خود بچنین فرمودہ آید و او در کتابی
 آوردہ کہ آنحضرت صلعم در راہ پارہ کاغذ بر زمین
 افتادہ دیدند با جوائے کہ ہمراہ بود فرمودند کہ بسم اللہ
 را در مقام مناسب بنہید و خلیب مرفوعاً از انس
 آوردہ ہر کہ کاغذ سے را از زمین بر وارد کرد و بسم اللہ
 باشد نوشتہ شود او از صد یقین روا الدین اور آنحضرت
 کردہ شدہ اگر چہ کافر باشد و نیز در خبر است فرمود
 آنحضرت کہ ہر آنچہ در کتب منزلاً است آن در قرآن
 است و آنچہ در قرآن است آن در سورہ فاتحہ
 است و آنچہ در سورہ فاتحہ است آن در بسم اللہ
 است و آنچہ در بسم اللہ است آن در باب است و
 آنچہ در باب است آن در نقطہ با است و بعضی عرفا
 گفتہ اند کہ بسم اللہ از عارف بمنزلہ کن است از حق
 و تسلیم اللہ در اصل با بسم اللہ بود و ہمہ سبب کثرت
 استعمال بقدر شد سوال اگر کوئی سبب است
 کہ الف در بسم اللہ حذف شد و در اوراق با بسم بک
 نہ جواب از برای آنکہ اضافت اسم بہ اللہ است

حاصل ہوتے اور چار ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور
 حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے کہ بسم اللہ کی
 بارہا میں مدچاہیے تاکہ لکھنے میں سین کے شوشے مشتبہ
 نہ ہوں چنانچہ دلیلی کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم نے
 امیر معاویہ اپنے کا تب سے ایسا ہی فرمایا اور ابو داؤد
 نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے راستہ
 میں ایک کاغذ پڑا دیکھا جس پر بسم اللہ لکھی تھی آپ نے
 اپنے ساتھ سے فرمایا کہ بسم اللہ کو اچھی جگہ اٹھا کر رکھو
 اور خطیب انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص
 زمین سے بسم اللہ لکھا جو کاغذ اٹھائے اسکا نام گروہ
 صدیقین میں لکھا جائیگا اور اسکے والدین کے لیے
 اگر چہ وہ کافر ہوں تخفیف عذاب کیجائیگی نیز حدیث
 میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کچھ کتب منزلاً
 ہے وہ قرآن میں ہے اور جو کچھ قرآن میں ہے وہ سورہ
 فاتحہ میں ہے اور جو کچھ سورہ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ
 میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ باب میں ہے اور جو
 کچھ باب میں ہے وہ اس کے نقطہ میں ہے اور بعض عارفین
 کہتے ہیں کہ عارف کا بسم اللہ کہنا ویسے ہے جیسے حق
 کا کن کہنا اور بسم اللہ کی اصل با بسم اللہ تھی ہر سبب کثرت
 استعمال گر گیا سوال بسم اللہ میں الف کا حذف اور الف بسم بک
 میں کرنے کا کیا سبب ہے جواب اسکی وجہ یہ کہ بسم اللہ میں بسم کی

| | |
|--|---|
| در بسم اللہ کہ جامع است و مقید بہ صفہ نیست و | اضافت اللہ کی طرف ہے جو جامع ہے اور کسی صفت سے |
| اضافت اسم در اقرایسوی رب است و رب اعبد | مقید نہیں اور اقرایس میں اسم کی اضافت رب کی طرف ہے |
| مر بوب ضرورت پس محال است درین محل کہ | اور رب کے لیے بندہ مر بوب ضروری ہے پس بار |
| باز متحد شود و بازیراکہ ہر گاہ عبودیت زائل شود | کا اس سے اتحاد محال ہے کیونکہ عبودیت زائل ہونے |
| ربوبیت نیز زائل گردد و اما الوہیت از زوال عبودیت | سے ربوبیت بھی زائل ہو جائیگی مگر الوہیت زوال |
| زائل شدنی نیست زیرا کہ الوہیت مرتبہ است از مرتبہ | عبودیت سے زائل نہیں ہوگی کیونکہ الوہیت ایک |
| جامعہ فزوال العبد کمالہ یکن و بقاء الرب کمالہ | مرتبہ جامعہ ہے پس عبد کا دائمی زوال اور رب کی |
| لہ نزل مرتبہ من جملة مراتب الالوہیۃ فہی | دائمی بقا پر مرتبہ الوہیت میں سے ایک مرتبہ ہے و الوہیت |
| لا تزول بنوع ما قلنا اتزان دلج الالف فی | کسی طرح زائل نہیں ہوتی لہذا جب لاف اس محل میں |
| ذالک الحال والمحل ویتحد بالباء فاستقطت | داخل ہو کر بت سے متحد ہوا تو بولنے اور لکھنے میں گر گیا |
| لفظا و خطا فبسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقۃ | پس بسم اللہ الرحمن الرحیم حقیقت محضہ ہے اور اقرایس |
| محضۃ و اقرا باسم ربک شریعتہ و ایضا ہر | باسم ربک شریعت نیز وہ امر ہے اور امر شریعت |
| امر و الامر محض بالشرايع و بسم اللہ غیر | مخصوص ہے اور بسم اللہ امر یا غیر امر سے مقید نہیں ہے |
| مقید بامر و لا بغيرہ قتا مل و یا بسم اللہ لاز | اور یا بسم اللہ نے بوجہ اپنے حروف جو ہونے کے زیر |
| حروف جازہ است بہ مناسبت محل خود جریافتہ | پایا۔ اور آم یا بسم سے شفق ہے داغ دینے کے |
| و اہم مشتق از رسم است بمعنی داغ و ادون و یا از سمو | معنی میں اور یا سمو سے علو کے معنی میں اور لفظ اللہ |
| بمعنی علو و تحقیق اشتقاق لفظ اللہ از رسالہ نجمۃ الصوار | کے اشتقاق کی تحقیق میرے رسالہ نجمۃ الصوار |
| مولفہ فقیر توان جست و بعضی صوفیہ گفتہ اند کہ این | میں دیکھنا چاہیے اور بعض عارفین کی اصطلاح |
| اسم مبارک موضوع است باز از ذات مطلقہ ہے | میں یہ اس ذات مطلقہ کا نام ہے جس میں کسی |
| اعتبار فقید و اطلاق بلکہ مجرد از جمیع نسبت اعتبارا | قید و مرتبہ کا اعتبار نہ ہو بلکہ وہ تمام نسبت اعتبارا |
| حتی عن ذلک التجرید ایضا و نزد بعضی علم است | سے مجرد ہو یا نہ کہ اس تجرید سے بھی بعض کے نزدیک |

مرتبہ آئیت را کہ عبارت از احدیت جمع جمیع
و اعتبارات و اسماء فعلیہ و جویہ است نہ ذات
مطلقہ را اگرچہ ممکن است اما فائدہ ظاہر نیست چہ
مقصود از وضع الفاظ افادہ یا استفادہ معنی
موضوع لہ است و این جا موضوع لہ ذات حق و
ہستی مطلق است کہ مدرک مفہوم و مشہود ہر کس
تواند بود پس چگونہ بدلات و عبارت بدل اثبات
توان نمود و رحمن بر وزن فعلان عام است رحمت
دنیا و آخرت را و رحیم بمعنی رحمت خاص در آخرت
کما جاء فی الحدیث ان للہ مائۃ رحمۃ فوجدنا

فی الدنیا بین الخلق بھا یتواصلون و بھا
یذرا حمون و تسعة و تسعون مدخرة لا
خیر جہا الا فی القیامۃ و ہین وجہ تقدم رحمن
است بر رحیم و نزول بعضی رحمن و رحیم دو لفظ اند یک
معنی مثل ندان و ندیم پس جمع کردن درین دو
لفظ محض برای تاکید است چنانکہ گویند فلانی تند
و تیز است و بعضی گفتہ کہ رحمن ابلغ است از رحیم
زیرا کہ زیادت لفظ دلالت بر زیادت معنی ہی کند
و رحمن پنج حرفی است و رحیم چار حرفی و لہذا رحمن
اسمی است مخصوص بذات پاک حق و بطریق غلبہ
علم عالم پیدا کردہ پس ہر کہ غیر او تعالی را رحمن گوید غیر

یہ اوس مرتبہ آئیت کا نام ہے جو احدیت جامع جمیع
نسب اعتبارات و اسماء فعلیہ و جویہ سے مراد ہے نہ
خاص ذات مطلقہ کا اگرچہ یہ ممکن ہے مگر بے فائدہ
ہے کیونکہ وضع الفاظ سے افادہ یا استفادہ معنی
موضوع لہ مقصود ہوتا ہے اور یہاں موضوع لہ یعنی ذات
حق و ہستی مطلق کسی کی مدرک و مفہوم و مشہود نہیں
ہے تو پھر دلالت و عبارت سے اوسکی طرف کیسے
اشارہ کیا جاسکتا ہے اور رحمن بر وزن فعلان رحمت
دنیا و آخرت کے لیے عام ہے اور رحیم رحمت آخرت
کے لیے خاص ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

کی سو رحمتیں ہیں اور میں ہی ایک دنیا میں ہے جس سے
لوگ آئیں ملتے اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور
سنانوے رحمتیں جمع ہیں جو صرف قیامت میں ظاہر ہوں گی
اسی لیے رحمن پر مقدم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رحمن
رحیم ایک معنی میں دو لفظ ہیں جیسے ندان و ندیم پس
ان لفظوں کا جمع کرنا محض تاکید ہے جیسے کہتے ہیں کہ
فلان شخص تند و تیز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رحمن رحیم
سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ لفظ کی زیادتی معنی کی زیادتی
پر دلالت کرتی ہے۔ رحمن پنج حرفی ہے اور رحیم چار
حرفی اسی لیے اسم رحمن خدا کی ذات سے مخصوص ہے
بوجہ غلبہ کو نام کا حکم رکھتا ہی لہذا غیر خدا کو رحمن کہنا کفر ہے

گرد و مبالغہ کہ در رحمن است بسہ طرق توان
 فقید اول کثرت افراد رحمت ایجادی و دوم کثرت
 افراد مرحومین و این ہر دو قسم از قبیل زیادت در
 کمیت است سوئم زیادت در کیفیت کہ اسم رحمن
 خاص است بر جمہای بزرگ و اتم و انجہ کہ بعضی گفتہ
 رحمن الدنیا والاخرۃ و رحیم الدنیا اشارہ ہے
 ازین وجہ ثلاثہ مبالغہ است و بعضی گویند کہ رحمن
 الدنیا و رحیم الاخرۃ از ان جہت گویند کہ رحمن عام است
 مومن و کافر نیک و بد در ان شریک اند بخلاف
 رحمت آخرت و نیز گفتہ اند کہ رحمن در لفظ خاص
 است و در معنی عام زیرا کہ غیر از ذات پاک باری تعالی
 را بآن وصف نہ کنند پس لفظ او خاص باشد
 و از بسکہ خالقیت و رازقیت و نفع دادن شامل
 جمیع موجودات است معنی او عام باشد و رحیم در لفظ
 عام است و در معنی خاص زیرا کہ مخلوقات را نیز
 بآن وصف کنند گویند فلانی رحیم است و لطف
 و توفیق کہ مدلول بن اسم است مخصوص بن متعلقین
 صحیح اک گفتہ کہ رحمن اشارہ بنظور رحمت اوست بر
 اہل آسمان و رحیم اشارہ بنزول رحمت او بر اہل
 زمین اتق مبارک گفتہ است کہ رحمن آنکہ چون اند
 سوال کنند بد و رحیم آنکہ چون از وجیرے نخواہند

اور رحمن میں جو مبالغہ ہے او سکونین طریق سے بکھنا
 چاہیے اول کثرت افراد رحمت ایجادی و دوم کثرت
 افراد مرحومین اور یہ دونوں قسمین کمیت میں زیادتی کے
 قبیل سے ہیں تیسرے کیفیت میں زیادتی کہ اسم رحمن
 اعلیٰ و اکمل درجہ کی رحمتوں سے مخصوص ہے اور بعض جو
 رحمن الدنیا والاخرۃ و رحیم الدنیا کہتے ہیں ایہیں وجہ
 مبالغہ میں ہوا ایک کی طرف اشارہ ہی اور بعض کہتے ہیں
 کہ رحمن الدنیا و رحیم الاخرۃ اسلئے کہتے ہیں کہ رحمن عام
 مومن و کافر نیک و بد سب اوس میں شریک ہیں بخلاف
 رحمت آخرت کے نیز کہتے ہیں کہ رحمن لفظ خاص ہے
 اور معنی عام کیونکہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کا وصف نہیں
 پس اسکا لفظ خاص ہوگا اور چونکہ خالقیت و رازقیت
 اور نفع دینا تمام موجودات کو شامل ہے تو اسکے معنی
 عام ہونگے اور رحیم لفظ عام ہے اور معنی خاص کیونکہ
 مخلوقات کو بھی اس وصف سے موصوف کرتے ہیں
 کہتے ہیں کہ فلان شخص رحیم ہے اور لطف و توفیق جس
 اسم کے مدلول ہیں مومنین سے مخصوص ہیں چنانکہ
 کہا کہ رحمن سے اشارہ اہل آسمان پر اوسکے طور رحمت
 سے ہے اور رحیم سے اشارہ اہل زمین پر اوسکی نزول
 رحمت سے ہے آج مبارک کہتے ہیں کہ رحمن وہ ہے
 جو سوال کرنے پر عطا کرے اور رحیم وہ ہے جو مانگی جانے سے

بختم درآید و بعضی گفته اند کہ نعمتہا سے دنیا و آخرت
 از آثار رحمت رحمانیت و دفع بلیات و آفات
 و اربین بہ مقتضای رحمت رحیمی است بہر تقدیر
 رحمن ابلغ است از رحیم پس در ترتیب ذکر اللہ یا رحمن
 یا از رحیم مناسبت تنزیلی است کہ اول ذکر اسم ذات
 فرمود یا از ذکر اسمی از اسماء صفات کہ مانند اسم ذات
 است در اختصاص باز ذکر اسمی دیگر از اسماء صفات
 کہ عام است لیکن درین جا شبہ وارد میشود کہ چون
 لفظ رحمن مذکور شد با وصف دلالت بر کمال است
 باز حاجت ذکر لفظ رحیم چه بود جویش آنکہ ذکر رحیم از
 قبیل ارفاق و تہم است زیرا کہ لفظ رحمن نعمتہا کے
 بزرگ و کلیات و اہول منافع را در گرفت و لفظ
 رحیم نعمتہا کے حقیر و جزئیات و فروع را شامل
 گشت و این تہم برای آنکہ مابندہ را در طلب حاجت
 حقیر و مثل نمک و طعام و آب وغیرہ از ان جناب
 شرم را منکسر نشود و بے محابا از ان جناب مسکت
 نماید گویا میفرماید کہ اگر خود را صرف رحمن می گفتیم از ما
 احتیاج میگردی و سوال خیر را بے سہل از ما بے ادبی
 میدانی پس لہذا رحمن و رحیم گفته اجازت و پردہ انگلی
 را دویم تا ہر امر عظیم و حقیر از ما بخواد و این تفضیل است
 برخلاف بادشاہان و حاکمان زمین و بعضی گفته اند

غصہ ہو اور بعضی کہتے ہیں کہ دنیا و آخرت کی نعمتیں
 رحمت رحمانی کے اثر سے ہیں اور دفع بلیات و آفات
 و اربین رحمت رحیمی کے مقتضی سے بہر صورت رحمن رحیم
 سے زیادہ بلیغ ہے لہذا از نبین پہلے اللہ کا ذکر پھر رحمن
 پھر رحیم کا مناسبت تنزیلی ہے کہ پہلے اسم ذات ذکر کیا پھر
 اسماء صفات میں سے وہ اسم جو خصوصیت میں اسم ذات
 کی طرح ہے پھر وہ اسم جو عام ہے لیکن بیان پر ایک شبہ
 وارد ہوتا ہے کہ جب لفظ رحمن جو کمال رحمت پر دلالت
 کرتا ہے لایا گیا تو پھر لفظ رحیم لانے کی کیا ضرورت تھی
 اسکا جواب یہ ہے کہ ذکر رحیم بطور ارفاق و تہم ہے کیونکہ
 لفظ رحمن نے بڑی نعمتوں اور اصول منافع کو لے لیا
 اور لفظ رحیم چھوٹی نعمتوں اور جزئیات و فروع کو شامل
 ہو گیا۔ اور ایسے لیے تاکہ بندہ اوس سے اونٹنے
 ضرورتوں کی طلب مثلاً نمک و کھانا و پانی وغیرہ
 میں شرم نہ کرے اور بے خوف اوس سے مانگے۔ گویا
 ارشاد ہے کہ اگر میں اپنے کو رحمن کہتا تو تم ڈرتے اور
 مجھ سے معمولی چیزیں مانگنا بی ادبی سمجھتے لہذا
 میں نے اپنے آپ کو رحمن و رحیم
 کہ کر اس کی اجازت دے دی کہ ہر
 چیز مجھ سے مانگو اور یہ ایک تفضیل ہے برخلاف
 دنیاوی بادشاہوں کے اور بعض کہتے ہیں

کہ رحمن دلالت می کند بر نعمت هاییکه وصول آنها
 از جهت بندگان متصرفیت شل زندگی و غیره
 رحیم دلالت می کند بر آن نعمت که در گمان مردم از
 مردم نیز حاصل توان کرد مثل تشخیص مرض و غیره
 انتہی قدر رحمن و رحیم در تسمیه برای تسکین ہستی است
 کہ از ذکر اسم اللہ بر می خیزد و دل را مدہوش میکند
 و وجہ اختیار این اسم در تسمیه برای آنست کہ ہر کس
 دینی یا دنیوی بر سبب چیز موقوف است اول فرام
 آمدن اسباب آن کار و این از تصرفات اسم
 اللہ است کہ دلالت بر جمیع صفات می نماید
 دوم بقا و آن اسباب از ابتدا کار تا انتہا و این مقتضا
 صفت رحمن است کہ عالم بآن منوط است سوم
 ترتب ثمرات آن کار بحصول نتائج آن و این
 مقتضای صفت رحیمی است کہ سعی بندگان را
 رایگان نمی فرماید و چون این قدر انکاشتی پس
 اصل مطلب بدان کہ مصنف ائمہ و استغفر
 گنج خانہ دل الہام منزل را بسم اللہ از دستبرد
 جانیان نفس و شیطان در امان گذاشتہ و باز
 بخمال عبودیت بفحوا و قول شہود نزد یکان ایش
 بود حیرانی برین قدر قناعت نہ ورزیدہ از عبودیت
 اظہار فرمود کہ وہ نستعین اسی حاصل از وہ نعمت

کہ رحمن اول نعمتون پر دلالت کرتا ہے جو بندوں
 سے نہیں حاصل ہو سکتیں جیسے زندگی وغیرہ اور
 رحیم اول نعمتون پر دلالت کرتا ہے جو ایک کو دوسرے
 سے حاصل ہو سکتی ہیں مثلاً تشخیص مرض وغیرہ انتہی
 اور بسم اللہ میں رحمن و رحیم کا تذکرہ اوس ہیبت کو کم کرنے
 کیلئے ہے جو اللہ کا نام لینے سے پیدا ہوتی اور دل کو
 مدہوش کرتی ہے اور بسم اللہ میں یہ نام لائیںکی وجہ یہ
 کہ ہر دینی و دنیاوی کام میں باتون پر موقوف ہے
 اول اوس کام کے اسباب کا مہیا ہونا اور یہ اسم اللہ کے
 تصرفات سے ہے جو تمام صفات پر دلالت کرتا ہے
 دوسرے اور اسباب کی ابتداء سے انتہا تک بقا اور
 یہ صفت رحمن کا مقتضای ہے کہ جس سے بقا و عالم
 وابستہ ہے تیسرے اوس کام کا فائدہ حاصل ہونا
 اوسکے حصول نتائج سے اور یہ صفت رحیمی کا مقتضا
 ہے کہ بندوں کی کوشش راہگان نہیں فرماتا ہے
 اور جب یہ معلوم ہو گیا تو جو جانا چاہیے کہ مصنف نے
 اپنے خزانہ دل کی قیمتی چیزوں کو بسم اللہ کی جوہر
 سے نفس و شیطان کی لوٹ مار سے بچایا اور بھپ
 بخمال عبودیت نیز ملحوظ مقولہ نزدیکان ایش
 بود حیرانی کے اُس پر بھی قناعت نہ کر کے فرمایا
 کہ وہ نستعین یعنی خاص اوس ہی سے مدد

میسوم و تقدیم ضمیر برای تخصیص است استعانت
 عالم است خواه از حق باشد یا از بندگان مقرب حق
 زیرا کہ ہر چند شخصی در بعض امور براہ راست باشد
 لیکن اورا از طلب رہبر چارہ نیست کہ بعد از ہر مرتبہ
 مرتبہ دیگر است بالاتر از ان پس صاحب مرتبہ
 سبحانی طالب مرتبہ فوقانی است و ہکذا الی
 غیر النہایۃ و لیکن فرق این قدر است کہ حق حقیقی
 استعانت حق راست و حق تفضلی بندگان
 حق را غرض کہ بعد استعانت اقرار اقرار و عجز خویش
 کہ غرض صحیح از استعانت باشد می نماید

جاہتے ہیں اور ضمیر کی تقدیم بوجہ تخصیص کے ہے اور
 استعانت عام ہے خواہ خدا سے ہو یا خدا کے بندگان
 مقرب سے کیونکہ اگرچہ کوئی شخص بعض امور میں براہ راست
 ہو مگر پھر بھی اوسکو راہبر کی ضرورت ہے اسلئے کہ
 ہر ایک مرتبہ کے بعد دوسرا مرتبہ اس سے اعلیٰ ہے اور
 ہر اونے مرتبہ والا اعلیٰ مرتبہ چاہتا ہے فرق اسی قدر
 کہ حقیقی استعانت کا حق خدا کو ہے اور تفضلی حق
 بندگان خدا کو غرض کہ بعد استعانت اپنی احتیاج
 عاجزی کا اقرار کرنے ہیں جو استعانت کی غرض
 صحیح ہے۔

اقولہ سبحانک لا یعلم لنا الا ما علمتنا

اقول یعنی از علم و فہم پاک ہستی زیرا کہ ماہی و ایم
 ترا و مظاہر ترا کہ خدا ان کہ علم ان کشیدی و تسبیح
 بمعنی تزیینت و تعلیم مایان ہیں سبب شرافت
 است و فضیلت علمی زیادہ ازین چہ خواہد بود کہ
 شکار کلب معلوم باوجود نجاست او بوجہ علیت حلال
 گردیدہ و حق تعالی در اسماء نور و نہ خویش علیم و علام
 نام خود گرفتہ نہ جہیل و جہال و از نجاست کہ از خود
 ارشاد طلب علم فرمودہ کہ قل رب زدنی علما
 امام حجۃ الاسلام زین الدین ابو حامد محمد الطوسی
 الغزالی در مقصد انہی شرح اسماء اللہ الحسنى فرمود

یعنی تو ہمارے علم و فہم سے پاک ہے کیونکہ ہم جھلک اور
 تیرے مظاہر کو اور اسی قدر جانتے ہیں جب قدر تو نے اوجھا
 علم بخشا تسبیح کے معنی تزیین کے ہیں اور ہماری تعلیم ہی
 ہماری شرافت کا سبب ہے اور فضیلت علمی اس سے
 زیادہ کیا ہوگی کہ سکھائے ہوئے گئے کا شکار باوجود
 اوس کی نجاست کی بوجہ علیت حلال ہی اور حق تعالی نے اپنے
 ننانوے ناموں میں علیم و علام اپنا نام یا فرمایا ہے جہیل
 و جہال اور اسی لیے اپنے آپ سے علم مانگنے کو ارشاد فرمایا
 قل رب زدنی علما امام حجۃ الاسلام زین الدین ابو حامد محمد
 غزالی مقصد انہی شرح اسماء اللہ الحسنى فرماتے ہیں

| | |
|--|--|
| کہ شرف العبد بسبب العلم من حیث ان من | کہ بندہ کا شرف علم کی وجہ سے اس لیے ہے کہ علم صفت |
| صفات اللہ ولكن العلم الا شرف ما هو معلوم | الہی ہے مگر اشرف العلوم وہ علم ہے جس کا معلوم شرف |
| اشرف واشرف المعلومات هو الله تعالى | اور اشرف المعلومات اللہ تعالیٰ ہے اسی لیے معرفت الہی |
| فلذلك كانت معرفة الله تعالى افضل العا | تمام معارف سے افضل ہے بلکہ تمام شیا کی معرفت |
| بل معرفة سائر الاشياء ايضا انما اشرف | بزرگی اسی لیے ہے کہ وہ افعال الہی کی معرفت ہے یا |
| لانها معرفة لافعال الله او معرفة للطريق | اوس طریقہ کی معرفت جس سے بندہ اللہ سے قریب ہوتا |
| الذي يقرب العبد من الله تعالى - وقال | انتہی پھر منہاج العابدین میں لکھتے ہیں کہ اسی طالب |
| في المنهاج يا طالب الاخلاص والعبادة عليك | اخلاص و عبادت تجھ پر پہلے علم واجب ہے کیونکہ وہ قلب |
| اولا بالعلم فانه القطب وعليه المداير واشرف | ہے اور اوس پر دار و مدار ہے اور وہ شرف الجواہر ہے |
| الجواهر ولذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم | لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت دینی |
| عليه العابد كفضلي على ادي رجل من امتي | جیسے میری اپنی امت کے اڈے شخص پر نہتی۔ |
| انتھی یعنی عالم فاضل است بر عابد در صورتیکہ لازم | یعنی عالم عابد سے اوس صورت میں افضل ہے کہ جب وہ |
| ادای جمع عبادات و آداب بود و مختراز مکر و بات | تمام عبادات و آداب پابندی سے بجالائے اور مکر و بات |
| و مشتبہات و کبار و اوصاف بر صفا پر دگر گئے ازین | و مشتبہات و گناہ صغیرہ و کبیرہ سے بچے اور اگر زمین سے |
| چیز را از عالم فوت شود ویرا عالم نتوان شمرد۔ اسم | کوئی بات بھی اوس میں نہ تو اس کو صرف رسمی عالم سمجھنا |
| عالم بروے رسم است۔ و عابدی کہ علم او بفرایض | چاہیے۔ اسی طرح جس عابد کو فرایض و ارکان اسلام |
| وارکان اسلام و ضروریات دین نبود وی را نیز از | ضروریات دین معلوم نہوں اوس کو بھی عابد نہ جانا چاہیے |
| عبادت و ان دانست کہ علم بے عمل و سوء شیطانت | کیونکہ علم بے عمل و سوء شیطانت ہے۔ اور علم کی |
| و علم بر ذنوع بود علم باللہ و علم باحکام اللہ عالم باللہ | دو قسمین ہیں علم باللہ و علم باحکام اللہ۔ عالم |
| عارف و لایت عرفانی است و عالم باحکام اللہ | باللہ عارف و لایت عرفانی ہے۔ اور عالم |
| عارف و لایت احسانی۔ و لایت احسانی آن کہ | باحکام اللہ عارف و لایت احسانی جس کے |

| | |
|--|--|
| <p>اہل حدیث و متکلمین باہن قابل ہین اور اس ولایت کا حصول گناہوں سے بچنے اور کتاب و سنت کی پیروی سے مشروط ہے اور وراثت نبوت لیسٹی لایت سے مراد ہے اور ایسا ولی قابل تباع و اقتدا ہے اسکے تابعین لغرض شون سے محفوظ رہتے ہین اور ولایت عرفانی سے انکشاف وحدت ذات اور اسکا تنزل کثرت میں مراد ہے جکا منشا جذب ہے تو وہ باوجود ارکان اسلام قائم رکھنے کے کوشش اور ذکر فکر میں اتمام کرنے کے بھی ممکن ہے کہ خطا کرنے سے محفوظ نہولند او اسکے تابعین نقصان سے بچوت نہیں باوجود ان دونوں ولایتوں کا جامع ہے وہ نبوت کا وارث کامل ہے اسکے تابعین سلامتی سے منزل مقصود پر پہنچتے ہین اور صاحب ولایت احسانی اوس سے کہ ہے اور صاحب ولایت عرفانی صرف جس کے لطیفہ نفس نے بعض کمالات قبول کر کے ذات الہی سے کوئی واسطہ پیدا کیا ہو قابل ارشاد و غمین اوس کی اقتدا کرنا نہ چاہیے۔ نیز منہاج العابدین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بہترین اہل جنت کا پتہ نہ دوں سب نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ وہ علماء ہین استخار۔</p> | <p>اہل حدیث و متکلمین باہن قابل اند حصول این ولایت منوط بعصمت است از معاصی و اعتصام بکتاب و سنت و وراثت نبوت عبارت ازین ولایت است کہ صاحبین ولایت بتابع اقتدا ارشاید و متابعان و از غزالی این باشند و ولایت عرفانی مراد از انکشاف وحدت ذات و تنزل آن در کثرت است کہ منشا آن جناب است پس وی ہر چند در اقامت ارکان اسلام ہی ملایم و تذکر و فکر اتمام می ورزد با این ہمہ از ارتکاب محفوظات تحمل کہ محفوظ نباشد و متابعان این از زبان این نہ باشد و آنکہ جامع ہر دو ولایت عرفانی و احسانی است اور وارث کامل نبوت است متابعان و بسلاست در منزل رشد و صفا ولایت احسانی کمتر از دست و صاحب ولایت عرفانی صرف ہر چند کہ لطیفہ نفس البعض کمالات را قبول نموده و با ذات الہی راسخ پیدا کردہ لیکن ارشاد را نمی شاید و اقتدا بوسعی باید و انضا در منہاج است قال النبی علیہ السلام الا ادلکم علی اشرف اهل الجنة قالوا بلی یا رسول اللہ قال هم العلماء۔</p> |
|--|--|

قوله الحمد لله الهادي الى الصراط المستقيم

| | |
|---|--|
| <p>افول حمد یکہ ظہار کمال است از ہر دو مرتبہ جمع ووق خالص مرخداى را است کہ مطلق است از جمع قیود و راہ نمایندہ است بصراط مستقیم بدانکہ صیفہ حمد مصدریت مصدر بلا جنس مسترداف بہ لام اختصاص یعنی جنس مفہوم حمد خواہ مبنی للفاعل باشد یا مبنی للمفعول اغنی حادیت و محمودیت مختص بجنس حق است زیرا کہ در جمع مراتب وجود ہم حاد است و ہم محمود اور زبان ہر تسایندہ نعمات حمد و ثناء خود سرائید و در لباس ہر ستودہ لمعات کمال و جمال خود نمایندہ در چشم عیان شاہد و مشہود توئی در قبیلہ بیان ساجد و سجد توئی بے نام نشان قاصد و مقصود توئی بے گوش و زبان حاد و محمود توئی و در عرف طایفہ علیہ صوفیہ حمد عبارت است از اظہار کمال محمود بصفات جمال و نفعت جلال بر سبیل تعظیم و اجلال و آن یا از مرتبہ جمع است بر جمع چنانکہ حق تعالی در مرتبہ غیب و معانی اظہار کرد کمالات خود در ابر خود</p> | <p>حمد یعنی اظہار کمال مراتب جمع و فرق سے خالص اوس خدا کے لیے ہے جو تمام قیود سے مطلق ہے اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے جاننا چاہیے کہ صیفہ حمد وہ مصدر ہے جو لام جنس کے ساتھ صادر ہوتا اور لام اختصاص کے ہر آتا ہے یعنی جنس مفہوم حمد خواہ فاعل کے لیے مبنی یا مفعول کے لیے یعنی حادیت و محمودیت خدا سے مخصوص ہے کیونکہ تمام مراتب وجود میں وہی حاد محمود ہے وہی ہر حاد کی زبان سے اپنی حمد و ثناء بیان کرتا ہے اور وہی ہر محمود کی صورت میں اپنے کمال و جمال کا جلوہ دکھاتا ہے۔ در چشم عیان شاہد و مشہود توئی و در قبیلہ جان ساجد و سجد توئی بے نام نشان قاصد و مقصود توئی بے گوش و زبان حاد و محمود توئی و اور حضرات صوفیہ کے نزدیک حمد سے محمود کے کمال صفات جمال و جلال کا تعلیم اظہار مراد ہے اور وہ یا مرتبہ جمع سے چنانکہ ہے جیسے حق تعالیٰ نے پہلے اور دوسرے تعین و</p> |
| <p>بالتعین و تجلی الاول والثانی وما اشتملا عليه من الشیون والاعتبارات او لا والحقائق الالهية والكونية ثانیاً</p> | <p>تجلی سے مرتبہ غیب و معانی میں اپنے کمالات کا اظہار اپنے آپ پر کیا پہلے تو شیون و اعتبارات سے بھر حقائق الہیہ و کونیہ سے</p> |

دی عشق نشان بی نشانی می گفت به اسرار
 کمال جاودانی می گفت به اوصاف جمال
 خوشن بین تو به باخود زبان سبز بانی میگفت
 ویا از مرتبه فرق بر فرق چنانچه مظاہر خلقیہ و
 مجالی کونیہ زبان اقوال و افعال و احوال اہل
 کمال و جمال کید گیر کنند و آن حقیقت حمد
 حق است مرغوش را بواسطہ تنزل و یہ حضرت
 وجود و مراتب شہود و یا از مرتبہ جمع بر فرق چنانکہ
 با فاضلہ نور وجود بر حقایق و اعیان موجودات کہ
 بہ سان اصطلاح ازان فیض مقدس تعبیری کنند
 انہار میکنند استعدادات و قابلیت ایشان بر وجود
 کمالات بالغہ و یا از فرق بر جمع چنانکہ جمیع مراتب
 وجود در و حوا و مثلاً و حشاً قولاً و فعلاً و حالاً حمد الی
 حمد حضرت حق می گویند و انہار کمال صفات
 و افعال وی می کنند۔ و ہادی اسم فاعل است
 از ہدایت بمعنی راہ راست نمایندہ ما بہ سبوی
 خویش چنانچہ میفرماید فاذا ذکر فی اخک کہم و نزع
 در معانی اصطلاحی ہدایت و اشتراک و از کتب
 دیگر توان طلبید کہ در بیان تفصیلی آن جزو طوالت
 کلام فائدہ نیست و صراط مستقیم و طریق مستوی
 ہر دو مستلزم بودہ اند و دین اعم است کہ مراد از

دی عشق نشان الہ۔ اور یا مرتبہ فرق سے فرق
 پر چنانچہ مظاہر خلقیہ و مجالی کونیہ زبان اقوال و
 افعال و احوال ایک دوسرے کا کمال و جمال
 ظاہر کرتے ہیں جو حقیقتاً خود خدا ہی کی حمد ہے
 حضرات وجود و مراتب شہود میں تنزل کے اعتبار
 سے اور یا مرتبہ جمع سے فرق پر جس طرح حقایق و
 اعیان موجودات پر نور وجود کے افاضہ سے جس کے
 اصطلاح میں فیض مقدس کہتے ہیں اون کی
 استعدادات و قابلیت وجود کے کمالات ظاہر
 کرتا ہے۔ اور یا فرق سے جمع پر جس طرح تمام مراتب
 وجود در و حوا و مثلاً و حشاً قولاً و فعلاً و حالاً حمد الی
 حمد کرتے اور اوس کے صفات و افعال کا کمال
 ظاہر کرتے ہیں۔ اور ہادی ہدایت کا اسم فاعل
 ہے جس کے معنی ہم سب کو اپنی طرف راہ راست
 دکھانے والے کے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ
 تم جھکویا ذکر میں تم کو یاد کروں گا۔ اور ہدایت
 کے اصطلاحی معنی اور اوس کے اشتراک کا جھگڑا
 اور کتابوں میں دیکھنا چاہیے کیونکہ اوس کے
 تفصیلی بیان میں طوالت کے سوا کوئی فائدہ
 نہیں۔ اور صراط مستقیم و طریق مستوی دونوں
 متلازم ہیں اور دین اعم ہے جس سے مراد

نفس الامر عمومی باشد یعنی عقائد حقہ و اختصاص
نفس الامر عمومی ہے یعنی عقائد حقہ یا خصوصاً
مذہب اسلامیہ - مذہب اسلامیہ

قولہ والصلوة والسلام الاثنان والا کمالان علی رسولہ الداعی الی المنہج السدید
والمقصد العظیم

اقول ای افاضہ رحمت واحسان و سلامتی از
خطرات غیر تائید و کمال تر نازل بر سر دارا محمد
رسول اللہ باد کہ صفت اویسوی راہ بے خطر و مقصد
بزرگ خواندن است منہج یعنی طریق و ضلع و این دعوت
حضرت رسول اللہ صلعم سوی منہج توحید حق و اقرار
رسالت و نبوت خود است و مراد از منہج توحید
حب مجہدی است کہ محبوب حق گرداند و منصب
نبوت و رسالت منصب سفارت و عہدہ و کالت
است از طرف حق کہ یکے از بندگان فی العقول
خود بے سابقہ خدمت و کسب می بخشند و باین
تشریف شریفش در بنی نوعی نواز دتا بواسطہ
این مکرمت از انکہ علل و ملل و ازادہ خلل نخل نمود
باصلاح معاش و معاد جلہ عباد کو شد و او شانت
را از وادی ضلالت بساحل ہدایت برد و بسجائ
دارین و فلاح کو نین فایز گرداند و لہذا مستحق شد
این گروه باشکوہ صلوٰۃ و سلام را و رسول پروردگار
فعل مشتق از رسالت است و رسالت در اصل
یعنی رحمت و احسان از خطرات غیرت سلامتی
کا پورا افاضہ ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلعم
پر ہوجن کی صفت راہ بے خطر اور مقصد بزرگ
کی طرف بلانا ہے یعنی توحید حق اور اپنے اقرار
رسالت و نبوت کی طرف دعوت دینا منہج قدیم سے
حب مجہدی مراد ہے جو محبوب حق کرتی ہے اور منصب
نبوت و رسالت حق کی طرف سے منصب سفارت
و عہدہ و کالت ہے جو وہ اپنے بندگان صاحب غفل
مین سے کسی ایک کو بلال لحاظ خدمت و کسب عطا
کر کے اس شرف سے اس کو اپنے محبوبون میں فرما
فرماتا ہے تاکہ اس مکرمت کے ذریعہ سے وہ امراض
مذہب و تقایص شرب کو دور کر کے لوگوں کی
اصلاح دینی و دنیاوی کرے اور ان کو گمراہی سے
بکمال کر ہدایت کرے اور سعادت دارین و فلاح
کو نین عطا فرماوے۔ اسی لیے یہ گروہ باشکوہ
صلوٰۃ و سلام کا مستحق ہوا۔ اور رسول پروردگار
رسالت سے مشتق ہے اور رسالت در اصل

| | |
|--|--|
| کلامی را گویند کہ مرسل شود بسوی غیر در اصطلاح خاص است بہ کلامی کہ مشتمل بر قواعد علمیہ بود و در شریعت مستعمل باشد یعنی بعثت اللہ انسانا | وہ کلام ہے جو غیر کی طرف بھیجا جائے اور اصطلاحاً وہ کلام خاص ہے جو قواعد علمیہ پر شامل ہو اور شریعت میں اس معنی میں مستعمل ہے کہ اللہ کسی انسان کو خلق |
| الی الخلق بشریعتہ سواء امر بتبلیغہا ولا وکلفہ تخصیص رسول کردہ شود کہ سیکہ جبرئیل برا و نازل شود یا مختص بود بہ کتاب شریعت جدید یا نہ بودن مامور بہما بعت شریعت دیگر انبیاء و اللہ تفسیر کردند رسول را باین کہ مبعوث بہ خلق بود برا تبلیغ احکام شریعت و با او کتابے جدید بود در فتح البین است کہ الرسول انسان حو ذکر کن | کے پاس شریعت دیکر بھیجے خواہ اوس شریعت کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو یا نہ ہو اور کبھی رسول کی تخصیص اس شخص سے کی جاتی ہے جیسے حضرت جبرئیل نازل ہوں یا اوسے نئی کتاب شریعت ملے یا دوسرے انبیاء کی شریعتوں کا وہ تابع نہ اسی لیے رسول اوسے کہتے ہیں جو خلق کی طرف احکام شریعت پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہو اور اوسکے ساتھ نئی کتاب ہو۔ فتح البین میں ہے کہ رسول انسانوں میں وہ آزاد شخص ہے جیسے کوئی شیخ بطور وحی نازل کیجائے اور اوسکی تبلیغ کا اوسکو حکم دیا جائے خواہ وہ کتاب اپنی سے پہلی شریعت کی ناسخ ہو یا نہ ہو یا اوس سے پہلے نبی پر نازل کیجا چکی ہو یا اوسکی طرف لوگوں کو دعوت دینے کا حکم دیا گیا ہو یا نہ ہو اس طور پر کہ اوسے تبلیغ وحی کا یا کتاب حکم دیا جا چکا ہو۔ اتقی اور پیغمبروں کے بھیجنے سے مقصود ذاتی عالم کی اصلاح ہے اور اصل اصلاح عالم غیبیہ عالم شہادت کی طرف علوم حق کی لقاء حاصل ہوتی ہے مگر بعض حالات میں شہادت تو م جو افکار و خیالات غیبیہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ اور نفوس کو علوم حق غیبیہ کے ماننے سے روکتے ہیں اس لیے ان لوگوں کے شہادت کی |
| بنی آدم یوحی الیہ بشرع و امر بتبلیغہ سواء کان لہ کتاب انزل علیہ لیبلیغہ ناسخا للشرع من قبلہ او غیر ناسخ لہ او انزل علی من قبلہ او امر بدعوة الناس الیہ امر لہ یکن لہ ذلک بان امر بتبلیغ الوحی الیہ من غیر کتاب اتھی و مقصود بالذات از ارسال رسل اصلاح عالم است و اصل اصلاح عالم حاصل می شود باللقاء علوم حقہ از غیب بشہادت لیکن در بعض احوال شہادت قوم کہ ناشی از افکار و خیالات غیبیہ می باشند سد باب انقیاد نفوس انسان از علوم حقہ غیبیہ می کنند ازین بہت رو شہادت | کہ رسول انسانوں میں وہ آزاد شخص ہے جیسے کوئی شیخ بطور وحی نازل کیجائے اور اوسکی تبلیغ کا اوسکو حکم دیا جائے خواہ وہ کتاب اپنی سے پہلی شریعت کی ناسخ ہو یا نہ ہو یا اوس سے پہلے نبی پر نازل کیجا چکی ہو یا اوسکی طرف لوگوں کو دعوت دینے کا حکم دیا گیا ہو یا نہ ہو اس طور پر کہ اوسے تبلیغ وحی کا یا کتاب حکم دیا جا چکا ہو۔ اتقی اور پیغمبروں کے بھیجنے سے مقصود ذاتی عالم کی اصلاح ہے اور اصل اصلاح عالم غیبیہ عالم شہادت کی طرف علوم حق کی لقاء حاصل ہوتی ہے مگر بعض حالات میں شہادت تو م جو افکار و خیالات غیبیہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ اور نفوس کو علوم حق غیبیہ کے ماننے سے روکتے ہیں اس لیے ان لوگوں کے شہادت کی |

ایشان مطلوب بالعرض گشت و واجب در مجموع حالت
 دفع شہات ردیہ ایشان است خواہ بہ منع باشد
 خواہ بہ مقدمات خطابیہ و لہذا در قرآن عظیم
 مخصوصہ واقع شد بہ بعض مقدمات خطابیہ
 مطلوب بالعرض ہونی اور اسی حالت میں اون کے
 شہات ردیہ کا دفع کرنا واجب ہے خواہ بہ منع ہوں
 خواہ بہ مقدمات خطابیہ اور اسی لیے کلام مجید میں
 بعض مقدمات خطابیہ سے مخصوصہ واقع ہوا۔

قولہ و علی آلہ و اصحابہ السالکین مسلک الدین القویہما

و صلوة و سلام بر آل او کہ اتباع و خوشاوندان
 و پیاران او میدنازل باد کہ روزندگان راہ دین قیوم
 اند و این تخصیص بعد تقیم بقصد اظہار تعظیم شان است
 و دین طریقہ خاصہ حق را گویند باید دانست کہ
 مراد از آل نزد امام اعظم و بعض علماء بنی ہاشم اند
 عبد اللہ بن صدیق بن عمر ہروی ماتریدی صاحب
 کتاب احکام الاعتقاد فی رد الفلستفہ و الاحادیث
 در رسالہ کہ برای تحقیق کلمات وارودہ در باب صلوة
 بر سید کانیات تالیف کردہ است در فصلی مثنی
 آل و بیان اختلاف آن سفیر ماید کہ و اختلافوا
 فی آل النبی صلعم علی اقوال فقہلہم الدین
 حرمت علیہم الصدقة و فیہ ثلاث
 مذاہب احدہا انجم بنو ہاشم و ہذا
 مذهب الامام الاعظم و ہور وایہ عن
 احمد و مختار ابن القاسم من المالیکیۃ و
 ابن اثیر در نہایہ سفیر ماید کہ اختلاف فی آل النبی
 اور رد و دو سلام اون کی اولاد اور دو ستون پر
 جو اون کے تابع اور عزیز اور دین متین کے طریقہ پر چلنے
 والے ہیں نازل ہوئے عمومیت کے بعد خصوصیت یعنی
 اظہار اون کی تعظیم کے ہے۔ دین خدا کے خاص طریقہ کو
 کہتے ہیں جانتا چاہیے کہ امام اعظم اور بعض علماء کے نزدیک
 آل سے بنی ہاشم مراد ہیں عبد اللہ بن صدیق بن عمر
 ہروی ماتریدی صاحب احکام الاعتقاد فی رد الفلستفہ
 و الاحادیث رسالہ میں جو انہوں نے اون کلمات کی
 تحقیق میں جو آنحضرت صلعم پر درود کے بارہ میں وارد
 ہیں تالیف کیا ہے اس کی ایک فصل میں آل کے معنی
 او میں اختلاف کے متعلق لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم
 کی اولاد کے متعلق مختلف اقوال ہیں بعض یہ کہتے
 ہیں کہ آل سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام
 کیا گیا یعنی بنی ہاشم بروایت امام احمدیہ امام اعظم
 کا مذہب ہے اور مالکیہ میں سے ابن قاسم کا
 مختار۔ اور ابن اثیر نے یہ بیان لکھتے ہیں کہ

| | |
|---|--|
| والا کثرون علی انھما اهل بیتہ وقال | کہ اکثر کا یہ مذہب ہے کہ آل سے آنحضرت صلعم کے |
| التشافی دل هذا الحدیث ای حدیث | اہل بیت مراد ہیں اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ حدیث |
| لا یجوز الصدقة بمجد وال محمد علی ان آل | لا یجوز الصدقة الخ اس امر کی دلیل ہے کہ آل محمد و |
| محمد ہم الذین حرمت علیہم الصدقة و | لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور بجائے اوس کے |
| عوضوا منها الخمس و ہم قبیلۃ بنی ہاشم و | اونکو خمس دیا گیا اور وہ بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں انتہی |
| بنی المطلب انتھی صاحب صواعق محرکہ و میگید | صاحب صواعق محرکہ کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ آل سے |
| کہ الا صحیح فی الال انھما بنو ہاشم و مطلب | بنو ہاشم و مطلب مراد ہیں انتہی اگر یہ کہو کہ حدیث شریف |
| انتھی اگر کوئی کہ در حدیث شریف وارد است کہ | میں ہے کہ الی کل مومن تقی تو ہر مومن پر ہر میزگار |
| الی کل مومن تقی پس ہر مومن تقی در آل آنحضرت | آنحضرت صلعم کی اولاد میں داخل اور جو فضائل آل |
| صلعم داخل و بفضائل کے در حق آل وارد شامل | کے متعلق وارد ہیں اونکا متعلق ہوگا تو میں کہوں گا |
| باشند اگر کیم کہ لا این خبر ضعیف است صلیت | اولاً تو یہ حدیث قابل سند نہیں چنانچہ صاحب صواعق |
| استناد و ندارد چنانچہ صاحب صواعق در مقام | فرماتے ہیں کہ حدیث الی کل مومن تقی ضعیف |
| سابق الذکر میفرماید خبر الی کل مومن تقی | ہے دوسرے یہ کہ صاحب صواعق کے بیان سے |
| ضعیف تا نیا از تصریح صاحب صواعق ظاہر ہو | معلوم ہوتا ہے کہ ہر اوس حدیث و آیت میں جو |
| کہ مراد از اہل بیت در ہر آیت و حدیث کہ مقتضی | فضائل اہل بیت کو شامل ہے مومنین بنو ہاشم و |
| فضائل است مومنین بنی ہاشم و بنی مطلب اند | مطلب مراد ہیں پس اس کے مقابلہ میں ایسا |
| پس بمقابلہ این چنین احتمال ساقط الاعتبار | قیاس غیر مستبر ہے تیسرے یہ کہ فضائل اہل بیت |
| ثالثاً در فضائل اہل بیت جائے لفظ ذریت | میں کہیں لفظ ذریت اور کہیں لفظ عترت |
| و جائے لفظ عترت وارد است پس این الفاظ | آیا ہے تو یہ الفاظ ہر مومن پر کیسے قیاس کیے |
| چگونہ بر ہمہ مومنین حمل خواہند کرد کہ در حدیث | جاسکتے ہیں کیونکہ حدیث میں کُل |
| کل مومن ذریتی و عترتی وارد نیست | مومن ذریتی و عترتی نہیں آیا ہے |

چوتھے یہ فضائل اہل بیت کا اعتقاد ضروری و مذہبی ہے تو مذہبی امور میں ایسے تحریفات پیش کرنا گمراہی ہے مثلاً لفظ نماز سے دعا اور روزہ سے بچہ آپ کو برائیوں سے بچانا اور زکوٰۃ سے تزکیہ نفس اور حج سے خیرات وغیرہ مراد لینا یا بچوں میں یہ کہ اگر حدیث الی کل مومن تقی ہم مان بھی لین تو یہی کہیں گے کہ اس حدیث میں آل سے مراد تابعین ہیں جن پر اطلاق آل شایع ہے نہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی اولاد جن سے احکام مخصوصہ متعلق ہیں مثلاً حرمت صدقہ یا انکی محبت و تعظیم آنحضرت صلی علیہ وسلم کی محبت کی طرح واجب ہونا چھٹے یہ کہ آل کا اطلاق ہر مومن پر ہر مکار تالیف کو متبوع کا حکم دینے کے اعتبار سے ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ مولی القوم منہم الحدیث ایسا ہی رسالہ حق اس میں فی فضائل اہل بیت سید المرسلین مصنفہ فاضل متین مولوی رشید الدین دہلوی میں ہے اور یہاں لفظ آل کا لانا حکم حدیث کی پیروی ہے جو ماہر حدیث پر ظاہر ہے تو معلوم ہوا کہ جب تک آل پر درود بھیجنے کے تعمیل مامور بہ حاصل نہ ہوگی۔ اور صحابہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کی زیارت کی اور ایمان لائے اور اسلام پر وفات پائی اور اودن کی تعریف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ

رابعاً اعتقاد یہ فضائل اہل بیت از ضروریات دین است پس در ضروریات دین هیچ تحریفات پیش کردن ناممکن است مثلاً از صلوة دعا و از صوم بازداشتن خود از قبا ح و از زکوٰۃ تزکیہ نفس و از حج قصد خیرات و امثال آن مراد گرفته شود خامساً بر تقدیر تسلیم خبر الی کل مومن تقی گوئیم مراد از آل درین حدیث توابع اند کہ اطلاق آل بر انہما شایع است نہ آل آنحضرت بمعنی میو ث عنہ کہ احکام مخصوصہ مثل حرمت صدقہ و تعظیم و وجوب محبت شان مثل محبت آنحضرت صلی علیہ وسلم وغیرہ با ایشان متعلق است سادساً اطلاق آل بر ہر مومن تقی باعتبار اعطای حکم متبوع تابع است چنانکہ در حدیث وارد است مولی القوم منہم الحدیث و سلمان منا اهل البيت کذا فی الحق المبين فی فضائل اہل بیت سید المرسلین للفاضل للمبین مولوی رشید الدین الدہلوی و آوردن آل درین جا برای امثال ام حدیث است چنانکہ ظاہر است بر ماہر حدیث و آئین جا معلوم شد کہ اصلوۃ بر آل نہ فرستیداتیان بہ ما ہو حاصل نہ شود و صحابی کسیکہ ملاقات کرد با آنحضرت و ایمان آورد بر اسلام ممدود و چہ بنا بر ایشان

بودن ایشان است واسطہ در ابلاغ شایع
 بسوئے عباد
 وہ لوگ امت کی طرف تبلیغ شریعت میں
 واسطہ تھے۔

قولہ اما بعد فیقول احقر عباد اللہ علی ابن حسام الدین الشہید بالمتقی

اقول مصنف چون دستور دیگر مصنفان بعد
 ادای حمد و نعت آغاز در سبب تالیف کردہ گویا
 کہ بعد حمد و نعت حقیر و ناچیز ترین بندگان حق
 (دراز انظار حقارت ہذا) صوفیہ ابن جاجدائی
 خود از سبب اغوش مراد گرفته (علی ابن حسام الدین
 بن عبد الملک بن قاضی خان المتقی القادری
 الشاذلی المدنی الحشتی کہ در مہ شیخ یا جن چشتی
 برہانپوری است و خرقہ خلافت از شیخ عبد الحکیم
 بن شاہ باجن یافتہ مفصل حالات مصنف
 در کتاب زاد المتقین مولفہ حضرت شیخ عبد الحق
 محدث دہلوی خلیفہ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی
 موجود است بمدا انا بعد کلمہ البیت کہ چون شخصے
 کلامے بر اسلوب رازند و خواہد کہ اسلوبے دیگر پیا
 بگوید اما بعد۔ و علماء و اختلاف دارند کہ سیکہ اول
 باین کلمہ کلام کرد صاحب فتح الباری گوید کہ طبرانی
 در حدیث مرفوع از ابی موسی اشعری آوردہ کہ اول
 سیکہ باین کلمہ تکلم کرد و او دینیر است و گفتہ
 اسنادش ضعیف است و در حدیث موقوف از
 مصنف حسب دستور اور مصنفون کے بعد حمد و
 نعت سبب تالیف شروع کر کے فرماتے ہیں کہ حمد و
 نعت کے بعد خدا کے بندوں میں سب سے حقیر و
 ناچیز بندہ (حقارت سے مراد سب سے اپنی جدائی
 ہے) علی بن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان
 متقی قادری شاذلی مدنی چشتی کہتا ہے در مہ شیخ
 باجن چشتی برہانپوری کے مرید از شیخ عبد الحکیم بن
 شاہ باجن کے خلیفہ تھے ان کے مفصل حالات
 کتاب زاد المتقین مولفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث
 دہلوی خلیفہ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی میں موجود
 ہیں اور انا بعد وہ کلمہ ہے جو ایک بات کے بعد
 دوسری بات شروع کرنے پر بولا جاتا ہے اور علماء
 اس میں مختلف ہیں کہ سب سے پہلے یہ کلمہ کس نے
 استعمال کیا۔ صاحب فتح الباری کہتے ہیں کہ طبرانی
 حدیث مرفوع میں ابی موسی اشعری سے روایت
 کرتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ کلمہ حضرت داؤد
 علیہ السلام نے استعمال کیا اور کہا کہ اس کے
 اسناد ضعیف ہیں۔ اور حدیث موقوف میں

| | |
|--|--|
| شعبی آمدہ کہ فصل خطاب کے راؤ در اوادہ بودند | شعبی سے مروی ہے کہ وہ فصل خطاب جو حضرت |
| و در قرآن مذکور است و آیتناہ الحکمۃ فصل | راؤ کو دیا گیا اور جس کا ذکر قرآن میں ہے کہ |
| الخطاب ہمین کلمہ است و بعضے گفتہ اند اول | و آیتناہ الحکمۃ الہی کلمہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب |
| کسی کہ منکلم شد بدان یعر ب بن فطان بود قیل | سے پہلے یہ کلمہ یعر ب بن فطان بولا اور بعض کے |
| کعب بن لوی و قیل سبحان بن وائل و قیل | نزدیک کعب بن لوی اور بعض کے نزدیک سبحان بن |
| فہ بن ساعدہ و قول اول شیعہ و ثابت است | وائل اور بعض کے نزدیک فہ بن ساعدہ و پہلا قول |
| و جمع کردہ اند میان این اقوال باین کہ اولیت در | زیادہ ثابت ہے اور ان قوال میں یون تنطابق کیا ہے |
| اول حقیقی است و در بواقی اضافی و اللہ اعلم | کہ اول میں اولیت حقیقی ہی اور باقی میں اضافی و اللہ اعلم |

قوله اعلم ارجی السالك الطالك لقریب مع لاجل ذکرہ ارشد اللہ

واینانا الی موصیاتہ من قصد مقصد اعظما و طلب شائنا جسیما

| | |
|---|--|
| اقول یعنی بدان ای روندہ راہ و جوئیدہ قریب | یعنی امی سالک اور طالب قریب الہی اللہ تعالیٰ اور |
| اکہ کہ راہ نماید ترا و مرا بسوی خوشنودیہای خویش | ہم کو اپنی خوشنودی عطا فرمائے جو شخص مقصد عظیم اور |
| ہر کہ خواہد مقصد بزرگ و مرتبہ سرگ سلوک اہل | سلوک اہل طریقت کا مرتبہ اعلیٰ پچاہے اور نہاد ہے |
| طریق را و فائدہ از ندا این کہ تا دیگران ہم بشنوند | فائدہ یہ ہے تاکہ اور لوگ بھی سن کر متوجہ ہوں اگرچہ |
| و مقصد بہرہ یابی نشا بند گوینادی ہاں یک کس | منادے ایک ہی شخص ہے اور اپنے مخاطب سے |
| بودہ است و نسبت ارشاد بہ مخاطب خود دلیل بر | ایسا فرمانا یہ مصنف کے کمال شوق ہدایت کی |
| کمال و لغ مصنف است در ہدایت | دلیل ہے۔ |

قولہ فلا بد من معرفۃ سببہ و طریق موصلة الی خلائک المقصد

| | |
|--|---|
| پس ضرور است دانستن علت و سبب ان اکتفا | پس اس کے اسباب آفات و نقصانات و منافع |
| و مضار و منافع در فتن آن را کہ رسانندہ بہ مقصد | اور اس راہ مقصود پر چلنے کا طریقہ جاننا ضروری |
| بود و معرفت مصطلح حضرات صوفیہ بقایت دشوار است | ہے اور معرفت مصطلح صوفیہ نہایت دشوار |

| | |
|---|---|
| صرف شناسائی کو معرفت نہیں کہتے اور معنی معرفت کے | صرف شناسائی اور معرفت نیگویند و در بیان معنی |
| بیان میں بنظر اختلاف احوال مختلف اقوال ہیں جنہیں | معرفت اقوال شتی بنظر اختلاف احوال بودہ اند |
| سے چند کا ذکر خالی از فائدہ نہیں حضرت جلیہ فرمایا | شمہ از ان کہ ذکر کردنش خالی از فائدہ نخواہد بود |
| ہیں کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں ایک معرفت تعریف | این کہ قال الجدید المعرفة معرفتان معرفة |
| دوسری معرفت تعریف تو تعریف کے یہ معنی ہیں کہ وہ | تعریف و معرفة تعریف بمعنی التعرف |
| اپنے نفس کو پہچانیں اور اسی سے اشیاء کو بھی پہچانیں | ان يعرفهم نفسہ و يعرفهم الاشیاء بہ |
| اور تعریف کے یہ معنی ہیں کہ اوس سے وہ خدا کے آثار | و معنی التعرف ان یریدہم آثار قدرہ |
| قدرت نفس آفاق میں دیکھیں پھر اوس میں اون کو لطف | الانفس الافاق تصیر یجدت فی صحو لطف |
| پیدا ہو جس سے وہ سمجھیں کہ اون کا کوئی صانع ہے یہ | تدلہم الاشیاء ان لہا صانعاً و ہذا معرفة |
| عوام کی معرفت ہے اور پہلی خواہش کی معرفت ہے اور | العوام والاولی معرفة الخواص وقال البعض |
| بعض شیوخ کہتے ہیں کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں ایک | الشیخ المعرفة معرفتان معرفة الحق ومعرفة |
| معرفت حق دوسری معرفت حقیقت تو معرفت حق ظہور | الحقیقة فمعرفة الحق اثبات وحدانیته |
| صفات سے اوہی وحدانیت کا اثبات ہے اور معرفت | علی ما اظہر من الصفات ومعرفة الحقیقة |
| حقیقت وہ ہے جو جوہر حضرت صمدیت کے مانفت | علی ان لا سبیل الیہ الا امتناع الصمدیۃ قال |
| فرمادینے کے ممکن نہیں ارشاد ہے کہ ولا یحیطون بہ علما | اللہ ولا یحیطون بہ علما والمشاہج فی الق |
| اور معرفت و علم میں فرق کے متعلق شایع کی اقوال ہیں ایک | بینہا و بین العلم اقوال قال واحد تبیین |
| تو یہ کہا کہ ظاہری چیزوں کا معلوم ہونا علم ہے اور پوشیدہ امور | الاشیاء علی الظاہر علم و تنبیہا علی استکشاف |
| سے باخبر ہونا معرفت ہے اور بعض نے کہا کہ علم کو عوام کے لیے | یواظبہا معرفة وقال بعضہم ابلغ اللہ |
| اللہ نے مباح کیا اور معرفت کو اولیاء سے مخصوص کیا اور | العلم للعامة وخص الاولیاء بالمعرفة قال |
| ابوبکر وراق نے کہا کہ کسی چیز کا صورت و علامات سے پہچاننا | ابوبکر وراق المعرفة معرفة الاشیاء بصبوا |
| معرفت ہے اور اوہی حقیقت جاننا علم ہے اور حضرت | وسماتہا والعلم علم الاشیاء بحقایقہا و قال |

| | |
|---|---|
| ابو یزید البسطامی المعرفة ان تعرف ان | ابو یزید البسطامی نے کہا کہ حرکات و سکنات خلق کو |
| حرکات الخلق و سکنات توهم بالله وقال | اللہ سے سمجھنا ہی معرفت ہے اور حضرت ثعلبی نے |
| الشیلی ہود و امر الحیرة وقال ذوالنون | کہا کہ معرفت دوام حیرت ہے اور حضرت ذوالنون نے |
| حقیقة المعرفة اطلاع الحق علی الاسرار | کہا کہ حق تعالیٰ کا اسرار پر مطلع کرنا یہ ہواصل لطافت |
| ہو اصلة لطائف الافار وقال عبد اللہ ابن | انوار یہی حقیقت معرفت ہے اور عبد اللہ بن مبارک |
| المبارک المعرفة ان لا تعجب من متی وقال | نے کہا کہ کسی چیز سے تعجب نہ کرنا معرفت ہے اور سہل |
| سہل بن عبد اللہ التستری المعرفة هي المعرفة | بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ جہل کی معرفت ہونا معرفت |
| بالجہل اتھی و مراد این جاز معرفت شناسائی | ہے انتہی۔ معرفت سے بیان محض شناسائی بغرض |
| محض بغرض ہدایت است نہ معرفت کی تعریفات | ہدایت مراد ہے نہ یہ معرفت مذکورہ کیونکہ یہ تو کمال |
| آن بالا گذشتہ زیرا کہ این عین مرتبہ کمال | کا درجہ ہے۔ غرض کہ اوس سبب کا جاننا |
| است غرض کہ ضرور است دانستن آن سبب و | ضروری ہے اور وہ اوس سبب کے ارکان جاننا |
| آن موقوف است بر دانستن ارکان آن سبب | پر موقوف ہے اور چونکہ سبب کا جاننا ضروری ہے |
| و چون دانستن سبب ضروریت پس میفرماید | لہذا فرماتے ہیں |
| قولہ فاذا ن لا بد لسا لك الطريق الى الله من معرفة معنی القرب و معرفة طریق | |
| یوصلہ الی قریبہ تعالیٰ | |
| اقول پس اکنون بعد قصد کردن معرفت ضرور | یعنی سالک راہ حق کے لیے معرفت قصد کرنے |
| است روندہ راہ حق را از معرفت معنی قریب | کے بعد معنی قریب اور راہ قریب کا جاننا ضروری |
| راہ موصلا الی القرب کہ این ہر دو ارکان آن | ہے کیونکہ یہ دونوں ارکان اوس معرفت کا سبب |
| معرفت سبب بودہ اند و آن معرفت موقوف | ہیں اور وہ معرفت تعارف کرانے والوں کے |
| است بہ شناساندگی شناسندگان و آن را | تعارف پر موقوف ہے جس کو خود حضرت شیخ |
| شیخ خودی فرماید۔ | بتائے ہیں۔ |

قوله فہذہ رسالۃ موسومۃ بتبیین الطرق الی اللہ مشتغلۃ علی ہاتین
المعرفتین وادنی فائدۃ لہا من اجاب مضمونہا ان یعرفنہا الطرق المستقیمۃ من
المعوجۃ المغویۃ الی ان یوفقہ اللہ تعالیٰ للسلوک

| | |
|---|--|
| <p>اقول و ان این رسالہ است موسومہ بہ تبیین الطرق کہ شامل است بر بیان ہر دو نوع معرفت کہ سبب آن مقصد سلوک و طریق موصلہ الی السلوک است و کثر فائدہ آن پذیرند مضمون رسالہ را این کہ خواہد شناخت راہ راست را از کج گمراہ کنندہ تا این کہ توفیق دہد و تعالیٰ برای سلوک یعنی سالک با بشرط یادداشت آن مفید و ہادی راہ راست خواہد بود و زائد ازین معرفت ہر قدر کہ خدا توفیق دہد کہ حاصل کامل و موحد عامل گرداند و این بر سبیل اظهار عجز خویش است کہ من خود چگونگی کہ این رسالہ موصل الی الکمال است اما ذریعہ وصولش البتہ می توانم گفت معنی توفیق دست دادن کسی را بکار و در شرع تخصیص است بکار غیر اکنون شروع بمقصد میفرماید</p> | <p>یعنی وہ یہ رسالہ تبیین الطرق ہے جو دونوں معرفتوں کے بیان پر شامل ہے اور جسکا مقصد سبب سلوک اور طریقہ سلوک بتانا ہے جو اس رسالہ کا مضمون پسند کرے گا اور سکوائے فائدہ یہ ہوگا کہ وہ ہدایت و ضلالت میں تمیز کر لے گا بیان تک کہ اللہ تعالیٰ ادا سکوسلوک کی توفیق دے یعنی وہ سالک کو بشرط یادداشت مفید و ہادی ہوگا اور اس معرفت سے زائد جس قدر خدا اوسکو توفیق دے کہ وہ اصل کامل و موحد عامل کر دے یہ بطور اپنے اظہار عاجزی کے ہے کہ میں خود کیسے کہوں کہ یہ رسالہ کامل بنانے والا ہے مگر ذریعہ وصول اس کو ضرور کہوں گا اور توفیق کے معنی کسی کو کسی کام میں مدد دینے کے ہیں اور شرعاً کار خیر کی تخصیص ہے۔ اب حضرت مصنف مطلب شروع فرماتے ہیں۔</p> |
|---|--|

قوله فاعلم ان الطريق الموصلى الى الله عبادته كما نطق به القرآن العظيم ان الله
دعى و دیکہ فاعبد وہ ہذا صراط مستقیم

| | |
|---|--|
| <p>اقول پس بشنوائے را کہ طریق موصلہ الی الحق عبادت اوست چنانکہ گویا است بآن قرآن عظیم</p> | <p>یعنی خدا اک پہونچانے والی راہ اوس کی عبادت ہے چنانچہ خود تر آن مجید میں فرماتا ہے</p> |
|---|--|

کہ یہ تحقیق اللہ پروردگار ما و شما است پس برستید اور
 وہمیں پرستش صراط مستقیم است و عبادت دلیل
 عبودیت است وہمیں کمال مرتبہ عبادت و ستر
 در مشرعت عبادات عامہ و خاصہ آنکہ حق را بر
 عباد خود حقے است کہ بتوحید و نفی شرک و اداسے
 عبادات ادا میشود و حاصل آن در روح و سر
 مضمر است در عبارت منی آید دیگر در روح آدمی
 لطیفہ بغایت خفی سپردہ اند کہ منجذب است بجانب
 تجلی اعظم بچو انجذاب آہن بہ تقاطیس و این لطیفہ
 گاہے در غواشی سر و روح می باشد پس ستر و روح ہم
 منجذب می شوند یا انجذاب او گاہے بے غواشی
 میل میکند و این مخصوص بہ اہل کمال است بہر تقدیر
 این انجذاب خواہان عبادت شدہ است و عبادت
 مری انجذاب است و آثار عواین آن انجذاب و
 عوارف اومی باشند پس تقاضای این لطیفہ بحق
 الہی تعبیر کردہ شد زیرا کہ حق لطیفہ است کہ نمونہ ذات
 حق است در لطایف سر و نیز ساک قبل انکشاف
 مقام عین ثابت خود مقلد راہ سلوک است و گرفتار
 کشاکش تقلید و رحمت ضروریات و مرادات و چون
 بہ توفیق و عنایت الہی از کشاکش تقلید و غیرہ غارت
 می یابد مشاہدہ عین کہ عبارت از معرفت طو خاص

کہ بیشک اندہ ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے اویسی کی
 پرستش کرو اور یہی پرستش صراط مستقیم ہے اور عبادت
 دلیل عبودیت ہے جو مرتبہ عبودیت کا کمال ہی اور عام
 و خاص عبادات مشروع ہونی کار از یہ ہے کہ حق تعالیٰ
 کا اپنے بندوں پر ایک حق ہے جو توحید اور نفی شرک
 اور اداسے عبادت سے ادا ہوتا ہے جسکا خلاصہ روح
 سر میں پوشیدہ ہے بیان میں نہیں آتا و ستر از یہ ہے
 کہ روح انسانی میں ایک لطیفہ نہایت نازک امانت
 رکھا گیا ہے جو تجلی اعظم کی طرف ایسا منجذب ہے جیسے
 لوہا تقاطیس کی طرف اور یہ لطیفہ جب کبھی سر و روح کے
 برد و زمین ہوتا ہے تو وہ بھی اسکی کشش سے کھینچے ہیں اور
 کبھی بلا پردہ میل کرتا ہے مگر یہ کا ملین سے مخصوص ہے
 بہر صورت یہی انجذاب عبادت چاہتا ہے اور عبادت
 مری انجذاب ہے اور گناہ او اس انجذاب کو اور او سکے
 عوارف کو روکتے ہیں پس اس لطیفہ کے تقاضے کو
 حق الہی اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ او اس لطیفہ کا حق ہے
 جو لطایف سر میں نمونہ ذات حق ہے نیز ساک آئینہ
 مقام عین ثابت کے کھلنے سے پہلے مقلد راہ سلوک
 اور کشاکش تقلید و رحمت ضروریات و مرادات میں گرفتار
 ہے جب بغایت الہی کشاکش تقلید میں نجات پاتا تو اس
 عین ثابت کا شاہد جس سے رابطہ و جھڑک لگنے خاص کی معرفت

از اطوار حضرت وجود بہ تقاسیم رحمت الہیہ مظہر
 بآن عطای نمایند بعد وضوح این سر عظیم القدر
 و تحقیق این مقام او خود را و ارادہ خود را در سطوت
 حضرت وجود منقہ می یابد و درین راہ انبساط و
 سرور و با و احاطہ می نمایند تا کہ دیگر مقتضیات
 طبعیہ و ازادات نفسیہ در از رحمت نہ رسانند و
 تشویش نہ دهند زیرا کہ احکام و ماجریات و راجح
 است بہ وجوب -

رحمت الہی کی بخشش سے اس کو عطا ہوتا ہے اور اس
 عظیم الشان راز کھلنے اور اس مقام میں ٹھہرنے
 کے بعد وہ اپنے آپ کو اور اپنے ارادہ کو حضرت
 وجود کے غلبہ سے مغلوب پاتا ہے اور اس راہ میں
 انبساط و سرور اور اس کا احاطہ کر لیتے ہیں تا کہ
 مقتضیات طبعیہ و ازادات نفسانیہ اس سے رحمت
 و تشویش نہ دین کیونکہ اس کے احکام و ماجریات
 وجوب کی طرف راجح ہوتے ہیں -

قوله والعبادة قسما فرض ونفل

اقول وعبادت بر دو قسم است یکے فرض کہ
 ترک آن بزرگ اعتقاد حقیقت کفر است و دیگر
 نفل کہ زائد بر فرضیہ بود از کردن آن ثواب بہت
 و بزرگ آن عقاب نیست تو آن دانست کہ عبادت
 مقربہ الی از قبیل نوافل اند کہ حق سبحانہ آن بر بندگان
 واجب نہ کردہ بلکہ ایشان آنرا تقریاً الی اللہ بخود
 لازم گردانیدہ اند چون درین ارتکاب وجود
 ایشان در میان است فناء ذات و استہلاک
 ہمت خلقت در بہت حقیقت فائدہ بینی دہد بلکہ
 نتیجہ آن ہمین است کہ قوی و اعضا و جوارح بندہ
 عین حق شوند بآن معنی کہ بہت حقیقت بر خلقت
 غالب آید و این را قرب نوافل گویند و درین قرب

اور عبادت دو قسم ہے ایک فرض جس کو حق سمجھ کر
 چھوڑ دینا کفر ہے اور دوسری نفل جو فرض پر زائد
 ہو اس کے کرنے پر ثواب ہے اور نہ کرنے پر عذاب
 نہیں جاننا چاہیے کہ عبادات مقربہ یا نوافل میں جنکو
 خدا نے بندوں پر واجب نہیں کیا بلکہ وہ اسے
 لمحاظ تقرب خود کرتے ہیں اور چونکہ یہ خود اون کا
 فعل ہے لہذا اس سے اپنی ذات و ہستی کا ذات
 حق میں فنا کرنے کا فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا
 نتیجہ صرف یہی ہے کہ اس کے قوی و اعضا و جوارح
 اس طرح عین حق ہو جائیں کہ اس کی
 ہستی پر حقیقت کا غلبہ ہو جائے اور اس کو
 قرب نوافل کہتے ہیں - اس تہرب میں

بندہ سالک فاعل و مدرک و حق آگاہی است
 و یا از قبیل فرایض اند کہ حق تعالی اعمال و عبادت
 را بر ایشان واجب کرده و ایشان بنا بر مثال
 امر از تکاب آن نمودہ اند و درین ایجاب و ارتکاب
 و وجود ایشان در میان نیست نتیجہ آن فنا و ذات
 سالک و حجت خلقت اوست در حجت حقیقت
 و این را قرب فرایض گویند و بیان تصریحی این
 ہر دو آئندہ می آید و درین قرب فرایض حق تعالی
 و مدرک است و سالک بمنزلہ آگاہ و اشارہ بہ این
 مرتبہ است ان الله قال علی لسان نبیہ ان
 الحق لیطوق علی لسان عمر و چون این دانستی
 بدان کہ مقربان از چار حال بیرون نیند یا صاحبان
 قرب نوافل اند یا صاحبان قرب فرایض یا جامع
 بین القربین و این را مرتبہ جمع الجمع و قایمین و
 مقام کمال خوانند و آیت ان الذین یبایعونک
 و حدیث ہذہ ید الله و ہذہ ید عثمان
 اشارہ باین مرتبہ است و یا بآہنج یکے از احوال و گناہ
 مقید نیستند بلکہ ہر یک از قربین ظاہری شوند و کج
 بینمانیز و این را مقام احدیت جمع و مقام اوادائی
 خوانند و اشارہ باین است در مادیت الایہ و
 این مقام بالا صالت خاتم الانبیاء است و تبارک و تعالی

سالک فاعل و مدرک و حق او سالک آگاہ ہوتا ہے اور
 یا فرایض ہیں جن کو حق تعالی نے ان پر واجب
 کیا ہے اور وہ بہ تقیل حکم اوست کرتے ہیں اور اس
 ایجاب و ارتکاب میں ان کا ذاتی دخل نہیں ہوتا
 اس کا نتیجہ سالک کی ذات کا حقیقت حق میں فنا
 ہوتا ہے اس کو قرب فرایض کہتے ہیں اور اس کا تصریحی
 بیان آئندہ آتا ہے اس قرب فرایض میں حق
 فاعل و مدرک ہے اور سالک آگاہ اور اسی مرتبہ
 کی طرف اس ارشاد میں اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ
 نے آنحضرت صلی علیہ وسلم سے کہلوا یا کہ خدا عمر کی زبان سے
 بولتا ہے پھر جانا چاہیے کہ مقربین چار حال سے
 یا ہر نہیں ہیں یا صاحبان قرب نوافل ہیں یا
 صاحبان قرب فرایض یا دونوں کے جامع جن کو
 صاحب مرتبہ جمع الجمع و قایم تو سین و مقام
 کمال کہتے ہیں آیت ان الذین یبایعونک
 اور حدیث ہذہ ید الله الخ میں اسی مرتبہ کی طرف
 اشارہ ہے یا ان حالات سے کہ حلال میں مقید
 نہیں بلکہ ہر ایک قربین ظاہر ہو سکتے اور دونوں میں
 جمع بھی کر سکتے ہیں اور اسکو مقام احدیت جمع اور مقام
 اوادائی کہتے ہیں مادیت میں کسی طرف اشارہ ہی یہ مقام
 اصالتا حضرت خاتم الانبیاء کا ہے اور وراثت

کمال متابعت کمال اولیاء انیز ازین خطی است۔ سبب کمال متابعت کا طین حضرات اولیاء اللہ کا بھی

قولہ والفرض نوعان امثالی واجتناب

اقول و فرض برد قسم است یکی امثالی یعنی اور فرض دو قسم ہے ایک امثالی یعنی عبودیت کا
اداسے حق عبودیت و دیگرے تحذیری یعنی فرض حق ادا کرنا اور دوسرے تحذیری یعنی دوزخ سے
احتراز دوزخ و رسیدن بہ جنت واصل بہین عبادت ڈرنے اور جنت میں پہنچنے کی غرض سے کرنا مگر اصل
اکام امثالی است اگر خالی از عجب و پندار بود عبادت کا امثالی ہے اگر عجب و پندار سے خالی ہو

قولہ والتفل ایضاً نوعان مثل هذا التقسیم

اقول و تفل نیز برد قسم است بجز فرض فرض اور تفل بھی فرض کی طرح دو قسم ہے۔ فرض بالفتح
بالفتح تعین کردن و وقت چہرے شخص کردن معین کرنا اور کسی چیز کا وقت مقرر کرنا اور عطا
مرسوم کردن و عطا کردن و دادن و اندازہ کردن و بریدن و فرمودہ حق و در اصطلاح شرع آنکہ ثابت
الہی اور اصطلاح شرع میں وہ جو نص قطعی سے ثابت ہو۔

قولہ و هو ایضاً طریق القرب بعد الفرائض

اقول و تفل ہم مثل فرض طریقہ قرب است بعد فرض پس فرائض احکام خاصہ مالک حقیقی اندکہ
بجا آوری آہنا موجب خوشنودی حق است و بہن چین کی بجا آوری اوس کی خوشنودی کا سبب
نفل چون حکم خاص حق نیست ازین است کہ بر ہے۔ اور نفل چونکہ خاص حکم الہی کی طرح نہیں ہے
ترک او عقاب وارد نہ کرنا مگر یا این ہمہ بکمال محبت اس لیے اوس کے ترک پر عذاب نہیں مگر بھر بھی
ان را سبب قرب خود گردانیدہ و دلیل بر قرب بکمال رحمت خدا نے اوسے سبب قرب بنایا ہے و
نوافل این است۔ قرب نوافل کی دلیل یہ ہے۔

قولہ کما جاء فی الحدیث عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان اللہ تبارک

قال من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب وما تقرب اليّ عبدی بشئ احب اليّ الا بما افترضت عليه ولا يزال عبدی يتقرب اليّ بالتواضع حتى احبّه فاذا احبّه كنت سمعاً وبصراً له في ما يشاء

اقول یعنی چنانکہ در حدیث آمدہ از ابی ہریرہ کہ گفت رسول اللہ صلم تحقیق حق سبحانہ فرمود ہر کہ دشمنی کند با ولی من پس اذن می دہم اورا برآں جنگیدن۔ و نزدیک نمی شود بندہ بخیرے محبوب تر بسوئے من مگر آن کہ فرض نمودم بر او و ہمیشہ بندہ من نزدیکتر سجد بسوی من از اداے نوافل تا آنکہ محبوب من گردد و ہر گاہ دوست میدارم اورا پس می باشم من ہمہ اودا و ہائے در میان و ہمین است نزد بعضے معنی احسن کما احسن اللہ الیک و نیز فرست از ابی ہریرہ کہ گفت آنحضرت میگوید خدای تعالی من زندگان بندہ خود ام کہ میں اراد یعنی می آمرزم گناہ اورا چون طلب آمرزش کند و قبول می کنم توبہ اورا چون توبہ کند و باز آید از گناہان و اجابت می کنم وقتی کہ دعا کند و کفایت می کنم حاجتش را وقتی کہ طلب کند کذا قبل و امح آن است کہ مراد باین رجا است و امید عفو و کرم پس اگر عفو امید دار دعوی کنم و اگر عقوبت گمان می برد دعوی کنم اشارت است

یعنی چنانچہ حدیث میں حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں نے اس سے پیغام جنگ دیا اور میرے نزدیک بندہ کا ہر نبی قریب پذیر یعنی فرایض ہے اور ہمیشہ میرا بندہ مجھ سے پذیر یعنی اولے نوافل قریب چاہتا ہے یہاں تک کہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تب پھر سب کچھ میں ہی ہو جاتا ہوں وہ در میان میں صرف بہانہ رہ جاتا ہے بعض کے نزدیک احسن کما احسن اللہ الیک کے یہی معنی ہیں۔ نیز حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے موافق اوس کے ساتھ ہوں یعنی جب بخشش چاہتا ہے تو اُس کے گناہ بخشتا ہوں اور جب گناہوں سے باز آکر توبہ کرتا ہے تو اُسکی توبہ قبول کرتا ہوں اور جب دعا مانگتا ہے تو اُسکی دعا قبول کرتا ہوں اور جب کچھ مانگتا ہے تو اُسکی حاجت پوری کرتا ہوں اور صحیح یہی کہ اس سے امید عفو و کرم مراد ہے اگر عفو کی امید رکھتا ہے تو معاف کرتا ہوں اور اگر عذاب کا گمان کرتا ہے تو عذاب کرتا ہوں اس سے

بہ ترجیح جانب رجا گفتہ اند حقیقت رجا آنست
 کہ عملی کند و خدمتی بجا آورد و امید قبول دارد و
 آن کہ هیچ عملی نہ کند و عصیان و تمرد و رزد و متغافل
 و توبہ نہ کند و چشم نیکی دارد آن آرزوی محض است
 و اہم سرزد کو فتنہ و تعبہ گفتہ اند کہ این جا مراد آن
 علم یقینی است یعنی من نزدیکین بندہ ام بہ من
 علم دے بان کہ بازگشت دے سے من است
 و حساب دے بہ من و انچہ تقدیر کردہ ام من برآ
 دے از خیر و شر البتہ شدنی در رسیدنی است یعنی
 چون بندہ ممکن میگردد در مقام توحید قریب می گردد
 بہ من چنانچہ ہر چہ دعای کند اجابت می کنم یا مراد
 علم اوست بان کہ من باویم چون یادی کند مرا یا
 آن کہ من جزای دہم اورا بر عمل او بہنان یا اشکا
 و بدین معنی بالبعد تفصیل و تفسیر وی شود چنانکہ فرمود
 و انما معاذ ذکر فی من با بندہ ام و قریب
 اویم بہ توفیق و مونت و در آوردن نور حضور و
 شہود در دل وی وقتی کہ یادی کند مرا فانی ذکر فی
 فی نفسہ پس اگر یاد کند دے مراد در دل خود یعنی
 بہنان ذکر تہ و نفسی یادی کنم اورا در ذات
 خود یعنی بہنان وی دہم ثواب اورا و متولی و مشیوم
 بذات خود چنانکہ نمیداند آن اہم کس نہ فرشتہ

ترجیح رجا کی طرف اشارہ ہے حقیقت رجا یہ ہے کہ
 کوئی کام یا خدمت کر کے اسکی قبولیت کی امید رکھے
 اور یہ کہ کوئی کام نہ کرے اور نافرمانی و گناہ کرے اور
 استغفار و توبہ بھی نہ کرے اور ثواب کی امید رکھے یہ
 آرزو و خیال باطل ہے بعض کہتے ہیں کہ یہان گمان
 سے علم یقینی مراد ہی یعنی من بندہ کے یقین سے نزدیک
 ہوں جو میرے ساتھ ہے اور اسکا یہ جانتا کہ اسکی
 واپسی میری طرف اور اسکا حساب مجھ پر ہے اور جو کچھ
 میں نے اسکی تقدیر میں اچھا و برا لکھ دیا ہے وہ ضرور
 ہوئیو اللہ ہے یعنی جب بندہ مقام توحید میں پھرتا ہے تو
 مجھے قریب ہوتا ہے چنانچہ جو عاودہ کرتا ہی میں قبول کرتا
 ہوں یا یہ مطلب ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ میں اسکے
 ساتھ ہوں یا یہ کہ میں اسکے ظاہری و باطنی کام پر
 اسکو بدلہ دیتا ہوں اور اس اخیر معنی سے اس کی
 تفصیل و تفسیر ہوتی ہے چنانچہ فرمایا کہ جب وہ مجھکو
 یاد کرے تو میں اس کے ساتھ اور اس کے قریب
 ہوں نور حضور و شہود عطا کرنے میں اگر وہ مجھے
 اپنے دل میں یعنی پوشیدہ یاد کرتا ہے تو میں بھی اسکو
 اپنے دل میں یعنی پوشیدہ یاد کرتا ہوں۔ اور
 اس کو ثواب دیتا اور بذات خود اس کا
 متولی ہو جاتا ہوں جس کو فرشتہ

و غیرہ کوئی نہیں جانتا اور اگر وہ مجھ کو آدمیوں کی
 جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اون سے
 بہتر جماعت یعنی ملائکہ مقربین کی جماعت میں یاد کرتا
 ہوں۔ ملائکہ بقیع سیم و لام اشرف و رؤسای قوم کو
 کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ حق سبحانہ کا کلام
 نفسی و لفظی ہے جو بجائے خود ثابت کیا جا چکا ہے تو
 اپنے بندہ کو دونوں کلاموں سے یاد کرتا ہے اور یہ
 کچھ دشوار نہیں اور اس کے ذکر میں ثواب لازم قائل
 ہے اور قاضی عیاض کے نزدیک محتمل ہے کہ ذکر ظاہر
 یہ محمول ہو سبب اس کے اکرام و تشریف دی سبحانہ
 اور اس حدیث میں جو از ذکر ہر کی دلیل ہے جس
 طرح ہر حدیث سے فضیلت ملائکہ بشر ثابت
 کرتے ہیں قطبی کے نزدیک ملائکہ سے مراد ملائکہ مقربین
 و ارواح مسرلین اندہ ملائکہ فقط و یہ ہیں
 سبب ان ملائکہ شد و ان را خیر نامیدند و ان
 انست کہ گفتہ شود کہ خیریت بحت نزاہت
 و تقدس و قرب و علو ثابت است ملائکہ را
 و این منافات ندارد بفضیلت بشر از بہت کثرت
 ثواب بحت تعبد باوجود موافق و عوارض جسمانی
 قریب باین است انچہ بعضی گفتہ کہ خیریت بحت
 بودن ایشان است نزد خدا ای غر و جل بودن

و غیرہ کوئی نہیں جانتا اور اگر وہ مجھ کو آدمیوں کی
 جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اون سے
 بہتر جماعت یعنی ملائکہ مقربین کی جماعت میں یاد کرتا
 ہوں۔ ملائکہ بقیع سیم و لام اشرف و رؤسای قوم کو
 کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ حق سبحانہ کا کلام
 نفسی و لفظی ہے جو بجائے خود ثابت کیا جا چکا ہے تو
 اپنے بندہ کو دونوں کلاموں سے یاد کرتا ہے اور یہ
 کچھ دشوار نہیں اور اس کے ذکر میں ثواب لازم قائل
 ہے اور قاضی عیاض کے نزدیک محتمل ہے کہ ذکر ظاہر
 یہ محمول ہو سبب اس کے اکرام و تشریف دی سبحانہ
 اور اس حدیث میں جو از ذکر ہر کی دلیل ہے جس
 طرح ہر حدیث سے فضیلت ملائکہ بشر ثابت
 کرتے ہیں قطبی کے نزدیک ملائکہ سے مراد ملائکہ مقربین
 و ارواح مسرلین اندہ ملائکہ فقط و یہ ہیں
 سبب ان ملائکہ شد و ان را خیر نامیدند و ان
 انست کہ گفتہ شود کہ خیریت بحت نزاہت
 و تقدس و قرب و علو ثابت است ملائکہ را
 و این منافات ندارد بفضیلت بشر از بہت کثرت
 ثواب بحت تعبد باوجود موافق و عوارض جسمانی
 قریب باین است انچہ بعضی گفتہ کہ خیریت بحت
 بودن ایشان است نزد خدا ای غر و جل بودن

| | |
|---|---|
| وی تعالیٰ برایشان چنانچہ قول وی تعالیٰ است | خدا کے اون کے ساتھ ہونے کے ہے جو آیہ کریمہ |
| ان الذین عند ربک لا یتکبرون | ان الذین عند ربک سے معلوم ہوتی ہے اور |
| و در قول وی سبحانہ انی معکم سمیع و | آیت انی معکم سے سمیت و قرب اگرچہ خاص بشر |
| عندہ اگرچہ شامل و ثابت است مرشرا | کے لیے ثابت ہے لیکن ملائکہ کے لیے زیادہ مقدم |
| لیکن ملائکہ را اقدم و اسبق است و ظہور سلطان | ہے کیونکہ ظہور غلبہ ربوبیت و انوار قدس عالم ملکوت میں |
| ربوبیت و انوار قدس در عالم ملکوت اکثر و اشرف | بہت زیادہ ہے اگرچہ بشر اور وجہ سے افضل و اشرف |
| اگرچہ بشر افضل و اشرف از وجہ دیگر است و اشرف | ہے و اللہ اعلم جانتا چاہیے کہ قرب بحیثیت سلوک و |
| اعلم و متبانیہ قرب میں حمیت السلوک و الاستعداد کہ | استعداد جس سے اس حدیث میں اشارہ ہے دو قسم ہے |
| از ان درین حدیث اشارہ است بر دو نوع است | ہے ایک قرب نوافل دوسرے قرب فرائض قرب |
| یکے قرب نوافل دوم قرب فرائض قرب فرائض | فرائض یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو اگرچہ حق کو فاعل |
| عبارت است از ان کہ سالک خود را آید و حق | دیکھے چنانچہ الحق ینطق علی لسان عسریں |
| را فاعل چنانچہ الحق ینطق علی لسان عمر اشارہ | اسی طرف اشارہ ہے اور یہ سالک کی بہت سی فضا |
| از ان است و این پس از فنا وجود سالک میسر | ہونے کے بعد میسر ہوتا ہے بخلاف قرب نوافل |
| می گردد و بخلاف قرب نوافل او عبارت است | کے جس میں سالک فاعل اور حق آید ہوتا ہے |
| از ان کہ سالک خود را فاعل یا بدو حق را آید چنانچہ | چنانچہ بی بی بیسمع و بی بیصرا میں اسی طرف |
| بی بیسمع و بی بیصرا اشارت است بان کما | اشارہ ہے ایسا ہی انبیاہ میں ہے اور اس |
| فی الاکتباہ و درین قرب نوافل صفات بشریہ | قرب نوافل میں سالک کے صفات بشریت |
| سالک دور می شوند و صفات حق نوع انبساط | دور ہو کر صفات حق انبساط اوس پر ظاہر ہوتے |
| بر سالک ظاہر می گردند بدین وجہ کہ مردہ رازندہ | ہیں اس طرح کہ بحکم الہی مردے کو زندہ اور |
| کند و زندہ را بمیرا نیاید از حق و حق را میت نشود | زندہ کو مردہ کرتا ہے اور نہ صرف آنکہ و کان |
| از ہمہ بدن خویش نہ از گوش چشم فقط و همچنین | بلکہ تمام جسم سے دیکھتا اور سنتا ہے نیز |

| | |
|---|--|
| سموعات و مریات بعیدہ را بشنود و یہ بیند: | دور کی چیزیں اور باتیں دیکھتا اور سنتا ہے |
| ہمہرین قیاس دیگر صفات کما فی التحفۃ المرسلۃ | اسی طرح اور صفات بھی اور نقد النصیر |
| وقال صاحب نقد النصوص فی فہر | کے فص ابراہیم میں ہے کہ حق کا بندہ |
| الابراہیمیۃ و ہذہ ای کون الحق سمع | کی سماعت و بصارت وغیرہ بوجہ انانیہ |
| العبد و بصیرۃ و سایر قواہ و جوارحہ نتیجہ | خوب و شرب نوافل کا نتیجہ ہے۔ سیر |
| حب النوافل و قربہا فی السیر المحبی و تقدّم | محبی اور سلوک کے جذب پر مقدم ہونے |
| السلوک علی الجذبة و سبق الفناء علی البقاء | اور فنا کے بقا پر سابق ہونے میں جب کہ |
| حیث تجلی الحق بالاسم الباطن و یكون الہ | حق بہ اسم باطن متجلی ہو کر اوس بندہ کا |
| لادراک عبد المتجلی لہ و اما حب الفرائض | آلہ ادراک ہو جاتا ہے اور حب و شر |
| و قربہا ای نتیجہا فی السیر المحبوب و تاخر | نوافل کا نتیجہ سیر محبوبی اور سلوک |
| السلوک عن الجذبة و تقدّم البقاء الاصل | کے جذب سے موخر ہونے اور بقا اصل کے |
| علی الفناء حیث تجلی الحق بالاسم الظاہر | فنا پر مقدم ہونے میں جب کہ حق با اسم ظاہر |
| و یكون العبد المتجلی لہ الہ لادراک الحق | متجلی ہو کر اوس بندے کا آلہ ادراک ہو جاتا ہے |
| المتجلی فہو ان یسمع الحق بک علی ان یكون | یہ ہے کہ مدرک حق ہوا اور بندہ آلہ ادراک |
| المدرک ہو الحق و انت الہ لادراک و یبصر | اور حب و قرب نوافل کا نتیجہ یہ |
| بک کذاک و اما صاحب النوافل و قربہا | ہے کہ حق بندہ کا آلہ ادراک ہو کر عکس |
| فہو ای نتیجہ ان تسمع بہ و تبصر بہ علی | قرب و فرائض کے جاننا چاہیے۔ |
| ان یكون الحق الہ لادراک علی عکس قرب | وجود حق ہی اصل واجب ہے اور |
| الفرائض و اعلیٰ و وجہ الحق ہوا اصل | وہی فرض فرض ہے اور بندہ کا وجود |
| الواجب و ہوا الفرض فرض و وجہ العالم | اس کی نفل و فرع ہے جب حق ظاہر |
| و ہوا العبد نفل و رفع علیہ فاذا ظہر الحق | ہوا تو |

| | |
|---|---|
| خفی فیہ العبد فکان العبد سمیع الحق و | بندہ اوسین مخفی ہو کر اوسکی سماعت و بصارت |
| بصرہ و سائر قواہ و جوارحہ کما قال النبی | وغیرہ ہو گیا چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا |
| صلعم ان الله قال علی لسان عبده سمع الله | کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کی زبان سے فرمایا |
| لمن حمدہ هذه ید الله و ید محمد و کذلک | کہ سمع الله لمن حمدہ یا یہ اللہ کا ہاتھ ہے حالانکہ |
| هو الیہ حقیقتاً فی ما رمیت اذ رمیت | میرے صلعم کا ہاتھ ہے اسی طرح ما رمیت اذ رمیت |
| ولکن الله سمع من غیر صلعم ما اقرّب نوافل | میں اگرچہ رami حقیقتاً وہی تھے لیکن اللہ نے رمی |
| فرائض ہر دو حاصل ہو دے انھما کے بیعت آن | کی اور ہمارے پیغمبر صلعم کو بیک دفعہ دو نون قرب |
| سرور اولیا را نیز و حال از دو اخلائی نیت یا | حاصل تھے اور اولیاء اللہ کو بھی آپ کی متابعت |
| حق ظاہر است و خلق باطن یا خلق ظاہر است | سے اور یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا حق ظاہر |
| و حق باطن اگر تجلی اسم الظاہر را بود خلق مخفی گردد | اور خلق پوشیدہ یا خلق ظاہر ہو و حق پوشیدہ اگر اسم ظاہر کی |
| دحق و حق ظاہر باشد و درین مرتبہ بندہ سمع و | ہوئی ہی تو خلق حق میں پوشیدہ ہوئی ہی اور حق ظاہر ہوتا |
| حق گردد بہین قرب فرائض است و اگر تجلی اسم | اس مرتبہ میں بندہ حق کی سماعت و بصارت ہو جاتا ہے |
| الباطن را باشد حق در خلق مخفی گردد و خلق ظاہر | ہو قریب فرائض ہی اور اگر اسم باطن کی تجلی ہوئی ہی تو حق خلق میں |
| باشد و درین مرتبہ حق سمع و بصر بندہ گردد بہین | پوشیدہ ہوتا اور خلق ظاہر ہوئی ہی اور اس مرتبہ میں حق بندہ |
| قرب نوافل است و چون سابق فرقتے بیان فرمود | کی سماعت و بصارت ہو جاتا ہی قریب نوافل ہی اور چونکہ |
| سیان فرض نفل اکون بہ فیضان بیان این | پہلے فرض نوافل میں فرق بیان فرمایا تھا تو اب اس حدیث کے |
| حدیث بیک نگی آمدہ ازان قول اعراض می نمایند کہ | فیضان بیان ہی بیک نگی میں اگر اوقول سے اعراض کرتے ہیں |
| قولہ بل الفرض لا تکن مقرباً الا بتکمیلہ بالنوافل و ید و نہا یكون منجیلاً مقرباً | مثلاً تقرب الفرض المکمل بالنوافل |
| اقول بلکہ فرض ہرگز مقرب حق ہی تو اندیشہ | بلکہ محض فرض بلا نوافل مقرب حق نہیں ہو سکتے |
| بدون تکمیل او بہ نوافل و بتکمیل نجات دہندہ | البتہ دوزخ سے نجات دینے والے ہوں گے |

از دوزخ خواهد بود و نزدیک کنندہ بچو تقرب فرض
 کامل بنواقل پس معلوم شد کہ این چنین فرض ہم
 خالی از فائدہ تقرب نیست گو تقرب کامل نہ بود
 واقعی فرض کامل بہین کہ شیخ فرمود یا مرد این است کہ
 مصلی استیعا ب مورتجہ و مستونہ و واجبہ کردہ باشد
 یا این کہ با این ہمہ حضور قلب ضرور بودہ باشد
 در اصل نماز بے حضور قلب بجز تکلیف جوارح خواص
 را فائدہ ماتہ موصولہ الی المقصود نہ بخشد بلکہ نازعوا
 مومنین نیز درست نہی تواند شد چرا کہ بحکم لو خشع قلبہ
 لخشع جوارحہ خشوع کہ رکن رکن عبادیت است
 از کجا خواهد آمد پس در مرد قد افلم المومنون
 الذین ہم فی صلواتہم خاشعون چگونہ دخل
 خواهد بود و دارنہ خشوع این است کہ در نماز بفہمہ کہ
 ما بحضور سلطان حقیقی استادہ ایم و راست و چپ
 نگہبانان ادب برای محافظت امن استادہ نگارند
 مبارک خلاف ادب سرزندہ کہ راندہ در گاہ شوم و
 خوف بندہ درین قیام کم از قیام بندگان ش
 سلاطین مجازی نہ بود و نماز مقربین و صلیب انیکہ
 بحالت قیام راست و چپ بہشت و دوزخ
 خیال کنند و خود را پیش حق بچو مردہ بدست غیال
 بنید و صلوات عاشق این کہ در مشاہدہ مشہود حقیقی

در فرض بانواقل کی طرح مقرب کرنے کے لئے تو معلوم
 کہ ایسا فرض بھی فائدہ تقرب سے خالی نہیں اگرچہ تقرب
 کامل نہ ہو واقعی فرض کامل یہی ہے جو شیخ نے فرمایا ہے
 مطلب ہے کہ نمازی مورتجہ و مستونہ و واجبہ سب کو
 لیے ہوئے ہو یا یہ کہ اس سب کے ساتھ حضور قلب بھی ضرور ہو
 ہو اور درحقیقت نماز بلا حضور قلب تکلیف جوارح کے
 سوا غرض کو مقصد پر پہنچنے کا پورا فائدہ نہیں دیتی
 اور نہ بغیر اسکے عام مومنین ہی کی نماز درست ہوتی
 ہے کیونکہ بحکم لو خشع قلبہ الخ خشوع جو عبادیت
 کا رکن اصلی ہے بغیر اس کے کہاں سے آدیکھا تو قد
 افلم المومنون کے گردہ میں کیسے داخل ہوگا ادنیٰ
 خشوع یہ ہے کہ نماز میں یہ سمجھے کہ میں سلطان حقیقی
 کی حضور میں کھڑا ہوں اور داسنے یا میں دو نگہبان
 کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ ہمیں کوئی خلاف ادب بات
 نہ ہو جائے جس سے میں راندہ درگاہ ہو جاؤں اور
 نمازی کو قیام میں اون غلاموں سے کم خوف
 نہ ہونا چاہیے جو بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہوتے
 ہیں اور مقربین و صلیب کی نماز یہ ہے کہ بحالت قیام
 داسنے یا میں جنت و دوزخ کا خیال کریں اور اپنی آپ
 کو حق کے سامنے یوں دیکھیں جیسے مردہ تھلا تو ایسے کھڑے
 ہیں اور نماز عشاق یہ ہے کہ مشہود حقیقی کے مشاہدہ میں

چنان مستغرق باشند کہ جسے از خطرہ غیر سم نماز و
 ہمیں مراد این مقال است سے نماز خلق تسبیح و
 سجود است و نماز عاشقان ترک وجود است
 قیام و قعود و کبیر و نیت و ہر مہمہ خواست درین
 سعیت نہ کہ نماز را با تکلیف بگذار و خود را از وصل
 در گاہ و مقربان آگہ انداز ہی جمالت و غمی بطالت
 بمصدق الصلوٰۃ معراج المؤمنین و الصلوٰۃ
 عماد الدین بے نمازی پست و دنیا دین او
 چون اوست بود و ظاہر است کہ بموجب
 بقا و عمارت می شود و بغیر این دعویٰ قیام عبادت
 انکار بدایت است و کمتر قائم نماز حاوی است
 مصلی است بر عبادت جملہ فرشتگان زہری مسلی کہ
 از یک رکعت نماز برابر عبادت جملہ فرشتگان
 رسد و اما ستر تا کید نماز از جملہ عبادات این کہ
 نماز ہر روز پنج وقتی است بخلاف دیگر عبادات
 مثل صوم و زکوٰۃ و حج کہ یک بار و یا بعد مرتے
 می شود و ادای آن چندان وقت نیست و تہن
 مومن کامل درین عبادت ہر روزہ جو بہ
 احسن متصور است و نکتہ دیگر این کہ درین عبادت
 نماز امر است کہ بدولت ترک آن شیطان حیم
 شد و آن سجدہ است کہ با ظہار تکریم منظر انسانی از

ایسے مستغرق ہوں کہ خطرہ غیر کا حس بھی باقی نہ رہے
 اور یہی ان اشعار کا مطلب ہے کہ سہ نماز خلق
 تسبیح و سجود است الخ نہ یہ کہ نماز بالکل چھوڑ دے اور
 اپنے آپ کو وصل و مقرب حق سمجھے کہ یہ محض جہالت
 ہے بمصدق الصلوٰۃ معراج المؤمنین و الصلوٰۃ
 عماد الدین بے نمازی پست اور اس کے مذہب
 کی بنیاد سست ہے ظاہر ہے کہ ستون باعث
 قیام عمارت ہوتے ہیں بلا اسکے قیام عمارت کا جو
 بدیہی بات کا انکار ہے اور نماز کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے
 کہ نمازی تمام فرشتوں کی عبادت پر حاوی ہوتا
 ہے اسکی کیسی خوش قسمتی ہے کہ وہ ایک رکعت
 نماز سے تمام فرشتوں کی عبادت کے برابر ہو جاتا
 ہے اور تمام عبادات سے زیادہ نماز کی تاکید کا
 سبب یہ ہے کہ یہ عبادت روزانہ پنج وقتی ہے
 بخلاف اور عبادات روزہ و زکوٰۃ و حج کے جو
 ایک بار یا ایک مدت کے بعد فرض ہوتی ہیں
 اور ان کے ادا کرنے میں زیادہ وقت نہیں ہوتی مومن
 کامل کا امتحان اس روزانہ کی عبادت میں خوب
 ہوتا ہے اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اس میں حیدہ
 ایک ایسی چیز ہے جسکے ترک کی بدولت شیطان
 مردود ہوا اور جس کا انسان کی انہماق تعظیم کے لیے

ملائکہ خواستہ شدہ بود چون غیرت الہیہ بدولت النکا
 آن معلّم الملکوت را راندہ ساخت اکنون بقصد
 شفقت و رحمت تا کید مزید از بندگان بیدار
 کہ شما آن عبادت را کہ در وقتی بغرض تعظیم شما
 از ملائکہ خواستہ شدہ بود ادا کردہ فرشتگان بیا کید
 تاسن بہ تفریع پندار شان او شان را گویم کہ شنید
 کہ این انسان ملوث یا حادثات امکانیہ چنان
 بآن تعظیم کہ برای او مقرر شدہ بود شکرانہ مکرمست
 مامی گزارد و معلّم شما اصل لاصول امر را انکار کرد
 پس وای بر معلّم نافرمان شما و صد رحمت برین
 بندگان فرمان بردار و شکر گزاران ماکہ یا این ہم
 موجودگی مادہ شہوت خود را بر خاک ندلت انداختہ
 پرستش مامی کنند و می خوانند مرا بر وقت عیش و
 آرام حضرت شاہ ولی اللہ محدث در حجتہ اللہ الباقی
 می فرمایند صلوة میحون مرکب است از فکر یکہ صبر و
 است جانب عظمت او تعالی بقصد ثانی التفات
 طبعی کہ حاصل است ازین ہر یک نقصان نیست
 صاحب استعداد را غرض در لچہ نشود بلکہ این نہیہ
 است آن را بہ تمام تر بیان و مرکب است از ادویہ
 مہنیہ اخلاص علی صلی برای حق و متوجہ شدن
 جانب حق و قصد کردن استقامت خاص از حق

فرشتوں کو حکم دیا گیا تھا جو کہ غیرت الہی نے جوہ
 انکار معلّم الملکوت کو مردود کیا تو اب ہزار شفقت و
 رحمت بدون سے زیادہ تا کید فرمائی کہ تم سب
 عبادت جو تمہاری تعظیم کے لیے ملائکہ سے چاہی گئی
 تھی ادا کر کے فرشتوں کو دکھاؤ تا کہ مین اون کا غرور
 توڑنے کے لیے اون سے کہوں کہ دیکھو یہ انسان جو
 دنیاوی گندگیوں سے آلودہ ہے کیسا اوس مقررہ تعظیم
 سے ہماری بخشش کا شکر یہ ادا کرتا ہے جس سے تمہارا
 معلّم نے انکار کیا تھا پس تمہارے معلّم نافرمان پر
 افسوس اور ان فرمان بردار و شکر گزار بندوں پر صد
 رحمت کہ کیسے یہ باوجود مادہ شہوت موجود ہونیکے
 اپنے آپ کو ذلیل جان کر ہماری عبارت کرتے
 اور عیش و آرام کے وقت ہم کو یاد کرتے ہیں حضرت
 شاہ ولی اللہ محدث حجتہ اللہ الباقی فرماتے ہیں
 کہ نماز ایک میحون ہے اوس فکر سے مرکب عظمت
 حق تعالی کی طرف بقصد ثانی والتفات طبعی صبر و
 ہے اور صاحب استعداد کو لچہ نشود مین غوطہ
 لگانا مضر مین ہے بلکہ ہر سہ تن سفید ہے اور
 اون دعاؤں سے مرکب ہے جو نمازی کے
 خلوص علی اور حق کی طرف متوجہ ہونے اور
 خاص حق سے مدد چاہنے پر مہنی حسین

و مرکب است از افعال تعظیمی مثل رکوع و سجود کہ
 ہر ایک ازین پشت و پناہ دیگر است و مکمل آن
 پس بدین پنج حالات صلوة نافع گردید عوام را
 و خواہں را چون تریاق قوی الاثر و بدین غرض
 فرض شد صلوة بر انسان بہ مقتضائے اصل
 استعدا و ادو و صلوة معراج مومنین است و بعدہ
 برای تجلیات آخر و یحیٰ بنحو در خبر است کہ فرمود
 آنحضرت صلعم خواہید دید پروردگار خود را پس اگر
 طاقت دارید از صبح تا عصر مشغول نماز یا شہید
 و نماز سبب عظیم است محبت و رحمت حق را در خیر است
 کہ فرمود آنحضرت صلعم اعنی علی نفسك بکثرة
 السجود و حکایت می فرماید حق تعالی ادا اہل نماز
 و لم یزک من المصلین پس ہر گاہ ممکن شد
 صلوة از بعد در پیوست او بہ نور آہی پوشیدہ شد
 از خطیئات او ان الحسنات یذهب السیئات
 و چیزے نافع تر برای معرفت مثل نماز نیست خصوصاً
 ہر گاہ کہ افعال و اقوال آن بجزو قلب و نیت
 صالح ادا کردہ شوند و اگر نماز رسمی است نفع خواہد
 بخشید بعباد و رسوم نفع بین و شعار اسلام خواہد
 بود کہ بدان تمیز کردہ شود میان مسلم و کافر و ہو
 قولہ صلعم العهد الذی بیننا و بینہم الصلوة
 اور افعال تعظیمی سے مرکب ہے جیسے رکوع و سجود
 جن میں ہر ایک دوسرے کا پشت و پناہ ہے تو
 ان حالات کو دیکھتے ہوئے عام لوگوں کے لیے
 نماز مفید اور خاص کے لیے قوی الاثر تریاق ہوئی
 اسی غرض سے نماز انسان پر بطاذا و سکی اصل
 استعداد کے فرض کی گئی اور نماز مومنین کی معراج
 اور تجلیات اخرویہ کے لیے آمادہ کرنے والی ہے چنانچہ
 حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم اگر اپنے
 پروردگار کو دیکھنا چاہتے ہو تو صبح سے عصر تک نماز میں
 مشغول رہو کیونکہ نماز حصول محبت و رحمت حق کا بڑا
 ذریعہ ہے حدیث میں ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ
 اعنی علی نفسك اللہ اور حق تعالی اہل نماز کا قول
 بیان فرماتا ہے کہ ولکم من المصلین پس جبکہ
 نماز پر قائم ہو گیا تو نور آہی سے مل گیا اور اسکے گناہ
 اوس سے پوشیدہ ہو گئے نیکیاں گناہوں کو مٹ
 دیتی ہیں اور معرفت کے لیے نماز سے زیادہ نافع
 کوئی چیز نہیں خصوصاً صاحب وہ حضور قلب سے پڑھی جائے
 اور اگر رسمی نماز ہے تو بھی رسم ادا کر نیوالے کو پورا نفع
 بخشگی اور شعار اسلام ہوگی جس سے مسلمان کافر
 میں تمیز کیا جائیگی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 ارشاد ہے کہ ہم میں اور ان میں عہد نماز ہے

جس نے اس کو ترک کیا اوس نے کفر کیا اور واقعی
کوئی چیز نفس کو اس بات کا غور کرنے میں طبیعت
عقل کی مطیع رہے اور اس کے احکام میں غل نہ ہو
نماز کے مثل نہیں اور معراج النبوت میں ہے کہ نماز
معراج ہے اسی کی وجہ سے ہر شخص اپنے حسب استعداد
مرتبہ اختصاص پر پہنچتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے امام فخر الدین رازی
نے تفسیر کبیر میں اس کے معنی یہ بیان فرمائے ہیں کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی جناب سے واپس ہونے لگے
تو عرض کیا کہ اے الہی اس بزرگی سے میری امت کا حصہ
کیا ہے خطاب ہوا کہ تیری امت کی معراج نماز جمعہ ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے واپس ہو کر صحابہ سے
فرمایا کہ نماز معراج مومنین ہی پس نماز معراج روحانی و
جسمانی دونوں کی جامع ہے کیونکہ ان افعال پر شامل
ہے جو قالب اور قلب و نون سے متعلق ہیں اور اس
معراج کا بیان یوں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس سفر مبارک کا عزم مصمم کیا تو پہلے طہارت کرنا چاہا
کیونکہ مقام قدس میں بلا طہارت کے گزرنہیں
لہذا حضرت جبریل نے حوض کوثر سے پانی منگوا لیا
رضوان سے فرمایا کہ یا قوت سبحانہ کے دو لوٹون
میں آب کوثر معشت زمر دین کے ملاؤ اوسکے چارون

فمن ترکھا فقد کفر والحق چیزے برای ترین
نفس برانقیاء طبیعت برای عقل و حرمان آن
حکم عقلی مثل نمازیست و در معراج النبوت مذکور
است کہ صلوة معراجست کہ عوام و خواص ازین مہر
بحسب استعداد و بذریعہ اختصاص رسیدہ اند چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و جعلت قرة عینی فی
الصلوة امام فخر الدین رازی در تفسیر کبیر تقریر این
معنی چنین فرمودہ کہ چون آنحضرت از جناب اقدس
مراجعت فرمود گفت اے الہی این نصیب مہتی من
هذا الشرف خطاب آمد کہ معراج امتک
صلوة الجمعة آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون باین عالم
مراجعت فرمود یا ران را خبر داد کہ الصلوة معراج
المومنین و امام می فرماید کہ نماز جامع است
معراج جسمانی و روحانی رازی کہ مشتمل است
بر افعالی کہ تعلق بقالب دارند و ہم یہ قلب و
بیان این معراج چنان است کہ چون آنحضرت
عزیزت آن سفر مبارک مصمم گردانید اول بہ طہارت
مبارک دست نمود کہ حلول در مقام قدس بی طہارت
میسر نہ گردد و لاجرم جبریل از حوض کوثر برای آن سرود
آب طلبید رضوان را فرمود تا دوا برین از یا قوت
احمر ملو از آب کوثر باطشت زمر در خضر مشتمل برچا

ضلع مرصع بہ گوہر کہ شمع آہنا بہ آسمان می رسید
 حاضر آورد۔ گذر لک چون بندہ بعزیمت نماز قدم
 نیاد در خدمت برای اطاعت الہی ہند ظاہر را
 آب مطلق مظهر گرداند چنانچہ در ظاہر شرح بسین
 و چون قصد طہارت باطن کند و توفیق الہی
 رفیق او گردد در رضوان الہی دوایرین خوف و جا
 کہ از کثر ایمان بہ آب عرفانش ملو گردانیدہ
 بآن مصلی نماز نیاز کرم نماید بعد از ان طشتی از علم
 کہ مرآن را چا ضلع است یکے علم افعال دوم
 علم صفات سوم علم اسماء چہارم علم ذات کہ ہر
 ضلع ازین اضلاع مکمل بچہرے مخصوص است مثل
 علم افعال بچہر توحید و علم صفات بواحدیت و علم
 اسماء بہ احدیت و علم ذات بجنب ہویت بآن
 ہمراہ گرداند چون مصلی را طہارت ظاہر و باطن مسیر
 گرد و برای اوبراق محبت برین ہودت ترکین او
 پیش کشند و آن را دو بال باشد یکے از شوق و
 دیگر از ذوق کہ بقدم اول از کونین می گذرد و او را
 بطرفہ العین بہ بیت المقدس توجہ بخیا خود رساند
 تا از درون جان نداننی و حجت و حجتی للہی
 فطر السموات و الارض
 کی آواز آتی ہے پھر جس طرح آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم در گاہ الہی میں آثار عظمت و
 فطر السموات و الارض برآورد بعد از ان چنانکہ
 آنحضرت صلعم را در جناب قدس اطالع بر آثار عظمت

قدرت چنان میسر گشته بود که جمیع مکنونات را
 از ملکیات و ملکوتیات در تجلی عظمت و کبریائی
 او مضحی و دید بندہ مصلی بنظر عقل در کل اشیا
 شامل نماید و از انواع نباتات و معادن حیوان
 انسان و غیر آن برانندیشد بعد از ان توجه بعالم
 بالائکند از آسمانها و گروہ ملائکہ تاسدرہ و سکنان
 آن ولوح و قلم و عرش و کرسی و بہشت و دوزخ و
 عالم اجسام و عالم ارواح از ارضیہ و سماویہ ملک
 ملکوت و غیب و شہادت در حیطہ نظر مہت در آرد
 و بر توفاعظمت الہی را بر ہمہ گار و نامہ را چون
 اشارہ در جنب آفتاب نابود بیند و از روی تحقیق
 و یقین دست بر کونین افشانند و گوید اللہ اکبر بعد
 ہر دو دست بر سر حد سفل و اعلی کہ نمود از ان
 عالم صغیر یعنی وجود انسانی نافست بر بند و تا
 شوشات نفسانی بہ لطایف روحانی تعرض نہ
 القہ چنانکہ خواجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قدم از
 صخرہ بیت المقدس برداشت و بر معراج ہنار
 ہمچنین بندہ مصلی بعد از تکیہ تحریرہ قدم بر معراج شنا
 نہد و کلمہ سبحانک اللہم و محمدک بر زبان
 راند کہ معراج آدم صفی اللہ بہین کلمہ بود فقل
 آدم من ربہ کلمات بلکہ معراج ملائکہ مقدس
 قدرت پر ایسے مطلع ہوئے تھے کہ تمام مکنونات ملکیات
 و ملکوتیات کو اس کی تجلی عظمت و کبریائی میں
 مضحی دیکھا تھا ویسے ہی نمازی بھی بہ نظر عقل
 تمام چیزوں میں غور کرتا ہے اور اقسام نباتات و
 حیوان و انسان وغیرہ کو سمجھتا ہے پھر عالم بالا کی طرف
 توجہ کرتا ہے اور آسمانوں اور ملائکہ سے لیکر سدرہ المنتی
 اور اوس کے رہنے والوں اور لوح و قلم و عرش و کرسی
 بہشت و دوزخ و عالم اجسام و عالم ارواح ارضی و
 سماوی و ملک و ملکوت و غیب و شہادت تک نظر
 مہت میں لاتا اور ان کو انوار عظمت الہی کا برتو سمجھ کر
 اشارہ کی طرح جنب آفتاب حقیقت میں نابود دیکھ کر
 بہ تحقیق و یقین کونین سے ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہے
 پھر دونوں ہاتھ سر حد عالم سفلی و علوی پر جس کا ظہور
 وجود انسانی میں ناف ہے باز ہٹا ہے تاکہ شوشات
 نفسانی لطایف روحانی سے تعرض نہ کر سکین
 غرض جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صخرہ
 بیت المقدس سے معراج کو تشریف لے گئے نمازی
 بھی تکیہ تحریرہ کے بعد معراج شنا پر قدم رکھتا اور
 زبان سے سبحانک اللہم محمدک کہتا ہے
 کیونکہ معراج آدم صفی اللہ اسی کلمہ سے ہوئی کہ
 قلنی آدم من ربہ الحمد بلکہ معراج ملائکہ مقدس

نیز ہمیں بود و بخ نسیج بجدك و نقدس
 لاك بلكه كلید معراج محمدی صلعم نیز ہمیں كلمہ بود
 کہ فنیسم بجد ربك لاجرم سبب عروج ہوتا لیکن
 ہمیں كلمہ آمد کہ وان من شیء الا یسیسہ بجدہ
 بعد ازانکہ در معراج آنحضرت صلعم قدم بر اطباق
 سموات نہاد ہر ہفت طبقہ را از دخل و تصرف
 شیطان محفوظ دید کہ و حفظا من کل شیطان
 مادہ کذلک چون مصلی از معراج ثنا قدم بر آسان
 معارف ہند خواہد کہ اطوار ہفتگانہ دل را کہ نمونہ
 اطباق سموات سبع است از مکالمہ شیطان
 و ساوس آن پاک گرداند زبان بہ گفتار اعوذ
 باللہ من الشیطان الرجیم بکشاید بعد ازانکہ آنحضرت
 صلعم از اطباق سموات در گذشت یہشت بہشت
 رسید و ہر یک باب اورا منقاسی دیدنفتاح
 باب اول معرفت بود و دوم را ذکر سوم را شکر
 چہارم را رجا پنجم را خوف ششم را اخلاص ہفتم را
 دعا ہشتم را اقتدا کذلک چون مصلی سموات اطوار
 قلب رطے کردہ بہ بہشت مکاشفہ می رسید آرا
 بہشت درمی بیند کہ برائے ہر درے کلیدے
 معین است در اول کہ باب المعرفت است بہ کلید
 معرفت ایمان می کشایند و در دوم را کہ باب الذکر است

بھی ہی تھی و بخ نسیج الہ اور معراج محمدی صلعم
 بھی ہی کلمہ تھی کہ فنیسم بجد ربك لہذا تمام لم
 کے عروج کا سبب ہی کلمہ ہوا کیونکہ کوئی خیر ایسی
 نہیں جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو پھر جس طرح معراج
 میں آنحضرت صلعم نے آسمانوں پر تشریف لیا کہ
 اون کو شیطان کے دخل و تصرف سے محفوظ دیکھا
 اسی طرح جب نمازی معراج ثنا سے آسمان معارف
 پر قدم رکھتا ہے اور اطوار سیدہ قلب کو جو آسمان
 کے سات طبقوں کی طرح ہیں شیطان کے مکالمہ و
 وساوس سے پاک کرنا چاہتا ہے تو اعوذ باللہ
 کہتا ہے پھر جس طرح آنحضرت صلعم آسمانوں کی سیر
 کر کے آٹھوں بہشتوں میں پہونچے تو ہر دروازہ کی
 علیحدہ کنجی دیکھی پہلے دروازہ کی کنجی معرفت تھی
 دوسرے کی ذکر تیسرے کی شکر چوتھے کی رجا پانچویں
 کی خوف چھٹے کی اخلاص ستونین کی دعا
 آٹھویں کی اقتدا اسی طرح جب نمازی
 اطوار قلب کے آسمانوں کو طے کر کے بہشت
 مکاشفہ میں پہونچتا ہے تو اس کے آٹھ دروازے
 دیکھتا ہے جس کے ہر دروازہ کی علیحدہ کنجی ہے
 پہلا دروازہ باب المعرفت ہے یہ معرفت و ایمان
 کی کنجی سے کھلتا ہے دوسرا دروازہ باب الذکر ہے

بکلمہ بسم اللہ و در سوم را کہ باب الشکر است
 یہ بسم اللہ کی کنجی سے کھلتا ہے تیسرا دروازہ باب الشکر
 یہفتاح الحمد للہ و در چہارم را کہ باب الرجا است
 ہے یہ الحمد للہ کی کنجی سے کھلتا ہے چوتھا دروازہ
 باب الرحمن الرحیم و در پنجم را کہ باب الخوف است
 باب الرجا ہے یہ الرحمن الرحیم کی کنجی سے کھلتا ہے
 یہ مالک یوم الدین و در ششم را کہ باب الاخلاص
 است یہ کلمہ ایاک نعبد و در ہفتم باب الدعاء
 کی کنجی سے کھلتا ہے چھٹا دروازہ باب الاخلاص
 یہ کلید اھدنا الصراط المستقیم و در ہفتم باب الاقتدا
 باب الدعاء ہے یہ اھدنا الصراط المستقیم کی کنجی سے
 را یہ کلیہ صراط الذین تا ولا الضالین یہ کتنا
 کھلتا ہے آٹھواں دروازہ باب الاقتدا ہے یہ صراط
 الذین کی کنجی سے کھلتا ہے آیت جنات عدن
 مفتحة لھم الابواب کا یہی مطلب ہے پھر حکم
 فاقروا در ساتین سور قمرانی سیر می کنند شل سیر
 آنحضرت در گلستان جنان و سل آن در دل
 آنحضرت یہ تجلیات تصرف نہ کر دکھا کہ مصلی
 بعد از تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بہ مقتضائے
 نے باغما ہے جنت کی سیر کی اور دسکا کوئی اثر جب
 تجلیات کے آنحضرت صلعم کے دل پر نہ اس طرح نمازی
 بعد تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بہ مقتضای اذ تجلی اللہ
 اذ تجلی اللہ لشیء خضع لہ در رکوع ثبیت خم
 میکند و اشعار غفلت الہی نمودہ سبحان
 ربی العظیم و در زبان می سازد بزرگان آن را
 تجلی فعلی گفتہ اند بسبب ظہور ہمان تجلی آنحضرت
 صلعم ناظر آثار شد و گفت اللھم انی اعوذ بعفو
 من عقابک و چون مصلی رکوع تو اضع می کند
 جناب غفلت الہی بموجب من تواضع للہ
 رفعہ اللہ باز اور بہ مقام استقامت قرار می دہد
 تواضع الہی کا اثر ہے تیسرا دروازہ باب الشکر
 ہے یہ الحمد للہ کی کنجی سے کھلتا ہے چوتھا دروازہ
 باب الرحمن الرحیم و در پنجم را کہ باب الخوف است
 باب الرجا ہے یہ الرحمن الرحیم کی کنجی سے کھلتا ہے
 یہ مالک یوم الدین و در ششم را کہ باب الاخلاص
 است یہ کلمہ ایاک نعبد و در ہفتم باب الدعاء
 کی کنجی سے کھلتا ہے چھٹا دروازہ باب الاخلاص
 یہ کلید اھدنا الصراط المستقیم و در ہفتم باب الاقتدا
 باب الدعاء ہے یہ اھدنا الصراط المستقیم کی کنجی سے
 را یہ کلیہ صراط الذین تا ولا الضالین یہ کتنا
 کھلتا ہے آٹھواں دروازہ باب الاقتدا ہے یہ صراط
 الذین کی کنجی سے کھلتا ہے آیت جنات عدن
 مفتحة لھم الابواب کا یہی مطلب ہے پھر حکم
 فاقروا در ساتین سور قمرانی سیر می کنند شل سیر
 آنحضرت در گلستان جنان و سل آن در دل
 آنحضرت یہ تجلیات تصرف نہ کر دکھا کہ مصلی
 بعد از تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بہ مقتضائے
 نے باغما ہے جنت کی سیر کی اور دسکا کوئی اثر جب
 تجلیات کے آنحضرت صلعم کے دل پر نہ اس طرح نمازی
 بعد تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بہ مقتضای اذ تجلی اللہ
 اذ تجلی اللہ لشیء خضع لہ در رکوع ثبیت خم
 میکند و اشعار غفلت الہی نمودہ سبحان
 ربی العظیم و در زبان می سازد بزرگان آن را
 تجلی فعلی گفتہ اند بسبب ظہور ہمان تجلی آنحضرت
 صلعم ناظر آثار شد و گفت اللھم انی اعوذ بعفو
 من عقابک و چون مصلی رکوع تو اضع می کند
 جناب غفلت الہی بموجب من تواضع للہ
 رفعہ اللہ باز اور بہ مقام استقامت قرار می دہد
 تواضع الہی کا اثر ہے تیسرا دروازہ باب الشکر
 ہے یہ الحمد للہ کی کنجی سے کھلتا ہے چوتھا دروازہ
 باب الرحمن الرحیم و در پنجم را کہ باب الخوف است
 باب الرجا ہے یہ الرحمن الرحیم کی کنجی سے کھلتا ہے
 یہ مالک یوم الدین و در ششم را کہ باب الاخلاص
 است یہ کلمہ ایاک نعبد و در ہفتم باب الدعاء
 کی کنجی سے کھلتا ہے چھٹا دروازہ باب الاخلاص
 یہ کلید اھدنا الصراط المستقیم و در ہفتم باب الاقتدا
 باب الدعاء ہے یہ اھدنا الصراط المستقیم کی کنجی سے
 را یہ کلیہ صراط الذین تا ولا الضالین یہ کتنا
 کھلتا ہے آٹھواں دروازہ باب الاقتدا ہے یہ صراط
 الذین کی کنجی سے کھلتا ہے آیت جنات عدن
 مفتحة لھم الابواب کا یہی مطلب ہے پھر حکم
 فاقروا در ساتین سور قمرانی سیر می کنند شل سیر
 آنحضرت در گلستان جنان و سل آن در دل
 آنحضرت یہ تجلیات تصرف نہ کر دکھا کہ مصلی
 بعد از تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بہ مقتضائے
 نے باغما ہے جنت کی سیر کی اور دسکا کوئی اثر جب
 تجلیات کے آنحضرت صلعم کے دل پر نہ اس طرح نمازی
 بعد تلاوت کلام بسبب تجلی متکلم بہ مقتضای اذ تجلی اللہ
 اذ تجلی اللہ لشیء خضع لہ در رکوع ثبیت خم
 میکند و اشعار غفلت الہی نمودہ سبحان
 ربی العظیم و در زبان می سازد بزرگان آن را
 تجلی فعلی گفتہ اند بسبب ظہور ہمان تجلی آنحضرت
 صلعم ناظر آثار شد و گفت اللھم انی اعوذ بعفو
 من عقابک و چون مصلی رکوع تو اضع می کند
 جناب غفلت الہی بموجب من تواضع للہ
 رفعہ اللہ باز اور بہ مقام استقامت قرار می دہد
 تواضع الہی کا اثر ہے تیسرا دروازہ باب الشکر

بشکراۃ نعمت استقامت زبان بجد خداوندی
 سیکشاید و بہ قبول حمد خود می نازد کہ سمع اللہ لمن
 حمدہ چون حمد بہ محمود وصل گشت تجلی دیگر از تجلیات
 صفاتی بہ بندہ می رسد کما قال علیہ الصلوٰۃ
 والسلام اذا قال العبد سمع اللہ لمن حمدہ
 نظر اللہ الیہ بنظر الرحمة واین نظر رحمت
 عبارت از تجلی صفات است و مستعدی زیادتی
 خشوع لاجرم در مقابل آن بندہ سجود می کند کہ
 نہایت خشوع و تدلل است چنانچہ در مقابلہ تجلی
 افعالی رکوع میکرد و ہمین معنی بود کہ آنحضرت صلعم
 اظهار آن فرمود کہ اعوذ برضائك من سخطک
 و چون سر از سجود بر میدارد تجلی ذاتی وارد میشود
 این تجلی کنایت است از ان قربت کہ ثمرہ شجرہ
 خضوع و کمالت است و این بلندترین مقامات
 سالکان است و این جادقیقہ است کہ چون
 میان تجلی افعالی و صفاتی تفاوت بود بحجت اینی
 فعل از صفت در تواضع کہ متفرع بود بر آنہا
 لاجرم تفاوت ظاہر آمد تا یک رکوع و دیگرے سجود
 آمد اما چون ذات و صفات را از یکدیگر امتیاز نہ بود
 مظاہرین دو تجلی نیز از یک دیگر متمازنہ گشتند
 ہر دو عجد و دیگر نگ آمدند فاما بہیتما معنی تفاوت

نعمت استقامت کے شکر میں حمد کر کے اوسکی ولایت
 پر ناز کرے کہ سمع اللہ لمن حمدہ پھر حمد کے
 بعد بندہ پر تجلی صفاتی ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت
 صلعم نے فرمایا کہ جب بندہ سمع اللہ کہتا ہے تو اللہ
 تعالیٰ اوس کی طرف بنظر رحمت دیکھتا ہے اس نظر
 رحمت سے تجلی صفاتی مراد ہے جو زیادہ خشوع جاتی
 ہے لہذا اوس کے مقابل میں بندہ سجدہ کرتا ہے
 جو انتہائے خشوع و ذلت ہے جس طرح تجلی افعالی
 کے مقابلہ میں رکوع کرتا تھا اسی کا اظہار آنحضرت
 صلعم نے فرمایا کہ اعوذ برضائك من سخطک
 پھر جب سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو تجلی ذاتی
 ہوتی ہے اس تجلی سے وہ قرب مراد ہے جو خضوع
 کا نتیجہ ہے یہ سالکین کا سب سے اعلیٰ مقام ہے
 اور رہبان ایک دقیقہ ہے کہ چونکہ تجلی افعالی و
 صفاتی میں بوجہ امتیاز فعل و صفت منسرق تھا
 لہذا اوس تواضع میں بھی جو اون سے پیدا ہے
 منسرق ظاہر ہوا جس سے ایک رکوع اور دوسرا
 سجدہ ہوا اور چونکہ ذات و صفات باہم دیگر
 متمازنہ تھے لہذا ان تجلیوں کے مظاہر
 بھی متمازنہ ہوئے دونوں سجدے ایک
 طرح کے ہوئے مگر معنی بہت منسرق

بسیار است کہ اسرار آن بوقت کشف ظاہر شوند
 بعد ازان چون معراج آنحضرت صلعم ہم بروج بود
 و ہم بجد در نماز دو رکعت فرض آمدند تا رکعت
 اولی معراج اجسام و ثانیہ معراج ارواح نام قناد
 و بعد از تصحیح معراج ارواح و اشباح جلوس بر
 و سادت لازم است و ثناء الہی و حب چنانکہ
 آنحضرت در مقام دنی قدس ثنائی حق مبارک
 نمود کہ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ بندہ نیربان شامامور شد
 و چون محتاج این ابواب مغلقہ بشرف قدم آنحضرت
 میسر گشتہ بود لاید بروج پرفوج آنحضرت میگردے
 عرض باید کرد کہ السلام علیک تاکہ جواب سلام
 از آنحضرت شود کہ السلام علینا سائلین
 مصلی سوال می کند کہ وصول باین درجات بچہ
 وسیلہ یافتہ میگوید کہ بدولت شہادت اشہد
 ان لا اله الا الله او میگوید کہ چنین مصلی بذیل صلوة
 آنحضرت شامل است باز سائل گوید کہ شرف
 متابعت این خواجہ برکت دعوت خلیل مدیرت
 گشتہ کہ از برائے تو رسالت آنحضرت مسالت
 نمودہ کہ دنیا و ابعت فیہ صحر سولانہ صحر
 ذکر خیرش ہم مناسب مصلی می گوید بکمال صلیت الہ
 بعد ازان کہ خواجہ علیہ السلام دران بارگاہ عالی مقام
 ہے جن کے اسرار کشف کے وقت ظاہر ہوتے ہیں
 پھر چونکہ آنحضرت صلعم کی معراج روحانی بھی تھی
 اور جسمانی بھی لہذا نماز میں دو رکعتیں فرض ہوئیں
 پہلی رکعت کا معراج اجسام اور دوسری کا معراج
 ارواح نام رکھا گیا بعد معراج ارواح و جسم ہونیکے
 مصلی پر بیٹھنا لازم اور ثنائی الہی واجب ہے تاکہ حسب طرح
 آنحضرت نے مقام دنی قدس میں التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ کہ
 خدا کی حمد کی بندہ بھی اسی طرح حمد کرے اور چونکہ ان
 بندہ دروازوں کی کنجی آنحضرت صلعم کے شرف قدم
 سے میسر ہوئی لہذا آنحضرت صلعم کی روح پرفوج پر بھی
 درود پڑھنا چاہیے کہ السلام علیک تاکہ جواب سلام
 آنحضرت سے ملے کہ السلام علینا السائلین
 سے پوچھتا ہے کہ تو ان درجوں پر کس طرح پہنچاؤ
 کہتا ہے کہ اشھدان کا اللہ الحق کہنے سے تب وہ
 کہتا ہے کہ ایسا نمازی جو درود پڑھتا ہے آنحضرت
 کے ساتھ صلوة میں شامل ہے پھر سائل کہتا ہے
 کہ آنحضرت صلعم کا شرف متابعت تجھ کو حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حاصل ہوا اور جنین
 نے تیرے لیے آنحضرت کی رسالت چاہی تھی کہ
 دنیا و ابعت فیہم تو ان کا ذکر خیر بھی مناسب ہے نماز
 کہتا ہے بکمال صلیت الہ پر جب آنحضرت اس بارگاہ عالیہ میں

پہنچے اور خدا نے فرمایا کہ جو مانگو وہ تم کو دیا جائیگا اور
 جس کی شفاعت کر دے قبول کیا جائیگی تو آنحضرت
 صلعم نے صرف بخشش است ہی کی دعا مانگی اسی
 طرح نمازی بھی دولت قرب الہی پا کر ثنا اور درود
 کے بعد مومنین و مومنات کی مغفرت چاہتا ہے
 تاکہ التعظیم لامر اللہ والشفقة علی خلق اللہ کے
 معنی ثابت ہو جائیں لہذا اللہ اعظم الخ کہتا ہے
 پھر جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
 خدمت پوری کرنے اور مہمات امت سے دل
 مطمئن کر لینے کے بعد واپسی کا حکم ملا اور آپ
 ملائکہ ملکوت پر گزرتے ہوئے اپنے دوست صبیح
 کی طرف پلٹے اسی طرح نمازی کو بھی سفر معراج نما
 سے پلٹ کر اولاً ملائکہ پھر جماعت کے عام و خاص
 لوگوں پر سلام کا حکم ہے کیا خوب معراج اور کیا
 اچھی نماز ہے اور لفظ صلوٰۃ لغتاً دعا اور شرعاً
 مجموعہ اذکار اور ہدایات قلبی و قالبی و قولی و
 فعلی کے معنی میں بنایا گیا ہے یعنی حقیقت دعا
 پورے طور پر یہ ہے کہ بندہ ہمہ تن قولاً و فعلاً و علماً
 وحالاً خداوند تعالیٰ سے بہ عاجزی و زاری
 دعا مانگے اور بعض کہتے ہیں کہ صلوٰۃ صلی سے مشتق
 ہے جس کے معنی اگ مین گرنے کے ہیں۔ یعنی

انکس یافت و آنحضرت حق بجانب اسئل تعط
 و اشفع تشفع مشرف گشت ہر چہ از آن حضرت
 استدعا نمود ہمہ غفران امت بود صلی میر بعد از
 حصول دولت قرب الہی بر بہان و تیرہ بعد از
 ثنا و درود مغفرت مومنین و مومنات می طلبد تا
 تحقیق معنی التعظیم لامر اللہ والشفقة علی
خلق اللہ نمود باشد لا جرم اللہ اعظم الخ مومنین
 و المومنات میگوید بعد از ان کہ آنحضرت صلعم
 خدمت خود را با تمام رسانید و خاطر از مہمات امت
 جمع گردانید امر واجب آمد اول عبور آنحضرت
 یہ ملائکہ ملکوت افتاد بعد از ان رجوع با صحابہ و
 یاران فرمود کذا کتب صلی را نیز وقت رجوع از سفر
 معراج نماز امر است بہ سلام اول بنیت ملائکہ کرام
 دوم بہ خواص و عوام انام کہ در صف جماعت تنظیم
 یافته اند ذہبی معراج و خمی صلوٰۃ و لفظ صلوٰۃ در اصل
 لغت موضوع است باز از معنی دعا و در شریعت
 باز از مجموع اذکار و ہدایات قلبی و قالبی و قولی و
 فعلی یعنی حقیقت دعا بر وضع اتم و اعلم ان کہ بندہ
 ہمہ تن قولاً و فعلاً و علماً و حالاً حق تعالیٰ را از سزا
 تقصیر و اہتمال بخواند و بعضے گفتہ اند کہ اشتقاق
 صلوٰۃ از صلی است و صلی در آتش رفتن بود یعنی

وجود مصلی در صلوٰۃ بقبول انوار تجلی صفات از غایت
 خضوع و خشوع و حرقت گویا در آتش بود و علامت
 این تجلی خضوع قلب است کماذا تجلی اللہ لشئ
 خضع له و علامت خضوع قلب خشوع قالب است
 و خضوع قلبہ لخشعت جوارحہ و خشوع جویب
 نجات از قید صفات وجود است قد افلح
 المؤمنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون
 و بعضی گفته اند کہ اشتقاق آن از صلت است یعنی
 مصلی حقیقی آن کہ در حال صلوٰۃ یہ غلبہ نور شہود بود
 و تلاشی رسوم وجود از خلق منفصل و بجز متصل بود
 چنانکہ سید کاینات صلعم در اوقات معارج بقلب
 قالب وصل حضرت ربوبیت گشتہ نحو اس است
 خود را یہ ترقی در معارج و مدارج صلوٰۃ طریق وصول
 بحضرت حق بکشد کہ الصلوٰۃ معراج المؤمنین
 و ہیات سبعہ کہ ارکان صلوٰۃ اند یعنی دو قیام دو
 رکوع و دو سجود و دو قعود بر شال طبقات سموات سبع
 مراتبی معارج مصلی اند کہ معراج او بدان متحقق گردد
 و قعدہ اخیرہ تشہد مطلع آفتاب شود و منتہی سیر
 وجود است و در ابتدا می تشہد التجات صورت
 تحت و سلام مصلی است بر حضرت الوہیت و
 روح نبی صلعم و ارواح دیگر بندگان صالح کہ متکلمان

نمازین نمازی تجلی صفات کے انوار قبول کر کے
 انتہاء خضوع و خشوع و حرقت سے آگ کی طرح
 ہو جاتا ہے اور اس تجلی کی علامت خضوع قلب ہے
 کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی خیر پر تجلی کرتا ہے تو وہ اس کے
 لیے پست ہو جاتی ہے اور خضوع قلب کی علامت
 خشوع جسم ہے اگر قلب میں خضوع ہو تو اعضا میں
 بھی خشوع ہوگا اور خشوع صفات نفسانی کی قید
 سے چھڑتا ہے بیشک او یقیناً مومنوں نے فلاح
 پائی جو اپنی نماز میں خشوع رکھتے ہیں اور بعض کہتے ہیں
 کہ صلوٰۃ صلت سے شتق ہے یعنی حقیقی نمازی ہے
 جو نماز میں شہود موجود کے غلبہ نور اور رسوم وجود غلبہ
 سے خلق سے علیحدہ اور حق سے متصل ہو جلیب خفشت
 صلعم نے اوقات معراج میں قلباً و قالباً حضرت حق
 سے وصل ہو کر خاصان امت کے لیے نمازین ترقی
 کرنے سے خدا تک پہنچنے کا راستہ کھول دیا اور معراج
 مومنین ہے اور نماز کے ساتون کن یعنی دو قیام اور دو
 رکوع اور دو سجدے اور ایک قعدہ آسمانوں کے سات
 طبقوں کی طرح معراج کے زینے ہیں جس سے اس کو
 معراج حاصل ہوتی ہے اور قعدہ اخیرہ تشہد انتہای وجود کا
 اور سیر وجود کا منتہی ہے اور تشہد میں اللہ کیلئے التجات
 اور آنحضرت صلعم پر درود اور دیگر بندگان صالح کی بوجوہ

جناب قدس وساکنان حضرت انس اند بر مثال
 اقتلاح کلام سید المرسلین صلعم بحیث رب العالمین
 در حالت انقطاع صبح دنی افتدلی و طلوع آفتاب
 ماکذب الفؤاد و مارأی کہ التحیات لله
 والصلوات والطیبات السلام علیک
 ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علیک
 وعلی عباد الله الصالحین وستیب اندراج ستر
 معراج در صورت صلوة آن کہ رسول الله صلعم از
 غایت رحمت و شفقت استیذان را از جملة
 مقامات علیہ و احوال سنیہ خود بہرہ ور گردانیدہ
 چون اور از معارج سموات بگذرانیدہ و بر باب
 قرب و مکالت و منادیت جادادند خواست کہ
 ازین کرامت تحفہ و ازین مانندہ نوالہ بحجت امت
 بیار د صلوة را کہ صورت حال او داشت با او ہمراہ
 کردند تا بوقت قدم از سفر مبارک معراج برسم المصطفی
 بکرامت با است در میان ہنار و ازین جا معلوم
 شد کہ علو شان صلوة بیش از انست کہ ہمہ کس
 بہ کمال آن تو اندر رسید چہ قدم وصول بکمال آن
 اول صدر مندر رسالت علیہ افضل الصلوة را بود
 و بعد از و سقریان و خواص اتباع اور بقدر استعداد
 و حفظ قرب از ان نصیبی مخصوص حاصل شد در خبر است

ویسی ہے کہ جیسے آنحضرت صلعم نے خداوند تعالیٰ
 کی تعریف میں صبح دنی افتدلی اور آفتاب
 ماکذب الفؤاد مارأی کے طلوع ہونے کے
 وقت فرمایا تھا کہ التحیات لله الہم اور من از
 کے معراج ہونے کا راز یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
 نے انتہائے رحمت اور شفقت سے امت کو
 اپنے تمام مقامات عالیہ و حالات سنیہ سے
 حصہ عطا فرمایا ہے جب خدای تعالیٰ نے
 آنحضرت صلعم کو بعد سیر سموات شرف قرب
 و مکالت عطا فرمایا تو آپ نے اس بخشش میں
 سے امت کو بھی کچھ عطا فرمانا چاہا لہذا اس از جو
 معراج کی صورت پر تھی آپ کو دی گئی
 جو سفر مبارک معراج سے ویسی پر امت
 کے لیے فرض ہوئی اور ہمیں سے معلوم
 ہوا کہ سزا کی بزرگی ایسی ہے کہ ہر
 شخص اس کے کمال پر نہیں پہنچ سکتا
 کیونکہ سب سے پہلے کمال نماز پر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے تھے
 آپ کے مفسرین و خواص تابعین
 کو بقدر استعداد و تہرب اس
 سے حصہ ملا۔ حدیث شریف میں ہے

| | |
|---|--|
| کہ تم میں بعض وہ لوگ ہیں جو پوری نماز پڑھتے | کہ منکم من یصلی الصلوٰۃ کاملۃ ومنکم من |
| ہیں اور بعض جو آدمی اور تہائی اور چوتھائی | یصلی النصف والثلث والرابع والخمس حتی |
| ہیان تک کہ دہائی تک پہنچتے ہیں اسی لیے حضرت | یبلغ العشر وازین جائزہ و عمر بن الخطابؓ کان |
| عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واقعی آدمی | الرجل لیشیب عارضاۃ فی الاسلام وما اکل |
| اسلام میں بڑھا ہوا جاتا ہے مگر اللہ کی نماز پوری | للہ الصلوٰۃ پر سید نہ و کیف ذلک فرمود لا |
| ہنیں کہ پاتا لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیسے فرمایا کہ نماز میں | یتم خشوعہا وتواضعہا و اقبالہ علی اللہ فیہا |
| اوسے خشوع و تواضع اور اللہ کی طرف کامل توجہ میں | و در صورت صلوٰۃ عبادت جمیع ملائکہ درجہ است |
| ہوئی اور یہ نماز تمام ملائکہ کی عبادت پر شامل ہے کیونکہ | چہ از ملائکہ بعضی پیوستہ در رکوع باشند بعضی در |
| بعض فرشتے ایسے ہیں جو ہمیشہ رکوع میں رہتے ہیں اور بعض | سجود بعض در قیام و بعضی در قعود بعضی در دعا |
| سجدے میں اور بعض قیام میں اور بعض قعدہ میں اور بعض | و بعضہ در استغفار و بعضی در تلاوت و بعضی در |
| دعا میں اور بعض استغفار میں اور بعض تلاوت میں اور | تسبیح و بعضہ در تحمید و بعضی در صلوٰۃ ربی صلوات اللہ |
| بعض تسبیح میں اور بعض تحمید میں اور بعض آنحضرت صلی علیہ | علیہ وسلم مصلی بواسطہ صلوٰۃ در سلک عبادت |
| درود بھیجتے ہیں تو نمازی بندہ نماز تمام ملائکہ کی عبادت | جمیع ملائکہ منسلک گردد و بہ ثواب ہمہ مخفی شود و |
| پر حاوی ہو کر سب کا ثواب پاتا ہے عالم کامل آدمی جو ہمہ | عامل کامل آنست کہ ہمگی بہت او پر مستعد انجیل |
| تکلیف نماز اور اسکا حق پورا کرنے میں مصروف رہے بخلاف | صلوٰۃ و توفیہ حق آن مصروف باشد و بخلاف آن |
| اونکے ایک یہ ہے کہ جب تک کسی کن نماز میں فوق | یکے این کہ در ہیئتہ از ہیئات صلوٰۃ تاذوق خشوع |
| خشوع اوس رکن کے لایق اوسے نہ ہو تب تک | لایق آن بہ مذاق جان زسد قصد انتقال ہیئتہ |
| دوسرا رکن ادا کرنے کا قصد نہ کرے مگر فرض نمازوں | دیگر نہ کند الا در فرایض کہ تطویل متعذر باشد چہ اگر |
| میں کہ جن میں یہ دشوار ہے کیونکہ اگر موقوف | در مواقف ہیئات صلوٰۃ کہ ماب نفحات الہی اند |
| ارکان میں سکون و اطمینان کا لحاظ نہ | سکون و طمانینت رعایت نہ کند و بہ مقتضای |
| کرے گا اور ادائے ارکان میں عجلت | طبیعت بشری در انتقال از ہیئتہ بہ ہیئتہ تعجل و |

سرعت نماید ابواب فتوح برود مفتوح نہ گردند و ذوق
رحیق تحقیق بہ مذاق روح او نہ رسد وقتی بحضرت
رسالت ذکر سر قومی رفت پرسید اندرون
ای السرقۃ افصح گفتند اللہ و رسولہ اعلم
فرمود کہ سرقة الرجل فی الصلوۃ گفتند چگونہ
باشد فرمود لا یتیم رکوعہا ولا یسجدہا ولا
خشوعہا ولا القراءۃ فیہا دیگر آن کہ در ازکار
صلوۃ یہ معانی آن مقصود بود چنانچہ معنی آن
ذکر صورت حال او باشد مثلاً در رکوع چون گوید
سبحان ربی العظیم باید کہ دل و غرق تجلی
عظمت الہی بود دیگر آن کہ در تلاوت بہ حسن
استماع یا اسماع موصوف بود یا بحق از حق شنود
یا بحق برحق خواند و اختصاص فاتحہ و تعین آن
بتلاوت در صلوۃ کہ لا صلوۃ الا باقتحان الکتاب
از ان جہت است کہ معنی صلوۃ دعاست پس
عبودیت در حضرت ربوبیت بر نفعت اخلاص
ادب و مضمون فاتحہ برین معنی مشتمل است چہ
طلب ہدایت صراط مستقیم دعائیت مصدّر
شناخت حضرت الوہیت و اخلاص عبودیت تصدیق
دعا بر شناخت عبودیت از سر اخلاص کمال ادب
و دعا بر نفعت ادب تجلب محبت است ارباب ذوق

کر گیا تو او سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ ایک بار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چوری کا ذکر ہوا
آنحضرت نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کون چوری
زیادہ جرمی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا
رسول زیادہ جانتا ہے فرمایا کہ نماز کی چوری عرض
کیا کہ یہ کیونکر فرمایا کہ جس میں رکوع و سجدہ و خشوع و
قراءت اچھی طرح نہ ہو دوسرے یہ کہ اذکار نماز
میں اون کے معانی سے ایسا متصف ہو کہ انھیں
میں محو ہو جائے مثلاً جب رکوع میں سبحان
ربی العظیم کہے تو دل سے عظمت الہی کی تجلی میں
غرق ہو جائے تیسرے یہ کہ تلاوت میں یہ خیال
کرے کہ میں پڑھتا ہوں اور حق سنتا ہے یا
حق ہی پڑھتا اور وہی سنتا ہے۔ اور سورہ
فاتحہ کے نماز میں پڑھنے کی خصوصیت و
ضرورت یہ ہے کہ نماز سے مطلب خدا سے
نقائے سے بخلوص و ادب دعا مانگنے
کے ہیں اور سورہ فاتحہ الکتاب کا مضمون
بھی ایسا ہی ہے کیونکہ صراط مستقیم کی ہدایت چاہنا
ایک ایسی دعا ہے جو خدا کی حمد و اخلاص عبودیت
صادق ہوتی ہے اور حمد کے ساتھ دعا مانگنا کمال ادب و ہدایت
اور دعا مانگنا تجلب محبت ہے اور ارباب ذوق

صلوٰۃ راحۃ عظیم سینہ از حر ہائے الہی کہ در باب
دارد یکے داخلی کہ تکبیر احرام است دیگرے خارجی کہ
تسلیم است و در ان حریم اورا بارگاہ و موافق
سیار اند در ہر بارگاہ ہے جلوہ دیگر کردہ و در ہر
موقفے منزلی دیگر نہادہ تا دوستان و آشنایان
چون از باب تکبیر در آیند اول در بارگاہ قیام جلوہ
کبریائی او مخطوط شوند و نزل مکالت و شہادت
بردارند انگاہ بارگاہ رکوع آیند و جلوہ عظمت نبی
و نزل تواضع و خضوع بردارند و علی ہذا در جمیع بیلت
تا انگاہ کہ از باب تسلیم بیرون شوند پس واسے بر
کسی کہ بیچین حریم در آید دست غفلت بیرون
رود و از مشاہدہ و مکالمہ و مطالعہ بارگاہ و نزل او
محروم ماند و از مہام محافظت بر صلوٰۃ کیے آن کہ
پیش از شروع نماز دل خود را از اشغال دنیوی آسائے
تشت خاطر و توزع باطن و تفرق ہجوم فارغ گردا
تا در صلوٰۃ حاضر بود کہ چہ میگوید و چہ میخواند و
غفلت نہ باشد تا مخاطب بن خطاب لا تقربوا
الصلوٰۃ وانتم سکار ہی حتی تعلوا ما تقولون
نہ باشد و ازین جہت در حدیث آمدہ کہ اذ حضی
العشاء والعشاء فقد ہوا العشاء بالجملہ ہر چہ
مغیر من ج باطن بود قبل صلوٰۃ آن راز ازل گردند

نماز کو بجلوہ حر ہائے الہی حریم عظیم سمجھتے ہیں جس کے
دو دروازے ہیں ایک داخلی یعنی تکبیر احرام دوسرا
خارجی یعنی تسلیم جس میں اس کی بہت سی بارگاہیں
اور جگہیں ہیں ہر بارگاہ اور ہر جگہ میں ایک نیا جلوہ
ہے تاکہ دوست و آشنا جب دروازہ تکبیر سے داخل
ہوں تو پہلے بارگاہ قیام میں اس کے جلوہ کبریائی
سے مخطوط ہوں اور بات چیت و ملاقات کا فائدہ
اٹھائیں پھر بارگاہ رکوع میں آئیں اور اس کے
جلوہ عظمت سے تواضع و خضوع کا فائدہ اٹھائیں
اسی طرح اور تمام ارکان نماز میں سلام پھیرنے
تک تو اس شخص پر نہایت افسوس ہے جو ایسی جگہ
غافل ہو کر جائے اور اس کی زیارت اور حاجت
اور وہاں کی دعوتوں سے محروم رہے اور مہمات
محافظت نماز سے ایک یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے
اپنا دل دنیاوی کاموں سے جو باعث پریشانی
قلب ہوں فارغ و مطمئن کرے تاکہ نماز میں جو کچھ
پڑھے اس کا خیال رکھے بغیر اس نہ رہے
اور اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ جب
رات کا کھانا اور رات کی نماز کا ایک
ساتھ اتفاق ہو تو کھانا مفتہ کر دو
غرض نماز سے پہلے ہر چیز سے دل کو فارغ کر

| | |
|--|---|
| <p>در خبر است که لای دخل احدکم فی الصلوة و هو معطش ولا یصلین احدکم و هو غصبا و دیگر آن است که پیش از وقت باید که وضو سازد و در تقدیم سنت بر فرضیه احوال روا ندارد تا اگر اثرے از آثار کرد و رت و تفرقه بخت محاطت با خلق و صرف بعض اوقات در ضروریات بدل اورا یافته باشد بربک نور سنت بخیر دو باطن صلاحیت صلوة و شایستگی مناجات یا بدو طریق بهوب نجات الہی و زول برکات استنہای در فرضیه وسیع گردد دیگر آن کہ ترک جماعت نکند چہ کہ در خبر است کہ تفصیل صلوة الجماعۃ علی</p> | <p>حدیث میں ہے کہ یاس اور غصے میں نماز نہ پڑھو اور وقت سے پہلے وضو کر کے اسکے لیے مسعد ہو جسے اور فرض سے پہلے سنت پڑھ لینے میں سستی نہ کری تاکہ اگر لوگوں کی ملاقات یا ضروریات میں صرف اوقات کی وجہ سے جو پریشانی اوس کے دل میں ہو وہ نور سنت کی برکت سے جاتی رہے اور دل میں نماز کی حلاوت اور مناجات کی لیاقت پیدا ہو جائے اور نفحات الہی چلنے اور برکات نامتناہی کے نازل ہونے کی راہ وسیع ہو جائے دوسرے یہ کہ جماعت نہ چھوڑے کیونکہ حدیث میں ہے کہ نماز با جماعت تمنا کی نماز سے ستائیس درجہ افضل ہے تاکہ</p> |
| <p>صلوة المفرد سبع وعشرين حجة تافوس بواسطہ اجتماع امتزاجی و اخلاطی با یکدیگر پیدا یہ چنانکہ اگر رابطہ آن جمعیت قوت گیر با اتحاد و یگانگی اگرچہ مثل اعضا از یکدیگر متضاد و متعارض شوند بس ہمہ یکے باشند و یک ہمہ بنابرین اگر از ایشان یکے در سببیت از صلوة غافل و مقصر بود و دیگرے حاضر و مکمل اثر حضور حاضر حکم غفلت غافل زائل گرداند و صلوة ناقص و حکم کامل یابد و چندان کہ اہتمام خاطر بر رعایت استفادہ و تہت تکمیل صلوة بیشتر بود تعظیم صلوة در دل زیادہ باشد و فوائد و ثمرات</p> | <p>اس ذریعہ سے باہمی میل و جمل سپہا ہوا و پھر جب وہ رابطہ قوی ہو جائے تو بکثرت ہو جائے اگرچہ باہم مثل اعضا مختلف ہوں پس سب ایک ہونگے اور ایک سب اس لیے کہ اگر او نہیں سے کوئی بھی نماز کے کسی رکن میں غافل و مقصر ہوگا اور دوسرا حاضر و مکمل تو حضور حاضر کا اثر غفلت غافل کا حکم زائل کر دیگا اور اوس کی ناقص نماز کامل ہو جائے گی اور جس قدر اہتمام تکمیل نماز میں ہوگا اوسی قدر نماز کی تعظیم دل میں زیادہ ہوگی۔ اور اوس کے فوائد</p> |

| | |
|--|---|
| <p>آن بیشتر حاصل شوند پس باید کہ بوقت مبالغت در آن شروع نماید و دانند کہ حاضر کدام حضرت خواهد حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما عندما ہر گاہ کہ در صلوٰۃ رفتی رنگش متغیر گشتی خیابانچہ اور انشا خداوند سبب آن از وی پرسیدند</p> | <p>حاصل ہونگے لہذا خیالات کم کر کے اوسے شروع کرے اور جانے کہ کس کے سامنے جائیگا حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تھے تو ایسا رنگ بدل جاتا تھا کہ اون کو پہچان نہ پاتے تھے اسکا سبب اون سے</p> |
| <p>جواب داد کہ اندرون بین دیدی من اسرید اقف وجہ بصری گفتہ است ماذا یغیب علیک</p> | <p>پوچھا گیا فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ میں کس کے روبرو کھڑا ہوتا ہوں اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ</p> |
| <p>من امر دینک اذا هانت علیک صلواتک و بدان کہ نماز صورتاً و معنی نقد و نقاوۃ اعمال و صفاء احوال است و عمدہ دین و زبدہ تعین و کفارت خطیئات و مذہب سیئات کا الصلوٰۃ</p> | <p>جب نماز ہی کی تیری نگاہ میں وقت نہ ہوگی تو بھر اور کس شرعی بات کی عزت ہوگی جاننا چاہیے کہ نماز صورتاً و معنی نقد و خلاصہ اعمال و صفاء احوال اور گناہوں کا کفارہ اور برائیوں کی مدافع ہے گناہ</p> |
| <p>کفارتہ للخطایا فاقر و ما شئت من الحسنات یذہبن السیئات ذاک ذکرہ للذاکرین</p> | <p>خطاؤں کا کفارہ ہے پس جو بدل چاہے پڑھو بیشک</p> |
| <p>اجہایان برائیوں کو اور ایجاباتی ہیں ذکر کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے صرف مراقبہ و حضور مقصود ہے جو محض نماز برقوق نہیں اور اسی خیال سے اوٹھنے نے رسوم احکام کو کر دیا اور جناب و حرام کے ترکیب ہوئے ہم کو گمراہی سے بچائے اور ایک دوسرا گروہ ہے جو فضیلت و افضل کا منکر ہے وہ محض اوس تھوڑے لطف سے جو اون کو حالات سے حاصل ہوتا ہے اعمال نافلہ کم کر دیتے ہیں یہ لوگ اگرچہ</p> | <p>کے مقصود ازان جز مراقبہ و حضور نیست و حصول این غرض موقوف بر صلوٰۃ نہ ہونا بر این خیال مترکب جو رسوم احکام و رخصت حلال و حرام گردید نفع باللہ من الضلال و طائفہ دیگر ازل مقصود و فتور بعد از ادای فرایض انکار فضل و نوافل کردہ باندک رُوئے کہ از احوال می یا بند اہمال نوافل اعمال روائی دارند و این طائفہ ہر چند از صورت</p> |

خدا لال امین و سالم اند لیکن بسبب صفت حال در
 سخت تصور ماندہ اند و نہ است کہ اعمال قوالب
 صورت احوالند و احوال ارواح و معنی آن و کمال
 وجود ہر یک بدیگر سے مربوط و منوط و مادام تا علاقہ
 بشریت و رابطہ صورت در میان بود بندہ راز
 مراعات آن چارہ نہ بود و مہیا نہ اعیان وجود ہر
 یک را خاصیت است مخصوص بدو کہ در دیگر نہ توان
 یافت ہمچنین در صورت صلوة خاصیت است
 مخصوص بدو کہ در دیگر ادکار نہ توان یافت بلکہ در
 تحت ہر سیئۃ از ہیأت نماز خدای راستے حکمتی
 است کہ در غیر آن نہ توان یافت و اہل وجدان
 بطریق ذوق لذت آن را در نیامند و بدانکہ چون کسی
 خواہد کہ نماز شروع کند مسنون آنست کہ اگر فرض بود
 اقامت بتقدیم رساند و در عامۃ نماز شرط است کہ
 بقابل استقبال قبلہ کند و بقلب استقبال صاحب
 قبلہ و از شر و وساوس شیطانی و ہوا جس نفسانی پنا
 یحضرت ربانی برد و آہستہ قل اعوذ برب الناس
 بخواند و ہر دو دست برآرد چنانچہ ہر دو کف برابر
 ہر دو دوش باشند و ہر دو انگشت نزدیک ہر دو
 نرمہ گوش و سر ہائے انگشتان برابر ہر دو گوش
 باشند و نیت ادائے صلوٰۃ معینہ کن و اگر زبان

اگراد تو نہیں ہوتے لیکن بسبب ضعف حال قاصر البتہ
 ہوتے ہیں شاید وہ نہیں جانتے کہ اعمال احوال کے قوالب
 صورت ہیں اور حالات اون کے معانی و ارواح اور ہر
 ایک کا کمال دوسرے پر موقوف ہے جب تک علاقہ
 بشریت باقی ہے بندہ کو اوس کا لحاظ ضروری ہے
 اور جس طرح ہر چیز کی خاصیت اوس سے مخصوص ہے
 اسی طرح نماز کی خاص خاصیت اوسی سے مخصوص ہے
 اور ادکار میں نہیں پائی جاتی بلکہ ہر رکن نماز میں ایک
 خاص حکمت و راز الہی ہے جو دوسرے رکن میں نہیں
 پایا جاتا جس کی لذت اہل دل حضرات بطریق ذوق
 پاتے ہیں اور جب فرض نماز شروع کرے تو مسنون
 یہ ہے کہ پہلے اقامت کہے اور نماز میں عام
 شرط یہ ہے کہ جسم سے قبلہ کی طرف اور
 قلب سے صاحب قبلہ کی طرف متوجہ ہو و
 خدا سے وساوس شیطانی و ہوا جس
 نفسانی کے شر سے پناہ مانگے اور آہستہ
 دل میں قل اعوذ برب الناس پڑھے
 اور دونوں ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ ہتھیلیاں
 کندھوں کے برابر اور انگلیاں کانوں کی لو کے
 نزدیک اور انگلیوں کے سرے کانوں کے برابر ہوں
 اور نماز معینہ کی ادائیگی نیت کرے اور اگر زبان

| | |
|---|---|
| نیز گوید تمام تر بود مثلاً در نماز صبح گویا اصلی فرض | بھی کئے تو زیادہ بہتر ہے مثلاً نماز صبح میں کئے کہین |
| هذا الصبح وبعد نیت دستہ فرو گزار دو گویا اللہ | اس صبح کا فرض پڑھتا ہوں اور نیت کر کے ہاتھ |
| اکبر و نیت متعارف تکبیر باشد و در اللہ مدے | چھوڑ دے اور اللہ اکبر کے اور نیت تکبیر کے ساتھ ہو |
| رعایت کند و در ضمہ ہا اللہ مبالغہ نماید و میان ہا | اور اللہ میں مد کا لفظ رکھے اور اللہ کی ہا کے پیش |
| اکبر و را و الفی زیادت نہ کند و اور انجزوم گرداند و | میں مبالغہ نہ کرے اور اکبر کی ہا اور را میں الف نہ بڑھائے |
| در ارسال بدین از نفی احتراز نماید تا بر ہیئت قائ | اور اس کو مجزوم کیے اور ہاتھ چھوڑنے میں لباس |
| و خشوع بود و در حال تکبیر باید کہ مشاہد کبر یا حق بود | جھاڑنے سے پرہیز کرے تاکہ وقار و خشوع معلوم |
| و علامتش آن کہ خلق در نظر او حقیر و صغیر نماید و ہفتا | ہو اور بحالت تکبیر کبریائی حق کا مشاہدہ کرے جسکی |
| باطلاع ایشان بر حال خود ناز و تادار ز سر ہ | علامت یہ ہے کہ خلق اس کی نظر میں حقیر معلوم ہو |
| صادقان آید و رقم کذب بروی نہ کشیدہ شود و یہ | اور اپنے حال پر ان کے مطلع ہونے میں توجہ نہ کرتے تاکہ |
| در خبر است کہ ان المؤمن اذا قوضاً للصلوۃ | سجارتے اور چھوٹا نہ سمجھا جائے کیونکہ حدیث میں ہے کہ |
| تباعد عنه الشیطان فی اقطار الارض | مومن جب نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اس سے شیطان |
| لانہ یتاہب للدخول علی الملک فاذا کبر | دور بھاگ جاتا ہے کیونکہ وہ بادشاہ کے حضور میں جانے |
| حجب عنہ ابلیس و یضرب بینہ و بینہ | پر تیار ہوتا ہے اور جب تکبیر کرتا ہے شیطان اس سے حجب جاتا ہے |
| سرا و لا ینظر الیہ و واجہہ الملک یوحہ | اسکے اور اسکے درمیان پر پردہ پڑ جاتی ہے پھر فرشتہ اس کی طرف |
| واذا قال اللہ اکبر اطع الملک فی قلبہ فاذا | موجہ ہوتا ہے جب وہ اللہ اکبر کہتا ہے تو فرشتہ اس کا قلب پہنچتا ہے |
| راہ لیس فی قلبہ اکبر من اللہ عز وجل | اگر اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی بزرگی نہیں پاتا ہے |
| یقول صدقت اللہ تعالیٰ فی قلبک اکبر کا | تو کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا بیشک اللہ تعالیٰ کی بزرگی تیرے |
| تقول و یتشعشع من قلبہ نور یلحق مملکوت | قلب میں ہے پھر اس کے قلب سے ایسا نور چلکا ہے جو ملکوت |
| العرش و یکشف لہ بذلک النور مملکوت | عرش سے مل جاتا ہے اور اس نور سے دوسرے عجائبات آسمان |
| السموات و الارض و ینکتب لہ حسنات | وزمین کھل جاتے ہیں اور اسکے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں |

| | |
|--|---|
| وان الغافل الجاهل اذا قام الى الصلوة | اور غافل جاہل جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو |
| اصوحشته الشياطين كما يحترق الذباب | شیاطین اوس کے گرد اس طرح جمع ہو جاتے ہیں جیسے |
| على نقطة العسل فاذا اكبر اطلع الملك على | کھیان شہد کے قطرے پر جب وہ تکبیر کرتا ہے تو فرشتہ |
| قلبه فاذا كان في قلبه شيء عظم من الله | اوس کا قلب بکھتا ہے اگر اس کے قلب میں اس کے سوا |
| عنده فيقول له كذبت ليس الله تعالى في | کسی چیز کی عظمت ہوتی ہے تو وہ اوس سے کہتا ہے کہ |
| قلبك كما تقول فيثور من قلبه دخان | تو جھوٹ بولتا ہے اللہ کی بزرگی بڑی تیری قلب میں نہیں |
| يلجئ بالسماء فيكون حجابا لقلبه عن الملكوت | ہے جیسی کہ تو کہتا ہے شاید اس کے قلب سے دھواں اُٹھتا |
| فيزداد ذلك الحجاب صلابته ويلتقم | جو آسمان سے مل جاتا ہے اور اس کے قلب کے لیے ملکوت |
| الشیطان قلبه فلا يزال ينفتح فيه ينفت | سے حجاب ہو جاتا ہے اور وہ حجاب بڑھتا جاتا ہے اور |
| ويوسوس اليه حتى ينصرف من صلوته | شیطان اس کے قلب میں نش زنی کرتا اور نماز میں برابر |
| ولا يقبل مكان فيه انهي راول اعمال صلوة | اس کے قلب میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے جس سے اس کا |
| بل افضل ان تكبير احرام است چنانکہ خید رجوید | عمل مقبول نہیں ہوتا انتہی اور اول بلکہ افضل اعمال |
| لكل شی صغوة وصغوة الصلوة التكبیر الاول | نماز تکبیر تحریمہ ہے چنانچہ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ ہر |
| وسب ان است کہ تكبیر اول موضع نیت است | چیز کا ایک خلاصہ ہے اور خلاصہ نماز تکبیر اول ہے |
| ونیت جان عمل دہر گاہ کہ نیت خالصا لوجه اللہ | جس کا سبب یہ ہے کہ تکبیر اولی موضع نیت ہی اور نیت |
| بود حکم ان براجزاء عمل ریختہ شود و اگر بواسطہ القا | جان عمل ہے اور جب نیت خالص خدا کے لیے ہوگی |
| شیطان وسوسوں یان در عمل خلل افتد تاثیرے | تو اوس کا اثر عمل پر پڑیگا اگر عمل میں بوجہ سہو و |
| نہ تجتد و بعد از تکبیر و ارسال یدین باید کہ دستا | نسیان و وسوسہ شیطان خلل پڑیگا تو اثر نہوگا |
| پیش گیر و دست راست بردست چپ زیر ناست | پھر بعد تکبیر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناست کے نیچے |
| بہند و انگشت سیم و وسطی با ساعد چپ بکشد و | رکھے اور کلہ والی اور بیچ کی اونگلی کو بائیں کلائی پر |
| بستہ انگشت دیگر طرفین سراساعد بگیر و سر دیش کلند | رکھے اور باقی تین اونگلیوں سے کلائی پکڑے اور جھکا کر |

| | |
|--|--|
| نکاحہ سجدہ کی جگہ پر رکھے اور سیدھا کھڑا ہوا دونوں میں کچھ خمیدگی نہ ہو اور دونوں بیرون کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھے اور دونوں بیرون پر یکساں بوجھ ڈالے اور ایک پیر اٹھائے نہ رہے اور ایک پیر دوسرے پیر سے ملے کیونکہ شرعاً ایک پیر اٹھانا اور دونوں پیر ملنا منافی ہے اور جب اس طرح کچھ ہو تو انی وجہت وجہی للذی | و نظریہ موضع سجود دارد و چنان بایستد کہ قاش منتصب و مستقیم باشد در سر پای زانو چپ خمیدگی نہ بود و بین القدمین بمقدار چهار انگشت کشوده دارد و اعما و بر قد میں یکسان کند و یک پای بر دیگر دو ہر دو قدم بید لگ باز نہند چہ شریعت از ضیق یعنی یک پای برداشتن و صفہ یعنی ہر دو قدم ہم پیوستن نہی فرمود است و چون برین ہیئت بایستد بگوید انی وجہت وجہی للذی |
| فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلواتی وشکلی وحمیای و ممالکی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین کہے اور فرایض میں اگر وقت زیادہ نہ ہو تو اتنے ہی پر کفایت کرے اور اگر ہو تو آیت توبہ پڑھنے کے بعد دعا رسیحانک اللہم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک لا الہ غیرک | فطر السموات والارض حنیفاً و ما انا من المشرکین ان صلواتی و شکلی و حمیای عماقی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذلک امرت وانا من المسلمین و در مقدمہ تلاوت برین قدر اگر مجال تطویل نہ باشد در زیر ایضاً کند و اگر مجال ہو بعد از خواندن آیت توبہ دعا رسیحانک بخواند و بگوید سبحانک اللہم بحمدک تبارک اسمک و تعالیٰ جدک و لا الہ غیرک اللہم انت المملک لا الہ الا انت ربی و انا عبدک ظلمت نفسی و اعترفت بذنوبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت واحد فی الاحسن الاخلاق فانہ لا یمدنی لاحسنہا الا انت و اصرحت عنی سمیاً فانہ |

| | |
|---|---|
| لا یصوغ فی سبغها الا انت لبیک سیدک | سبغها فانہ لا یصوغ فی سبغها الا انت لبیک |
| والخیر کلہ بیدیک والشر لیس الیک انک | سیدک والخیر کلہ بیدیک والشر لیس الیک انک |
| والیک تبارکت وتعالیت استغفرک | والیک تبارکت وتعالیت استغفرک |
| اتوب الیک عوف باللہ من الشیطان الرجیم | اتوب الیک عوف باللہ من الشیطان الرجیم |
| بسم اللہ الرحمن الرحیم و بعد سورہ فاتحہ ہر چہ | اور بعد سورہ فاتحہ جو سورہ چاہے پڑھ اور |
| نواہر بخواند و باید کہ در تلاوت حاضر باشد و کپس | تلاوت بخنور قلب کرے اور اوس کے معانی سوچے |
| تلاوت کند معانی آن را از سر حضور تدبر نماید یا | تاکہ جو کچھ زبان سے کہے وہی دل میں ہو کیونکہ |
| نطق لسان کہ ترجمان دل است حاکی نطق دل باشد | اعتبار دل کا ہے نہ زبان کا اگر زبان دل کی ترجمان |
| چہ اعتبار نطق دل است نہ بہ نطق زبان پس اگر | نہ ہوگی تو نمازی بطریق مناجات نہ حق سبحانہ سے منکمل |
| نطق زبان ترجمان نطق دل نہ باشد مصلی نہ منکمل بود | ہوگا اور نہ بطریق فہم اہل حضور ستمع اور آریا بہ قرب |
| بطریق مناجات با حق سبحانہ و نہ ستمع بطریق فہم | کلام الہی سنسنے میں تین حال کے جامع ہوتی ہیں |
| از اہل حضور تام و آریا بہ قرب در ستمع کلام الہی | جو ادرون میں متفرق اور ان میں یکجا ہوتے ہیں۔ |
| ستمع سہ حال باشند کہ آن ہر سہ در دیگران متفرق | ایک عالم ملک کے ظاہر معانی کا مطالعہ جو |
| بود و در ایشان مجموع یکے مطالعہ معانی ظاہرہ از | خاص غذا می نفس ہے تاکہ اوس کی باتون کے |
| عالم ملک و آن خاص قوت نفس بود تا بجائے | قائم مقام ہوں دروس عالم ملکوت کے معانی باطنہ |
| حدیث وی بایست در و ملاحظہ معنی باطنہ از | کا ملاحظہ جو خاص غذا می قلب ہے تاکہ وہ اوسکو عالم |
| عالم ملکوت و آن خاص قوت قلب باشد تا او را | ملک کی طرف متوجہ ہونے سے روکیں۔ تیسرے |
| از لغات بعالم ملک مانع باشد سوم مشاہدہ غفلت | غفلت عالم جبروت کا مشاہدہ جو خاص غذا |
| منکمل از عالم جبروت و آن خاص قوت روح باشد | روح ہے تاکہ اوس کو ماسوی اللہ کی طرف |
| تا اولیٰ از لغات ہما سوی اللہ نگاہ دارد و بجائے | متوجہ ہونے سے بچائے اور روح کو دریاے |
| رشد کہ روح در بحر شہود و بچنان غرق شود کہ مصلی از | شہود میں ایسا غرق کرے کہ نمازی کا |

احساس غائب گرد و چنانچہ حکایت است کہ روز
 مسلم بن یسار در مسجدی بصرہ نماز میگذارد ناگاہ ستون
 بیفتاد جمله اہل بصرہ از افتادن آن خبر یافتند و او
 در مسجد از آن واقعہ بے خبر بود و یحییٰ بن شیخ علی بن
 سهل صوفی اصفہانی رح وقتی در خانہ نمازی گذارد
 یکے از کنیزکان از ناگاہ در چاہ افتاد مردمان خانہ
 فریاد برآوردند ہمہ ایگان جمع شدہ اورا از چاہ کشیدند
 شیخ از آن حادثہ شہر بماند تا وقتی کہ از نماز فارغ نشد
 و چون از قراوت فارغ شود باید کہ زمانہ فرار گیرد
 آنگاہ بر کوع رود و باید کہ در کوع قامت خمیدہ دارد
 و گردن و پشت راست بکشد و ہر دو کف دست
 با کشادگی نگہستان بر سر ہر دو زانو نہند و نگذارد کہ
 زانو خمیدہ گردد و نصف اسفل بر حالت قیام مستقیم
 دارد و نظریش قدم کند و چون در کوع قرار گیرد
 بار گوید سبحان ربی العظیم و اگر ہفت بار گوید
 تا متر بود و چون سر از کوع بردارد گوید سمع اللہ
 لمن حمدہ و چون راست بایستد گوید سبحان
 للہ الحمد پس تکبیر گویان بسجود و وادل اعضا
 اسافل بر زمین ہند پس عالی یعنی اول سترانو
 بر زمین ہند پس دست پس پیشانی و بینی و در سجود
 چشمہا شودہ دارد و نظریہ سر بر زمین کند و ہر دو کف دست

احساس غائب ہو جائے چنانچہ حکایت ہے کہ
 ایک روز مسلم بن یسار مسجدی بصرہ میں نماز پڑھ رہا
 تھے اتفاقاً ایک ستون گر اسب کو اسکا گنا معلوم
 ہو گیا مگر اودن کو خبر نہ ہوئی اسی طرح حضرت شیخ علی
 بن سهل اصفہانی ایک مرتبہ گھر میں نماز پڑھ رہے
 تھے اونکی زیدی کنوین میں گر پڑی گھر والوں نے
 غل مچایا حملہ والوں نے آکر اسے کنوین سے نکالا
 مگر وہ جب تک نماز سے فارغ نہ ہوئے اونکو معلوم نہوا
 اور جب قنات سے فارغ ہو تو کچھ دیر گھر کو رکوع میں
 جائے اور قد کو خوب جھکائے اور گردن و پیٹ سیدھی
 رکھے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اوٹکیاں کھول کر
 زانو دھ پر رکھے اور زانو جھکنے نہ دے اور سچے کا ہر سیدھا
 رکھے اور نظر قدم پر رکھے اور رکوع میں تین بار سبحان
 ربی العظیم کہے اور اگر سات بار کہے تو زیادہ بہتر
 ہے پھر رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن
 حمدہ کہے اور جب سیدھا کھڑا ہو تو ربتنا
 للہ الحمد کہے پھر تکبیر اٹھا ہوا سجد
 میں جائے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے۔ پھر
 ہاتھ اور پیشانی و ناک۔ اور سجدے میں آنکھیں
 کھلی رکھے اور نگاہ ناک کی نوک
 پر رکھے اور ہاتھ کی ہتھیلیاں۔

برہنہ بر مصلیٰ ہند و سراسر است در میان ہر دو دست
 دار و چنانکہ اگر از زمرہ ہر دو گوش آبی چکد بر سر
 انگشتان مصلی افتد و دستہا برابر بر دوش بزمین
 ہند و سر مرفق بر پہلو باز نہند و انگشتان قبلہ روداد
 بہم پیوستہ و ساعد بزمین گستراند و سہ بار بگوید
 سبحان ربی الاعلیٰ و اگر ہفت بار بگوید تا متر بود
 و در حال سجود نفس خود را بنید در حضرت حق سبحانہ بر
 خاک افتادہ و طائفہ از اہل کشف و عیان در حال
 سجود و حقیقت موصوف شوند و وجوہ علیہ کائنات
 علوی و سفلی در نور شہود ذات واحد تجوید بیند و مثال
 محو شدن سایہ در نور آفتاب و خود را در فضای
 فنا بر حاشیہ ردای عظمت الہی در سجود بیند و این طائفہ
 بسبب فنا از ہیبت عظمت ذات تاثر نہ شوند
 لاجرم در عین انس باشند متخلع از لباس تذلل و
 تواضع و طائفہ اول بسبب بقا و وجود و از ہیبت
 عظمت متاثر شوند و تذلل و تواضع شعاع حال ایشان
 بود و درای این دو طائفہ طایفہ باشند کہ بہت
 انصاف بقا بعد از فنا انس و ہیبت در ایشان
 جمع بود و قلب و نفس متواضع و متذلل باشند و
 علت آن مشاہدہ نامرہیبت جلال است در روح
 سرترقی و بسبب آن طائفہ نور انس جمال است پس
 مصلی پر کھلی رکھے اور ہاتھوں کے در میان
 میں سر ایسا سیدھا رکھے کہ اگر کان کی کو سے
 پانی ٹپکے تو اس کی انگلیوں پر پڑے اور ہاتھوں
 کو کندھے کی برابر زمین پر اور کہنی کا سہا پہلو
 پر اور انگلیاں قبلہ رو ملی ہوئی رکھے اور کلائی
 زمین پر بچھا دے اور نین بار سبحان دینی الاعلیٰ
 کہے اور اگر سات بار کہے تو زیادہ بہتر ہے اور سجدہ
 میں اپنے آپ کو خدا کے سامنے زمین پر پڑا کیجیے
 ایک گروہ صاحب کشف سجدے میں حقیقت
 سجدہ سے موصوف ہو کر تمام کائنات علوی
 و سفلی کو ذات واحد کے نور شہود میں محو اور اپنے
 آپ کو عظمت الہی میں فنا دیکھتا ہے اور بسبب
 فنا عظمت ذات کی ہیبت سے متاثر نہیں ہوتا
 لہذا وجہ انس متذلل و متواضع نہیں ہوتا اور
 پہلا گروہ بسبب بقا و وجود ہیبت عظمت سے
 متاثر ہو کر متذلل و متواضع ہوتا ہے۔ اور ان
 گروہوں کے علاوہ ایک گروہ وہ ہے جو
 بسبب بقا بعد از فنا سے موصوف ہونے کے
 بیاطن انس و ہیبت اور بظاہر تواضع و تذلل
 کا جامع ہوتا ہے اس کا سبب اتنی ہیبت جلال
 کا مشاہدہ اور اس کا سبب نور انس جمال کا مطالعہ ہے

شرائط چھکانہ اول طہارت بدن و لباس صلی
جہای نماز دوم ستر عورت سوم علم بدخول وقت
صلوۃ موقتہ چہارم استقبال قبلہ پنجم نیت و امارکان
پس ہنگامہ ہستند تکبیر احرام و قیام و رفرایض اگر
مقدور بود و قرائت و رکوع و سجود و جلوس اخیر برآ
تشمہ و قبل خود خر و ج مصلیٰ از نماز و بجز این چیز
در سابق یاد کردہ شد از سہیت قوی و فعلی و صلوۃ
مثلاً طمانینت و تعدیل ارکان و قومہ بعد رکوع و
جلسہ بین السجدین و صلوۃ بر نبی صلعم و غیرہ بعضی
از واجبات نماز و بعضی از سنن و آداب اند یا کمالیہ
صلوۃ بعضی مفروضات اند کہ بندہ بہ ترک آن معاف
بود و بعضی فعلی آن مثلاً بعضی مستنونات کہ بہ ترک آن
عقاب لازم نمی شود و بعضی ثواب حاصل گردد
و صلوۃ مفروضہ باشد یا سنونہ و موقتہ یا شد یا
غیر موقتہ و موقتہ پنج اندیکہ صلوۃ صبح و وقت آن اند
طلوع صبح صادق است تا طلوع آفتاب دوم صلوۃ
ظہر و وقت آن از زوال آفتاب تا انگاہ کہ سایہ
ہر چیز مثل آن شود و بجز سایہ صلی و بردایت دیگر فیکہ
رو چند شود سایہ زمین صحیح و منقطع بہ است سوم صلوۃ
عصر و وقت آن بعد از ظہر است تا غروب آفتاب
چہارم صلوۃ مغرب و وقت آن از غروب آفتاب

اور شرائط پانچمین اول طہارت جسم و لباس نمازی
و جائے نماز دوم ستر عورت تیسرے نماز کا وقت
آنے کا علم چوتھے قبلہ رو ہونا پانچمین نیت۔ اور ارکان
ساتھین تکبیر تحریر اور فرائض میں قیام اگر مقدور ہوا
قراوت اور رکوع اور سجدے اور جلسہ اخیرہ تشہد اور نماز
سے فارغ ہونا اور ان کے علاوہ وہ امور قوی و فعلی جو
بیان ہو چکے مثلاً ارکان میں اطمینان و تعدیل اور رکوع
کے بعد قیام اور دونوں سجدوں کے درمیان میں جلسہ
اور آنحضرت صلعم پر درود بھیجنا وغیرہ بعضی واجبات
نماز ہیں اور بعض سنن و آداب غرض کہ نماز میں بعض
مفروضات ہیں جنکے چھوڑنے سے بندہ گنہگار ہوتا اور
ادانے کرنے پر ثواب پاتا ہے اور بعض مستنونات ہیں جن کے
چھوڑنے پر عذاب ضروری نہیں مگر اوسکے کرنے پر ثواب ملتا
ہے۔ اور نماز مفروضہ ہے یا سنونہ اور موقتہ ہے یا غیر موقتہ
موقتہ پانچ ہیں ایک نماز صبح جس کا وقت صبح صادق
سے آفتاب نکلنے تک ہے دوسری نماز ظہر جب کا وقت
بعد دوپہر کے اوس وقت تک ہے کہ جب تک ہر چیز کا
سایہ اوس کے مثل نہ ہو جائے سایہ صلی کے سوا اور ایک
روایت میں جب سایہ دو گنا ہو جا اوس پر فتوے ہے
تیسری نماز عصر جس کا وقت بعد ظہر سے غروب آفتاب
تک ہے چوتھی نماز مغرب جب کا وقت آفتاب ڈوبنے سے

نماز وال شفق احمد بن حنبل صلوٰۃ عشا ووقت آن بولے
 مغرب است تا طلوع صبح صادق وغیر موقتہ سہ اند
 قضا و فرضیہ فایہ و صلوٰۃ مندورہ و صلوٰۃ جنازہ
 و اما صلوٰۃ مسنونہ دو نوع اند موقتہ وغیر موقتہ و ان
 نام محصور است اما موقتہ یا راتبہ بود یا غیر راتبہ راتبہ
 آن کہ بر فرض مرتب باشد وغیر راتبہ آن کہ بر فرض
 مرتب نہ باشد و راتبہ پنج اند بعد و فرضیہ راتبہ
 صبح و آن دو رکعت نماز است پیش از فرض و راتبہ
 ظهر و آن شش رکعت است چہا پیش از فرض و دو
 بعد از ان و راتبہ عصر و آن چہار رکعت است پیش از
 فرض و راتبہ مغرب و آن دو رکعت است بعد از فرض
 و راتبہ عشا و آن دو رکعت است بعد از فرضیہ و اما
 غیر راتبہ چہا راند تجد و نماز اشراق و نماز چاشت و
 نماز زوال اما نماز تجد ہشت رکعت است یا دوازہ
 بعد از نصف شب و ادب آنست کہ چون از خواب
 برخیزد پیش از ان کہ لوح خاطر بصورت فکرے یا ذکر
 کہ بغیر حق تعلق دارد و صورت و نقش گرد صورت ذکر
 آگہی و فکر آلائی نامتناہی نقش نگین دل و گرد و چہ
 اندرون بندہ در حال بیداری از خواب خالی و
 صافی بود از جملہ نقوش و بظہارت فطرت اولی
 راجع گشتہ پس ہر گاہ کہ بذکر حق سبحانہ تعالیٰ مشغول

شفق غایب ہونے تک ہے پانچویں نماز شاہجس کا
 وقت بعد مغرب سے طلوع صبح صادق تک ہے اور غیر
 موقتہ تین ہیں قضا و فرضیہ فایہ و نماز مندورہ و نماز
 جنازہ اور نماز مسنونہ کی دو قسم ہیں موقتہ اور غیر موقتہ
 جو بے شمار ہیں اور موقتہ یا راتبہ ہیں یا غیر راتبہ راتبہ
 ہیں جو کسی فرض کے ساتھ ہوں اور غیر راتبہ وہ جو کسی فرض
 کے ساتھ نہ ہوں اور راتبہ فرض کی طرح پانچ ہیں راتبہ
 صبح جو دو رکعت نماز فرض سے پہلے ہیں اور راتبہ ظہر جو
 چھ رکعتیں ہیں چار فرض سے پہلے اور دو فرض کے بعد
 اور راتبہ عصر چار رکعتیں ہیں فرض سے پہلے اور راتبہ
 مغرب دو رکعتیں ہیں فرض کے بعد اور راتبہ عشا
 دو رکعتیں ہیں فرض کے بعد اور غیر راتبہ چار ہیں تجد و
 اشراق و چاشت و زوال اور نماز تجد کی آٹھ یا بارہ
 رکعتیں ہیں آدمی رات کے بعد اور اوس کا
 ادب یہ ہے کہ جب سیر کر اٹھے تو قبل اس کے
 کہ دل میں کسی فکر یا ذکر متعلقہ بغیر حق کا خیال
 پیدا ہو خدا کے ذکر اور اوس کے صفات نامتناہی
 کی فکر اپنے دل میں پیدا کرے کیونکہ بندہ کا
 دل سوا دھک تمام نقوش سے خالی و
 صاف اور ظہارت فطرت اولی کی طہارت
 راجع ہوتا ہے تو جب خدا کی یاد سے محو ہوتا ہے

تو نور فطرت قائم رہتا ہے کیونکہ نماز تہجد میں
فیضان الہی خوب ہوتا ہے اوس وقت الحمد
للہ الذی کہ اور سورہ آل عمران کا آخر رکوع
پڑھے پھر وضو کرے تاکہ نور ذکر اور تلاوت اور
وضو سے ظلمت و کدورت خواب کا اثر جاتا رہے
اور وضو کے بعد پہلے دو رکعت نماز تحیت الوضو
پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ ولو انھما اذ
ظلموا انفسہما جاءوا لک فاستغفرا اللہ آخر
آیت تک پڑھے اور دوسری رکعت میں ومن
یعمل سوءا او یظلم نفسه ثم یستغفر اللہ
اور جب سلام پھیرے تو کئی بار استغفار کرے اور دو
ہلکی رکعتیں آیت الکرسی اور آمن الرسول کے
ساتھ پڑھے پھر دو لانی رکعتیں پڑھے اور بہ تدبر
اوس کے بعد والی رکعتوں کو چھوٹی کرتا جائے
بیان تک کہ آٹھون رکعتیں پوری ہو جائیں اور
اس نماز تہجد کے مختلف طریقے ہیں جو ناظرین کتب مخفی
ہنیں بیان اسی ایک طریقہ پر اکتفا کیا جائے اور اگر شب بیدار
کی عادت ہو تو بہتر یہ ہے کہ نماز تہجد کے بعد وتر پڑھے
آدمی یا تہائی یا جو تہائی رات میں نماز تہجد
پڑھنا مستحب ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یا ایھا الذین امنوا

اور فطرت اور برقرار ماند چہ کہ در صلوٰۃ تہجد طریق
طریق نجات الہی وسیع می گردد پس باید کہ آن
وقت الحمد للہ الذی حیانا بعد ما امانتنا
والیہ النشور بگوید و عشرہ آخر از آل عمران بخواند
و وضو بکند تا بہ نور ذکر و تلاوت و وضو از ظلمت
و کدورت خواب مرفیع شود و بعد از وضو نخست
دو رکعت نماز تحیت الوضو بگذارد و در رکعت اول
بعد فاتحہ ولو انھما اذ ظلموا انفسہما جاءوا لک فاستغفروا
تا آخر آیت بخواند و در رکعت دوم ومن یعمل
سوءا او یظلم نفسه ثم یستغفر اللہ بخواند
سلام باز و بد چند بار استغفار کند پس بہ نماز تہجد
مشغول شود و دو رکعت سبک یا تہ الکرسی آمن الرسول
بگذارد پس دو رکعت دراز بگذارد و بہ تدبر چہ ہر دو
رکعت کہ بجا از ان گذارد کہ تا نہ کند تا ہشت رکعت
تمام کند یا دو از وہ و طرق نماز تہجد متفاوت اند
چنانکہ بر ناظر کتب مخفی نیست این جا بہین طریقہ
اکتفا رفت و اگر بر قیام شب معاد بود او نے
چنان بود کہ نماز وتر بعد از تہجد بگذارد و مستحب است
کہ بعد نصف شب یا ثلث بہ نماز تہجد مشغول شود
چنانکہ حق تعالیٰ آنحضرت صلیم فرمود کہ یا ایھا
المنزل قم اللیل الا قلیلا نصفہ و انقص

قلیلا اوزد علیہ پس اولے آن کہ ثلث خواب
 کند نصف بر خیزد و سد سے در آخر شب بخسپ
 یا نصف از اول بخسپ و ثلث بر خیزد و سد سے
 در آخر بخسپ یا سد سے از اول بخسپ و سد سے از
 در آخر در ثلث در میان شب بر خیزد بعضی متطشان
 از غایت شوق و قلعش اوقات شب استغرق قیام
 اگر اندیدہ اند چنانکہ شیخ ابوطالب مکی در کتاب
 قوت القلوب ازین طائفہ چہل کس از تابعین
 شمرده است کہ ایشان نماز صبح بوضو و عشا گزارده
 اکاتب الحرمہ گوید کہ از ثقات شنیدہ ام کہ حضرت
 مرشدی و جد ابی مولیٰ الشیخ و اثاب شاہ
 تراب علی قلندر قدس شریف شش سال یکایک نماز
 نماز صبح بوضو عشا گزارده اند و این حال کس را
 سلم بود کہ نفس او از سر نشاء و شدت زدوق و
 لذت اجابا شب طاعت تواند کرد و الا تکلیف
 بخلف انجامد و نفس الذت عبادت نماز بلکہ از
 کارہ شود در زمانہ آنحضرت صلعم زنی بود کہ بہ
 شب نماز خواندہ و چون خواب بر وی غلبہ
 کردہ خود را بر بیان در آویختہ تا خواب منافع
 گردد این خبر بحضرت رسالت رسانیدند از ان نہی
 فرمود و گفت ای جمل احدکم من اللیل ما تیسر

تو بہتر یہ ہے کہ ایک تہائی سوئے اور ایک نصف
 جاگے اور ایک سدس آخرات میں سوئے یا شروع میں
 ایک نصف سوئے اور ثلث میں جاگے اور ایک سدس
 آخر سوئے یا پہلے ایک سدس سوئے اور آخر میں ایک
 سدس اسیچ میں دو ثلث جاگے اور بعض ثلث کلام
 انہائے شوق سے تمام رات بگتے ہیں چنانچہ حضرت
 شیخ ابوطالب مکی نے قوت القلوب میں ایسے چالیس تابعین
 ذکر کیے ہیں جو صبح کی نماز رات کے وضو سے بڑھتے تھے
 میں نے بھی معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت مرشدی
 و مولای شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ الاطہر نے
 بھی تقریباً چھ سال صبح کی نماز عشا کے وضو سے
 بڑھی ہے مگر یہ حال اسکے لیے درست ہے جب کہ نفس
 بخوشی و شوق و شدت زدوق و لذت شب بیداری
 کر سکے ورنہ محض تکلیف و تکلف ہوگا اور نفس کو لذت عبادت
 نہ ملے گی بلکہ وہ اس سے کراہت کرے گا آنحضرت صلعم کے
 زمانہ میں ایک عورت تھی جو تمام رات نماز پڑھتی
 تھی اور جب نیند غالب ہوتی تھی تو اپنے آب کو
 رسی میں لٹکا دیتی تھی تاکہ نیند جاتی رہے جب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معلوم
 ہوا تو آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ رات کو
 اوس وقت تک نماز پڑھو جب تک جاگ سکو

فاذا غلبت النوم فليتم بالحلمه طوبت قیام
 باندک و بیا فضیلت تمام دارد در خبر است کہ
 من صلی باللیل حسن وجهہ بالبحار و اقبل
 استجاب آنت کہ قیام شب از سدسی کمتر نشا
 و از جمله اسباب یاری و سہزہ بر قیام شب یکی
 آنت کہ نزدیک غروب آفتاب تجدید وضو
 کند و استقبال قبلہ نشیند منظر نماز و انواع اذکار
 خصوصاً تسبیح و استغفار مشغول شود و اگر آنکہ
 بین العشاءین بہ نماز یا تلاوت یا ذکر موصلاً گند
 تا اثر کرد و رت مخالطت با خلق و مطالعہ الاول
 و سماع کلام ایشان کہ بروز در باطن حادث شدہ
 باشد بر خیزد و دیگر آن کہ بعد از صلوۃ عشاء سخن
 نہ گوید خصوصاً از سر غفلت و کلام فضول تا طراوت
 نوری کہ بموصالت عشاءین حاصل شدہ یا
 زایل نگردد دیگر آنکہ بعد از عشاء تجدید وضو کند
 درین وقت وضو را در مسیر قیام شب اثر
 تمام است دیگر غفلت معده از طعام تا نقل طعام
 و کہ ورت آن از قیام شب مانع نہ گردد دیگر آنکہ
 یوقت خواب بطمارت باشد و آبی ضوہیا دارد
 تا نفس ابر خاستن از خواب آسان بود دیگر آن کہ
 بعد از نماز چاشت تخلیہ نہ کند تا کالات قوائین

جب نیند غالب آئے تو سو رہو غرض کہ شب بیداری
 کی بہت فضیلت ہے حدیث میں ہے کہ جس نے
 رات میں نماز پڑھی وہ دن میں خوش رہا اور کم
 کم مستحب یہ ہے کہ شب بیداری سدس سے کم نہو اور
 شب بیداری پر مدد دینے والے اسباب میں سے ایک
 سبب یہ ہے کہ غروب کے قریب کے وقت نیا وضو استقبال
 شب کے لیے کرے اور منظر نماز قبلہ رو بیٹھے اور اذکار
 خصوصاً تسبیح و استغفار میں مشغول ہو دوسرے یہ کہ
 دونوں عشاءین کو نماز یا تلاوت یا ذکر سے ملا دے
 تاکہ لوگوں سے ملنے یا ادا کی باتوں کے اثر سے
 دل میں جو کہ ورت پیدا ہوگئی ہو وہ جاتی رہے
 اور بعد نماز عشاء فضول بات نہ کرے خصوصاً
 غفلت سے تاکہ وہ نور اغیث جو عشاءین کے
 ملانے سے حاصل ہوئی ہو موزائل نہو اور بعد
 عشاء نیا وضو کرے اس وقت کے وضو کو شب بیداری
 آسان کرنے میں خاص اثر ہے اور کھانے سے
 معده ہلکا ہو تاکہ کھانے کی گرانی و کہ ورت
 شب بیداری سے مانع نہ ہو اور سونے وقت
 پاک ہو اور وضو کے لیے پانی رکھ لے تاکہ سو کر
 اور ٹھننے میں زیادہ آسانی ہو اور بعد نماز
 چاشت قیلولہ کرے تاکہ بدن کی سستی

| | |
|---|--|
| بدان رفع شود و بقیام شب معاونت یابد و نماز اشراق پس دو رکعت است تا چار رکعت از حضور بگذارد و بنیت شکر نعمت های حق بجا نهد که در ان شبانه روزی بوی رسیده در رکعت اول بعد از فاتحه آیه الکرسی بخواند و در دوم امن الرسول و الله | رفع ہو جائے اور رات کے جاگنے پر مدد ملے اور نماز اشراق کی دو رکعت اور چار رکعتیں ہیں حضور قلب سے پڑھے حق تعالیٰ کی اون نعمتون کے شکر یہ میں جو اوس روز اوس پر ہو میں پہلی رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں امن الرسول اور الله نور |
| نور السموات والارض تا والله بكل شیء علیم و چون سلام یازدهمین دعا بخواند اللهم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکره ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر یبدغیری و اصبح | السموات والارض والله بكل شیء علیم تک - اور جب سلام پھیرے تو یہ دعا پڑھے اللهم انی اصبح لا استطیع دفع ما اکره ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر یبدغیری |
| مرتضاً بعلی فلا فقیر فقرتی الخ بعد از ان دو رکعت دیگر بگذارد و بنیت استغاثہ از شر ان روز و شب در رکعت اول قل اعوذ برب | واصبحت مرتضاً بعلی فلا فقیر فقرتی پھر دو رکعت اور بنیت استغاثہ پڑھے پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں قل |
| الخلق و در دوم قل اعوذ برب الناس بخواند و چون سلام یازدهمین دعا بخواند اللهم انی اعوذ باسمک و کلمات التامّة من شر السامة والهاامة واعوذ باسمک | اعوذ برب الناس اور جب سلام پھیرے تو یہ دعا پڑھے اللهم انی اعوذ باسمک و کلمات التامّة من شر السامة والهاامة واعوذ باسمک و کلمات |
| و کلمات التامّة من شر الشیطان الرحیم اللهم انی اعوذ باسمک و کلمات التامّة من شر ما یجرى به اللیل والنهار ان ربی الله الذی لا اله الا هو علیہ توکلت | و کلمات التامّة من شر السامة والهاامة واعوذ باسمک و کلمات التامّة من شر ما یجرى به اللیل والنهار ان ربی الله الذی لا اله الا هو پھر دو رکعت |
| وهو رب العرش العظیم پس دو رکعت دیگر | ان ربی الله الذی لا اله الا هو پھر دو رکعت |

| | |
|--|--|
| بگذارد بنیت استخاره در جمیع احوال و اقوال و | بنیت استخاره پڑھے پہلی رکعت میں قل یا |
| افعال در اول قل یا ایہا الکافرون بخواند | ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں |
| در دوم قل هو الله و چون سلام باز دہد | قل هو الله اور جب سلام پھیرے تو یہ دعا |
| این دعا بخواند اللهم انی استخیرک بعلمک | پڑھے کہ اللهم انی استخیرک بعلمک |
| و استقدرک بقدرتک و اسألت من | و استقدرک بقدرتک و اسألت من |
| فضلتک العظیم فانک تقدر و لا اقدر | من فضلتک العظیم فانک تقدر |
| و تعلم و لا اعلم و انت علام الغیوب | و لا اقدر و تعلم و لا اعلم و انت |
| اللهم اجعل فی کل قول و عمل ارید | علام الغیوب اللهم اجعل فی |
| فی هذا الیوم خیرا لی فی دینی و معاشی | کل قول و عمل ارید فی هذا الیوم |
| و معادی و عاقبة امری و اصر و عفی | خیرا لی فی دینی و معاشی و معادی |
| شر هذا الیوم و اقدر لی الخیر حیث کان | و عاقبة امری و اصر و عفی شر |
| یس در رکعت دیگر بگذارد بجهت طلب محبت | هذا الیوم و اقدر لی الخیر حیث |
| آئی در اول اذا وقعت الواقعة بخواند در | کان پھر در رکعت طلب محبت آئی کے |
| دوم سبح اسم و چون سلام باز دہد بگوید اللهم | لیے پڑھے پہلی رکعت میں اذا وقعت |
| صل علی محمد و علی آل محمد و اجعل | الواقعة اور دوسری رکعت میں سبح |
| حبک احب الاشیاء الی و خشیتک | اسم اور جب سلام پھیرے تو کہے اللهم |
| اخوف الاشیاء عندی و اقطع عفی | صل علی محمد و اجعل حبک احب الاشیاء |
| حاجات الدنیا یا الشوق الی لقاءک و لا | الی و خشیتک اخوف الاشیاء عندی |
| نماز چاشت بہشت رکعت بتائی بگذارد در و دریا | و اقطع عفی حاجات الدنیا ثم اور نماز چاشت |
| ہر دو رکعت زمانے توقف کند و سبت و پنج بار | آٹھ رکعت آہستہ پڑھے اور ہر دو گانے کے بعد کچھ پڑھے |
| بگوید سبحان الله و الحمد لله و لا اله الا الله | اور یکس بار سبحان الله و الحمد لله ثم کہے |

والله اکبر و در در کت از ان و الشمس و صبحها
و الضحیٰ بخواند انتہی و باید دانست کہ چاشت
فارسی ضحیٰ است بضم و قصر و بمعنی شفاع آفتاب
نیز آمدہ وضحا و بفتح و مدت بلند شدن آفتاب
تا ربع آسمان و متعارف میان مردم در اول نهار
از نوافل دو نماز است یکی در اول روز بعد از
طلوع آفتاب و بلند شدن وی بقدر یک دو نیزہ
و این را صلوة الاشراف گویند و دیگر بعد از بلند
شدن وی مقدار ربع آسمان تا انتصاف نهار
و آن را صلوة ضحیٰ و نماز چاشت گویند و در اکثر
احادیث میں اہم صلوة الضحیٰ وارد شدہ شامل
ہر دو نماز و ہر دو وقت و در بعض احادیث
صلوة الاشراف نیز واقع شدہ چنانکہ سیوطی از حدیث
طبرانی آورده کہ آنحضرت فرمود یا ام ہانی ہذا
صلوة الاشراف میں را بعد از حدیثی آورده
کہ ہم از طبرانی از عمر آورده کہ ابن آدم ارکع لی
رکعات من اول النہار الکفک آخرہ و حضرت
شیخ اجل علی متقی در تبویب جمیع الجوامع سیوطی کہ
آن را جمیع کسیر نام کردہ برای نماز اشراف عنوانے
جد گانہ قایم کردہ و این حدیث آورده کہ ہر کہ بگذارد
نماز فجر با جماعت و بنشیند برائی کہ خدا تا طلوع آفتاب

اور اوسکی دو رکعتوں میں و الشمس و صبحها اور الضحیٰ
پڑھے انتہی۔ جاننا چاہیے کہ چاشت ضحیٰ کی فارسی
ہے اور شفاع آفتاب کے معنی میں بھی آیا ہے اور
ضحار بفتح و المد جو بھائی آسمان تک آفتاب بلند
ہونے کا وقت اور لوگوں میں شروع دن کے
نوافل سے دو نماز میں معمول ہیں ایک آفتاب کے
طلوع ہو کر کچھ بلند ہو لینے کے بعد جسکو نماز اشراف
کہتے ہیں اور دوسری آفتاب بلند ہو لینے کے دیر کے
بعد دو بہر تک جس کو بہر دن چڑھے کی نماز اور نماز چاشت
کہتے ہیں اور اکثر حدیثوں میں صلوة الضحیٰ کا نام
دو نمازوں کے لیے آیا ہے اور بعض حدیثوں
میں صلوة الاشراف بھی آیا ہے چنانچہ سیوطی
طبرانی سے ایک حدیث وایت کرتے ہیں کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ ای ام ہانی یہ نماز اشراف ہی اور اسکو طبرانی
حدیث کی بعد لائے ہیں جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آج
ابن آدم میرے لیے دن چڑھے چار رکعتیں پڑھو میں تجھکو
آخر دن میں کافی ہونگا اور حضرت شیخ علی متقی تبویب
جمع الجوامع سیوطی میں جس کا نام جمیع کسیر ہے نماز
نماز اشراف کے لیے علیحدہ عنوان قائم کر کے یہ حدیث
لائے ہیں کہ جو شخص نماز فجر جماعت سے پڑھ کر
خدا کا ذکر طلوع آفتاب تک کرتا رہے

پسنگذار و در رکعت باشد مرا مثل اجماع و عمرہ
تا نہ رواہ الذمذی عن الشیخ و صحبت سید
کہ حضرت صلعم در ہر دو وقت نماز گزارده است
را نیز بدان ترغیب نموده و امر بآن فرمودہ است
در حقیقت یک وقت است و یک نماز کہ اول وقت
وی اشراق است و آخر وی تا قبل انصاف نہاد
چون در بعض اوقات در ہر دو وقت نماز کردہ
ازین جا گمان بردند کہ مگر این جا دو وقت است
و دو نماز اند و بعضی ضحوة صغری و ضحوة کبری نیز گویند
و اما علم و در استحباب این نماز اختلاف است
مگر اصح آنست کہ سنت است و مستحب مکروہ و بدعت
دیگر اقسام صلوٰۃ از مطالب رشیدی مؤلفہ
حضرت مرشدی توان جست

تہنیم باید دانست کہ منجملہ اذکار بعد الصلوٰۃ

الفرضیہ استغفر اللہ است سہ بار و اللہ صلیت

السلام اللہ یک بار و سبحان اللہ سی و سہ بار

الحمد للہ سی و سہ بار و اللہ اکبر سی و چہار بار

و امر احادیث اندرین باب در اثبات مقدمہ واقع

شدہ کہ بعد از نماز خواندہ شود چنانچہ این ادعیہ

مذکورہ و آیت الکرسی و سبعات عشر و دعا ہمہ

بمنزلہ حروف قرآن است ہر کہ بخواند بعض ازان

بہر دو رکعتین پڑھے تو اوس کوچ و عمرہ کا ثواب
ملک کا اس کو ترندی نے حضرت انس سے روایت کیا
اور صحیح طور سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم نے دونوں
وقت نماز پڑھی ہے اور است کو بھی ترغیب اور حکم دیا
ہے اور وہ حقیقتاً ایک وقت و ایک نماز ہے جس کا
اول وقت اشراق و آخر وقت قبل دو پہر تک ہے
چونکہ بعض اوقات آپ نے دونوں وقت نماز پڑھی ہے
اس لیے یہ گمان کیا گیا کہ شاید دو وقت اور دو نماز
ہیں اور بعض ضحوة صغری و ضحوة کبری بھی کہتے ہیں
و اما علم اور اس نماز کے مستحب نہ ہونے میں اختلاف ہے
مگر صحیح یہ ہے کہ سنت و مستحب ہے نہ مکروہ و بدعت باقی
اور اقسام نماز مطالب رشیدی مؤلفہ حضرت مرشدی توان
شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ میں دیکھنا چاہیے۔

تہنیم جاننا چاہیے کہ نماز فرض کے بعد استغفر اللہ

تین بار اور الحمد للہ السلام اللہ یک بار اور سبحان اللہ

تین تین بار اور الحمد للہ تین تین بار اور اللہ اکبر چونتیس بار

پڑھے اور اس باب میں حدیثوں میں مقدمہ حیرتوں

کے لیے حکم آیا ہے چنانچہ یہ دعائیں اور آیت الکرسی

اور سبعات عشر وغیرہ اور سبے عاتین

بمنزلہ حروف قرآن کے ہیں اگر

کوئی ان میں سے بعض پڑھے گا تو بھی۔

یا بد ثواب ہو عود را و مراد یہ بدعت عدم فصل است
 بخیر ہے کہ نہ عرف اشتغال بدان از جنس اعراض
 و نسیان و تشاغل بغیر ذکر و دعا بشمرند و درین
 باب صاحب در التماس گفته و یکره تلخیر السنة
 الا بقدر اللہ صلاۃ السلام و قال المحلوفی
 لا بأس بالفصل بالاداء واختار الکمال
 وقال الجلی ان ارید بالکراهۃ الکراهۃ
 التذہیۃ ارتفع الخلاف شارح می گوید
 قلت و فی حفظی حمہ علی القلیلة انتہی و در
 شرح ابن امام تصریح است کہ آنچه در احادیث
 وارد شدہ از خواندن بعضی دعویہ و اذکار بعد صلوٰۃ
 مقتضی نیست وصل کہنا را بفرض بلکہ عقب سنت
 خواندن کہنا کافیت و اختلاف است علماء را
 در اولویت وصل سنتی کہ بعد از فرض است بعضی
 گفته اند کہ قیام سنت متصل بفرض مستنون است
 و وارد میشود بر آنکہ در سنن ابی داؤد آمدہ است
 از ابی رمثہ کہ گفت ایستادم مردے کہ دریافت بود
 با حضرت صلعم تکبیر اولی تا متصل بگذار و سنت را
 عمر دوش اورا گرفت و بمبنا نید و گفت بنشین زیرا کہ
 ہلاکت گشتند اہل کتاب مگر از جهت آن کہ نہ بود
 در نماز ایشان فصل پس آنحضرت پسندید این سخن را
 ثواب پائیگا اور بدعت سے مطلب یہ ہے کہ اسی
 چیز کی طرف نہ متوجہ ہو جس میں مشغول ہونے کو
 اعراض و نسیان اور ذکر و دعا میں مشغول نہ ہونا
 کہتے ہیں اس باب میں صاحب در التماس لکھا ہے
 کہ تاخیر سنت مکروہ ہے مگر بقدر اللہ صلاۃ السلام
 کہنے کے اور تنسیل الایہ حسانی کے نزدیک فصل
 بالا و درین کوئی مضائقہ نہیں اور اسی کو کمال نے
 اختیار کیا اور جلی نے لکھا کہ کراہت سے اگر کراہت ترمیم
 مراد لیجائے تو اختلاف جاتا رہتا ہے شارح کہتے ہیں
 کہ سیری یا دین اسکا عمل قلیل رہے انتہی اور شرح
 ابن امام میں صاف لکھا ہے کہ یہ جو حدیثوں میں نماز کے
 بعد دعا و اذکار پڑھنے کے متعلق وارد ہوا ہے اس سے
 مطلب نہیں کہ او کو فرض سے ملا کر پڑھے بلکہ سنت کے بعد
 پڑھنا کافی ہے اور علماء کہ اس سنت کی اولویت وصل میں
 جو فرض کے بعد ہے اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ فرض کے
 بعد ہی سنت پڑھنا مستنون ہے مگر ابوہریرہ عراض ہو تا ہے کہ
 ابو داؤد میں ابی رثمہ ہی کہ لکھتے تھے کسی آنحضرت کے
 پہلی تکبیر پائی تھی فرض کے بعد ہی فوراً سنت پڑھنے کے لیے
 کھڑا ہوا حضرت عمر نے اسکو جھنجھوڑ کر فرمایا کہ بیٹھے اہل
 کتاب اسی لیے ہلاک ہوئے کہ انکی نماز میں فصل نہوتا
 تھا آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کی یہ بات پسند فرمائی

| | |
|---|---|
| اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجتہ اللہ البالغہ | از عمر و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی |
| مین لکھتے ہیں کہ بتبریر ہے کہ ان اذکار کو قبل رواتب | حجتہ اللہ البالغہ می فرماید کہ والاوی ان یاتی |
| کے کرے کیونکہ بعض زکار وہ ہیں جن پر یہ امر از رو | بہذہ الاذکار قبل الرواتب فانہلجاء |
| نص دلالت کرتا ہے جیسے آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ | فی بعض الاذکار ما یدل علی ذلک نصاً |
| جب نے بعد نماز مغرب صبح جانماز سے ہٹنے کے قبل | کقولہ صلعم من قال قبل ان ینصرف |
| لا الہ الا اللہ کہا سی جیسے راوی کا قول کہ جب آپ نماز | من مکان الصلوۃ بعد صلوۃ المغرب |
| بڑھ کر سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے لا الہ الا اللہ | والصبح لا الہ الا اللہ الخ وکقول الراوی |
| کہتے تھے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ | کان اذا سلم من صلوۃ یقول بصلوۃ الاصل |
| صلعم کی نماز ختم ہونا بکیر سے معلوم ہو جاتی تھی اور بعض | لا الہ الا اللہ الخ قال ابن عباس کنت |
| حدیثیں وہ ہیں جو ظاہر پر دلالت کرتی ہیں جیسے آپ کا | اعرفنا نقضاء صلوۃ رسول اللہ بالتکبیر |
| ارشاد کہ دُبر کل صلوۃ اگر حضرت عائشہ کا ارشاد | وفی بعضہا ما یدل ظاہراً کقولہ دُبر کل |
| کہ آپ جب سلام پھیرتے تھے تو اسی قدر بیٹھتے تھے کہ | صلوۃ واما قول عائشہ کان اذا سلم ^{بقعد} |
| جب دیر اللہم انت السلام کہتے تھے تو یہ کئی وجوہ پر | الا مقدار ما یقول اللہم انت السلام |
| محمل ہے اول تو یہ کہ آپ نماز کی طرح صرف اسی قدر | فیحتل وجوہاً منہا ان کان لا یقعد |
| بیٹھتے تھے اور وہ بھی یا تو اسنے یا بائیں یا مقتدیوں | بہیۃ الصلوۃ الا ہذا القدر و لکنہ |
| کے رو برو اذکار کرتے تھے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ | کان یتنامن او یتناسر او یقبل علی القوم |
| اذکار داخل نماز ہیں۔ دوسرے یہ کہ آپ | بوجہ فیاتی بالاذکار لئلا یظن الظان |
| کبھی کبھی ان اذکار کو چھوڑ دیتے تھے۔ | ان الاذکار من الصلوۃ ومنہا انکات |
| علاوہ ان کلمات کے گویا آنحضرت | حینا بعد حین یتراک الاذکار غیر ہذہ |
| صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے تھے کہ یہ نہ فرض ہیں | الکلمات یعلمون انہا لیست فریۃ |
| ہیں اور آپ انکے کرنے سے تھے۔ | وانما مقتضی کان وجوہ هذا الفعل کثیراً |

| | |
|--|---|
| لامرۃ ولا مرتین ولا المواظبة انتہی۔ ودر | نہ کس نہ ہمیشہ انتہی اور بلوغ المرام میں ہے کہ حضرت |
| بلوغ المرام است کہ وعن معاذ بن جبل ان | معاذ بن جبل سے آنحضرت نے فرمایا کہ اسی معاذ |
| رسول اللہ قال لا وصیاء یا معاذ لا تدعن | میں تجھ کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد |
| دبر کل صلوة ان تقول سبحان اللہ ثلاثا | سبحان اللہ تینیس بار پڑھنا نہ چھوڑنا شارح کہتے ہیں |
| وثلاثین الخ شارح گوید کہ درین جا دلالت است | کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بعد نماز فرض و عاشور |
| بر مشروعیت دعا بعد نماز فرض۔ و بخاری باب | ہے اور بخاری نے ایک خاص باب اسکا مقرر کیا ہے |
| عقد کردہ و گفتہ باب الدعاء بعد الصلوة المكتوبة | کہ باب الدعاء بعد الصلوة المكتوبة مصنف |
| مصنف در فتح الباری گفتہ کہ درین ترجمہ درست | نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس ترجمہ میں اس |
| بر کسیکہ زعمی کند کہ دعا بعد فرضیہ مشروعیت | شخص پر دے ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ بعد فرض و عاشور |
| بحدیث مسلم از روایت عبد اللہ بن الحارث از | نہیں ہے بحدیث مسلم بروایت عبد اللہ بن حار |
| عائشہ کہ بیان النبی صلعم اذا سلم لا یتبیت الا | حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلعم جب سلام |
| قد رما یقول الحمد انت السلام و جواب | پھرتے تھے لا یقدر اللہ انت السلام کہنے کے |
| آن است کہ مراد از نفی نفی استمرار جلوس است بر | ٹھرتے تھے اور جواب یہ ہے کہ نفی سے مطلب حدیث |
| ہدیت قبل سلام مگر این قدر زیر کا ثابت شدہ کہ | ہدیت نماز پڑھنے کی نفی ہے کیونکہ یہ ثابت ہے |
| بعد نماز و دیگر طرف اصحاب خود میں انجسہ از | کہ بعد نماز آپ صحابہ کی طرف پلٹتے تھے تو متعلق |
| دعا بعد نماز آمدہ محمول است بر ان کہ بعد سلام | دعا بعد نماز جو کچھ آیا ہے وہ اس پر محمول |
| اقبال بر اصحاب میکرد انتہی حافظ ابن قیم در | ہے کہ آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ |
| پڑی گفتہ و اما الدعاء بعد السلام مستقبل | ہونے کے بعد پڑھتے تھے حافظ ابن قیم پڑی |
| القبلة سواء المنفرد والا سامر و اما موافق | میں لکھتے ہیں کہ منفرد یا مقتدی یا امام کا سلام |
| لیکن ذلك من هدی النبی صلعم اصلا و | بعد قبلہ ہو کر دعا مانگنا تو یہ ہرگز رسول اللہ صلعم |
| لا روی عنه باسناد صحیح ولا حسن و حصص | کا طریقہ نہ تھا اور نہ اسے اسناد صحیح و حسن ہی ہوا |

| | |
|--|---|
| بعضہم ذلک یصلو فی العصر ولم یفعلہ النبی صلعم ولا الخلفاء بعدہ ولا اراشدہ | بعض نے اسکی تخصیص نماز فجر وعصر سے کی ہے حالانکہ |
| الیہ امتہ وانما هو استیحسان رآہ من | اس کو نہ آنحضرت نے کیا اور نہ انکے بعد خلفائے |
| رآہ عوضاً عن السنۃ بعدہا وقال عامۃ | راشدین یا اور کسی مقتدا ہی امت نے اور جس نے اسکو حسن |
| الادعیۃ المتعلقۃ بالصلوۃ انما فعلوا فیہا | جانا اور نہ اسکی سنت کا عوض سمجھا اور کہا کہ عام دعائیں |
| وامر بہا فیہا وهذا لا ینقہ بحال المصلی | میں جو نماز سے متعلق ہیں ایسا کیا ہے اور کرنے کا حکم |
| فانہ یقبل علی ربہ بیا جیہ فاذا سلم منہ | بھی دیا ہے اور یہ نمازی کے حال کے لائق ہے کیونکہ |
| انقطعت المناجاة وانتم موقفہ وقربہ | وہ خدا کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مناجات کرتا |
| فیکف ینزلک سوالہ فی حال مناجاتہ | ہے اور جب سلام پھیرے تو وہ مناجات متقطع اور |
| والقرب منہ وهو مقبل علیہ ثم یسأل | اس کا موقف اور قرب ختم ہو جاتا ہے تو وہ کیسے |
| اذا انصرفت عنہ ثم قال الاذکار الواردة | اپنا سوال مناجات اور قرب کے وقت چھوڑ دے گا حالانکہ |
| بعد المكتوبة ویستحب لمن اتی بها ان | وہ اسکی طرف متوجہ ہے پھر سوال کرتا ہے جب اس |
| یصلی علی النبی صلعم بعد ان یرفع منها | سے پھر تاسپ پھر کہا کہ ذکر بعد الفرض سے فرغت |
| ویدعو بما شاء ویكون دعا وہ عقب | بعد آنحضرت صلعم پر رو دیکھنا مستحب ہے اور جو چاہے |
| هذه العبادة الثانیۃ وہی الذکر لا کونہ | دعا مانگے اور اسکی دعا اس دوسری عبادت یعنی ذکر |
| دبر المكتوبة انتھی کریم دعوی نفی مطلق غیر مسلم | کے بعد ہوگی نہ بوجہ اس کے فرض کے بعد ہونیکے انتہی |
| است زیرا کہ حدیث معارض صحیح است و در حدیث | میں کہہ گا کہ مطلق نفی کا دعویٰ غیر مسلم ہے اس |
| ابی کرہ است فی قوله اللہ صلا فی اعوذ بک | لیے کہ معاذ کی حدیث صحیح ہے اور حدیث ابی کرہ میں |
| الح کان النبی صلعم یدعو یجن دبر کل | ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا |
| صلوۃ اخرجہ احمد والترمذی | مانگتے تھے کہ اللہ صلا فی اعوذ بک الخ |
| والنسائی وصحیہ الحاکم و حدیث چھبیب | اس کو احمد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا |
| | اور اس کی تصحیح حاکم نے کی اور صحیب کی حدیث |

| | |
|--|--|
| مرفوعاً کان يقول اذا انصرف من الصلوة | مرفوع ہے کہ آنحضرت صلعم جب نماز سے پھرتے تھے |
| اللهم اصلح لی دینی الحدیث لخرجہ | تو اللہ صلی علیہ وسلم کی دینی کتب تھے اور اس کی |
| النسائی وصحیہ ابن حبان وغیر ذلک | تصحیح ابن حبان وغیرہ کی اور اگر کہیں کہ بعد نماز سے |
| والرکونید کہ مراد بدو بر صلوۃ قرب آخر است ہو | اوسکا قرب آخر یعنی تشہد مراد ہے تو میں کہو گا کہ ہر نماز |
| التشہد گویم وارد شدہ است لم یذکر و ردید ہر نماز | کے بعد ذکر کا حکم آیا ہے جس سے اجماعاً سلام مراد ہے |
| و مراد بان سلام است اجماعاً کذا ہذا تا آنکہ | تو یہ بھی اسی طرح ہے جب تک اسکے خلاف ثابت نہ ہو |
| خلاف ابن ثابت شود و ترمذی از حدیث ابی امام | ترمذی نے ابی امامہ سے حدیث روایت کی کہ عرض |
| آوردہ قبل یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع | کیا لیا یا رسول اللہ کون دعا سے زیادہ نی جاتی ہے |
| قال جوف اللیل الاخر و بدو بر الصلوۃ | فرمایا کہ آدھی رات میں اور ہر فرض نماز کے بعد ترمذی |
| المکتوبات وقال هذا حسن و طبرانی از نزاد | کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور طبرانی نے حضرت امام جعفر |
| جعفر بن محمد صادق آوردہ کہ گفت الدعاء بعد | صادق سے روایت کیا اور انھوں نے فرمایا کہ فرض کے |
| المکتوبۃ افضل من الدعاء بعد النافلۃ | بعد دعا نفل کے بعد دعا سے افضل ہے جیسے فرض |
| کافضل المکتوبۃ علی النافلۃ و بسیارے از | نفل سے افضل ہے اور بہت سے خبلیون نے یہ سمجھا ہے |
| حنا بلہ حنان فیدہ اند کہ مراد حافظ ابن القیم نفی دعا | کہ حافظ ابن قیم کا مطلب مطلقاً نفی دعا بعد نماز نہیں ہے |
| بعد صلوۃ مطلقاً نیست بلکہ نفی تقید استمرار تقابل | بلکہ ہمیشہ بعد سلام قبلہ و پچھلے کی نفی ہے لیکن جب |
| مصلی است قبلہ را و ایراد آن عقب سلام و اما | سب سے پچھلے کی اور انکار شروع کر چکے اوس وقت دعا |
| چون برگرد روی خود و مقدم کند اذکار شروع | کرنا منع نہیں ہے۔ فتح الباری |
| را پس متع نیست نزودے ایتان بعد از وقت | فائدہ احکام الصلوۃ میں ہے کہ |
| انتهی ملخصاً من فتح الباری فائدہ مہمہ | اگر کوئی پوچھے کہ صبح کی نماز پہلے |
| در احکام الصلوۃ است اگر ترا پر سند کہ نماز صبح کہ | کس نے پڑھی تھی تو کہو کہ حضرت آدم |
| گزاردہ بود دیگر آدم علیہ السلام چون بدینا فرستادہ شد | علی نبینا و علیہ السلام جب دنیا میں بھیجے گئے |

ہو اید آید بود و شب تاریک شدہ دران اندیشہ
 صبر کرد تا صبح دید شکرانہ آن دو رکعت نماز گذار
 حق سبحانہ از قبول کردہ برافرض گردانید و تسبیح
 آدم این بود بنا ظلمتنا انفسنا تا خاسرین
 و نماز نظر ابراہیم علیہ السلام گذارہ بود چون خواب
 دید پیرا قربان کردن خواست حضرت حق
 گویندے فدیر فرستاد در قرآن مذکور است و
 فدیناہ بذبح عظیم شکرانہ آن چار رکعت گذار
 حق تعالی برافرض گردانید و تسبیح او الحمد للہ
 علی کل حال و نعمۃ و نعوذ باللہ من النہ
 بود و نماز عصر اول یونس علیہ السلام گذار و چون
 از ظلمات شکم ماہی خلاص یافت شکرانہ آن چار
 رکعت گذار و حق تعالی برافرضہ گردانید و تسبیح
 دی این بود لا الہ الا انت سبحانک اے
 کنت من الظالمین و نماز مغرب اول عیسیٰ
 علیہ السلام گذار و آن روز کہ ترسیان اور ثالث
 ثلاثہ لغتند آسمانہا بحضرت پروردگار زایلند کہ مارا
 فرمان دہ تا برایشان افتم حق تعالی فرمود کہ شما
 بوقار خود باشیہ کہ جزای او شان من خواہم داد
 چون عیسیٰ را از شر او شان نگاہداشت عیسیٰ
 شکرانہ آن سہ رکعت گذار و تسبیح وی این بود
 تورات ہو گئی تھی اور ہوا تیر تھی صبر کیا یہاں تک
 کہ صبح ہوئی تب اس کے شکر یہ من دو رکعت نماز
 پڑھی حق تعالی نے اون کی نماز قبول کی اور ہم پر
 فرض کر دی اور اون کی تسبیح یہ تھی کہ ربنا ظلمنا
 اور نماز نظر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور اکی حب
 اپنے صاحبزادہ کی قربانی کا خواب دیکھ کر اون کی قربانی
 کرنا چاہی تو حق تعالی نے ایک کبری اون کے بیٹے بھی
 قرآن مجید میں ہی کہ فدیناہ بذبح عظیم اسکے شکر یہ
 میں اونھوں نے چار رکعتیں پڑھیں و حق تعالی نے
 ہم پر فرض کر دیں اور اون کی تسبیح یہ تھی الحمد للہ علی کل
 حال اللہ اور نماز عصر پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے
 پڑھی جب مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی تو اس کے شکر یہ
 میں چار رکعتیں پڑھیں حق تعالی نے ہم پر فرض
 کر دیں اور اون کی تسبیح یہ تھی لا الہ الا انت اللہ
 اور نماز مغرب پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
 پڑھی جس روز اون کو کافروں نے ثالث ثلاثہ کہا
 آسمانوں نے خدا سے عرض کیا کہ ہم کو ان پر گریز کرنے
 کا حکم دے ارشاد ہوا کہ ٹھہرو میں خود اون کو
 بدلہ دوں گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اون کے
 شر سے محفوظ رکھا تو اونھوں نے اس کے شکر یہ
 میں تین رکعتیں پڑھیں اور اون کی تسبیح یہ تھی

قل الحمد لله الذي تاتك بيرا ونماز عشا واول

موسی علیہ السلام گذارده چون از دلائق به حضرت

صفورا که دختر شعیب بود اورا در دزدہ گرفت باران

می بارید و برق می درخشید و گرگ در مہ گو سفند

در آمدہ بود ہر چند موسی سنگ بر آہن نیز داشت

نمی شد نعلین شدہ ہر دو را بر زمین زد و فرمان حق

ہر دو در سخن آمدند کہ ما ما موریم ہا ما اند پس موسی بر

طور سینا نور دید داشت کہ نار است قدم زدہ آنجا

رسید پس آوازی انا اللہ رب العالمین شنید

چون باز گشت ہوا صاف شد و گرگ از رملہ دور

شد و صفورا بار بار ہناد موسی شکرانہ آن چہا رکعت

گذار و تسبیح وی این بود رب الشرح لی صدی

تا قولی و نماز و تراول پیغمبر صلعم گذار داشتی اگر گوی

حکمت چیست در گذاردن نماز دو گانہ و چارگانہ

و سہ گانہ جواب آنکہ چون حق سبحانہ آفرید آدم

را بجد و روح پس حکم کرد بدو رکعت شکرانہ برآ

ہر دو بعد ازان داخل ساخت و رجوت آدم جوہر

عقل و قلب و ایمان پس حکم فرمود سہ رکعت

برای شکرانہ این مہ بعد ازان ساخت حبید آدم

را از آب و خاک و ہوا و آتش پس حکم فرمود برآ

خواندن چار رکعت شکرانہ این مہ گذافی

قل الحمد لله الذي تاتك بيرا ونماز عشا واول

موسی علیہ السلام نے پڑھی جب وہ مابین سے مصر

گئے تو صفورا حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے دروازہ

فتوح ہوا پانی برس رہا اور بجلی چمک رہی تھی اور

بھیر یا کم یون کے گلہ میں گھس آیا تھا ہر چند حضرت

موسی نے جھاق سے آگ نکالنا چاہی آگ نہ بجلی تب

بجھیدہ ہو کر دونوں کو زمین پر پھینک دیا خدا کے

حکم سے دونوں بولے کہ ہم حکم الہی ماورین ہر حضرت

موسی نے کہہ طور پر روشنی دیکھی آگ سمجھ کر لپکے وہاں کو

بجلی الہی ہوئی جب وہاں سے پلٹے تو ہوا صاف ہو گئی

اور بھیر یا کم یون کے گلہ سے نکل گیا اور صفورا کے بچہ

پیدا ہو چکا تھا حضرت موسی نے اسے شکرہ میں چار

رکعتیں پڑھیں اور اون کی تسبیح یہ تھی کہ رب الشرح لی

صدی اور نماز و تر سے پہلے آنحضرت نے پڑھی اگر کہہ

کہ نماز دو گانہ سہ گانہ چار گانہ پڑھنے میں کیا حکمت ہے تو

اور کا جواب یہ کہ جب حق سبحانہ نے آدم کو جسم و روح سے

پیدا کیا تو دونوں کی وجہ سے دو رکعت شکرہ یاد کر لیا حکم

دیا پھر جب جسم آدم میں جو ہر عقل و قلب و ایمان

داخل کیا تو اس کے شکرہ کے لیے تین رکعت کا حکم

دیا پھر جب جسم آدم کو مابانی و مٹی و ہوا و آگ سے بنایا

تو اس کے شکرہ کیلئے چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا یہی

مجموعۃ الروایۃ دینزداری است از برای آن کہ
 آفرید حق تعالی ملائکہ را اولیٰ جنہ مشنی و ثلاث
 در یلع پس نماز فجر را در رکعت و ظہر و عصر و عشا
 را چہار و در مغرب سہ رکعات مقرر ساخت و بعد
 ازین توان دریافت کہ در نماز چہل سہ چیز اند
 یکہ خضوع قلب ہنگام ملاحظہ جمال الہی و غفلت
 دوم تعبیر لسان آن عطیہ خضوع را فصیح ترین
 عبارت سوم تادیب جوارح حسب آن خضوع و
 بدان کہ نماز بر سہ قسم است نماز شریعت و نماز
 طریقت و نماز حقیقت نماز شریعت عبارت است
 از ادای ارکان مخصوصہ کہ مقرر اند در شرع و نماز
 طریقت عبارت است از ادای ارکان مذکور محض
 لوجہ اللہ بخصور قلب و نماز حقیقت عبارت است
 از ادای جمیع ارکان نماز بخصور قلب با فناء
 مصلی دران پس ہمین نماز جامع جمیع مراتب
 نماز است و مقبول نزد حق تعالی چنانچہ کلام
 قدسی در جواب قول حضرت غوث الصمدی واقع
 فقلت یا رب لانی صلوة تقریب الیہا
 قال اقرب الی الصلوة الی الیہا سوائی
 من الجہنم والنار والمصلی غائب عنہا ونا
 بحر الحقایق در تفسیر آیت لئن اقمتم الصلوة
 مجموعہ الروایت میں ہے نیز اوسین ہے کہ چونکہ حق تعالیٰ
 نے فرشتوں کو دو اور تین اور چار بار و دوں کا پیدا
 کیا اند نماز فجر کی دو اور ظہر و عصر و عشا کی چار اور
 مغرب کی تین رکعتیں مقرر کیں پھر جاننا چاہیے کہ
 نماز میں اصل تین چیزیں ہیں ایک خضوع قلب ملاحظہ
 جمال و غفلت الہی کے وقت دوسرے زبان کا
 اوس عطیہ خضوع کو فصیح عبارت سے ادا کرنا تیسرے
 اوس خضوع کے موافق تادیب جوارح اور نماز تین
 قسم پر ہے نماز شریعت و نماز طریقت و نماز حقیقت
 نماز شریعت سے ارکان مخصوصہ شرعیہ کا ادا کرنا مر
 ہے اور نماز طریقت سے ارکان مذکورہ کا خالصتاً
 لہ بخصور قلب ادا کرنا مر ہے اور نماز حقیقت سے
 تمام ارکان نماز کا بخصور قلب مع نمازی کے
 اوس میں فانی ہونے کے ادا کرنا مر ہے تو یہ نماز
 تمام مراتب نماز کی جامع اور خدا کے نزدیک
 مقبول ہے چنانچہ کلام قدسی میں حضرت غوث
 پاک کے سوال پر کہ پھر میں نے کہا کہ اسے پروردگار
 کون نماز تجھ سے قریب کرتی ہے ارشاد ہوا کہ مجھ سے
 نزدیک کرنے والی نماز وہ ہے جس میں میرے سوا
 و دوزخ کسی کا خیال نہ ہو اور نمازی اپنے سے غایب ہو
 صاحب بحر الحقایق تفسیر آیت لئن اقمتم الصلوة

بدین منطقی فرمودہ کہ اقامت صلاۃ اداست
 است بنوعی کہ نماز اسمعراج خود گردانند بسوی حق
 و درایم عروج بہ درجات نماز کند تا کہ مشاہدہ حق
 نماید چنانچہ مشاہدہ کردہ است روز میثاق و درجہ
 نماز چہار اند قیام در کعبہ و تسبیح و کثرت
 کہ سبب آن از اعلیٰ علین و جوار رب العالمین
 سیوی اسفل السافلین قالب نزول گردان عمار
 اربع اند کہ قالب انسان بدو افزیدہ شد و صفات
 متولدہ از انہما چہار اند جادہ کہ خاصیت آن تشہد
 است و نباتیہ کہ خاصیت آن سجود است و حیوانیہ
 کہ خاصیت آن رکوع است و انسانیہ کہ خاصیت
 آن قیام است و ہر یک از ان ظلتی است خاصہ
 کہ سالک را از مشاہدہ حق حاجب میگردد پس قیام
 اشارت است باین کہ خود را از حجب اوصاف
 انسانیہ برآورد و بزرگترین آن کبر است کہ از
 خاصیت آتش است و رکوع اشارت است باین کہ
 خود را از قیود صفات حیوانیہ خلاص نماید و بزرگترین
 آن شہوت است کہ از خاصیت باد است و
 سجود اشارت است باین کہ خود را از حجب طبیعت
 بہیمیہ بیرون آورد و بزرگترین آن حرص است
 کہ از خاصیت آب است نکتہ سراز سجود برداشتن

لکھے ہیں کہ اقامت نماز اوس کی اداست ہے جو
 اس طور پر ہے کہ نماز کو معراج سمجھ کر ہمیشہ درجات
 نماز پر عروج کرے تاکہ حق کا مشاہدہ کرے جس طرح
 کہ روز میثاق مشاہدہ کر چکا ہے اور نماز کے چار درجہ
 ہیں قیام در کعبہ و تسبیح و تہجد و رکات کے کثرت
 جن کی وجہ سے اعلیٰ علین سے اسفل السافلین
 میں نزول کیا ہے اور وہ عناصر رابعہ ہیں جن میں جسم
 انسانی پیدا کیا گیا اور اوس سے چار صفات پیدا ہوئیں
 چہارہ است جس کی خاصیت تشہد ہے اور نباتیت
 جس کی خاصیت سجدہ ہے اور حیوانیت جس کی
 خاصیت رکوع ہے اور انسانیہ جس کی خاصیت قیام
 اور انہیں سے ہر ایک کی ایک خاص ظلت ہے جو
 سالک کو مشاہدہ حق سے روکتی ہے قیام سے پریشانی
 ہے کہ اپنے آپ کو عجایب اوصاف انسانیہ سے نکالے
 جن میں سے بڑا حجاب غرور ہے جو آگ کی خاصیت
 ہے اور رکوع سے یہ اشارہ ہے کہ اپنے آپ کو قیود و صفات
 حیوانیہ سے چھڑکے جن میں سے بڑی قید شہوت
 ہے جو ہوا کی خاصیت ہے اور سجدہ سے یہ
 اشارہ ہے کہ اپنے آپ کو عجایب طبیعت بہیمیہ
 سے نکالے جس میں سب سے بڑا حجاب حرص ہے
 جو پانی کی خاصیت ہے نکتہ سجدہ کے بعد

وہ بقود شستن متضمن یافتن فیض نعمت جو
 حضرت واجب الوجود است بنگر کہ چون سر از
 سجود برداری جو دیانی و از قود سر فرو آوردن
 و باز یہ سجود رفتن عود در جوع است بجل قرب
 و رحمت معبود نکتہ سید عالم صلعم نماز را بجوی آب
 تشبیہ داده و فیض این معنی در لفظ نماز پیداست
 کہ اطرافش نزو میانش نماز است س نماز آتش حرص
 ہو انشا مذہب از ان نماز غم آید بلفظ بر سر آژ
 و تشہد اشارت می نماید بر این کہ خود را از حجب
 طمع جاد یہ بدر کند و بزو گترین آن جو دوت است
 کہ از خاصیت خاک است و باقی صفات بشر
 ازین صفات مذکورہ پیدامی شوند چون پاک
 ازین درکات و حجب متخلص گردد و یابین مدارج
 اربعہ بسوی چار و قرب رب العالمین رجوع
 نماید مقیم الصلوۃ گردد و با نوار مشاہدہ حق پیوندد
 کما قال علیہ الصلوۃ والسلام ان تعبدوا
 کاناک تزلہ نکتہ قبل صلوۃ کلہ لا واقع شدہ
 کہ علامت نیستی و فنا است الاجرم مصلی را باید
 کہ در فقر و فنا خود را حاضر و حضرت باقی لم یزل را
 ناظر دانند تا یہ معنی لا صلوۃ الا یحضور القلب برسد
 صاحب بحر الحقائق میفرماید کہ بدایت صلوۃ
 قعدہ کرنا خدا کی نعمت بخشش سے فیضیاب
 ہونے کو شامل ہے دیکھو جب سجدہ سے سر اٹھاتے
 ہو تو بخشش پاتے ہو اور بٹھکر پھر سجدہ میں جانا
 خدا کے قرب و رحمت کی طرف پلٹنا ہے نکتہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی شان بانی
 کی نہر سے دی اور اس کا فیض لفظ نماز سے ظاہر
 ہے جس کا حرف اول و آخر نزو اور درمیانی لفظ
 ما ہے س نماز آتش حرص و ہوا نواز مذہب از عالم
 اور تشہد سے اپنے کو حجابات طبیعت جاد یہ سے
 نکالنا مراد ہے جس میں سب سے بڑا حجاب جو دوت
 ہے جو خاک کی خاصیت ہے اور باقی صفات بشر
 انھیں صفات مذکورہ سے پیدا ہوتے ہیں جب پاک
 ان درکات و حجابات سے نجات پا کر ان چاروں
 مدارج سے قرب حق کی طرف رجوع کرتا ہے اور حق
 مقیم الصلوۃ ہو کر انوار مشاہدہ حق سے منور ہوتا ہے
 جیسا کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اس کی عبادت
 اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھتے ہو نکتہ قبل صلوۃ
 لفظ نفی واقع ہے جو نیستی اور فنا کی علامت ہے
 اس نمازی کو فقیر و فانی ہونا اور خداوند تعالیٰ
 کو ناظر جاننا چاہیے تاکہ نماز حقیقی کا فائدہ حاصل
 ہو صاحب بحر الحقائق فرماتے ہیں کہ ابتدا نماز

| | |
|--|--|
| <p>اقامت ہے پھر اقامت۔ اقامت نماز رکوع و سجود اقامت برائیت در رکوع و سجود و قیام و قعود و حقوق کی بظاہر وحدود دانست ظاہر و باطن ادا دامتہ الصلوۃ بدوام مراقبہ و صرف ہمت است در تعویض و استحصال نجات الطاف ربوبیت کہ در زمین کن</p> | <p>اقامت است بعد از ان اقامت صلوۃ بجا داشتن برائیت در رکوع و سجود و قیام و قعود و حقوق وحدود دانست ظاہر و باطن ادا دامتہ الصلوۃ بدوام مراقبہ و صرف ہمت است در تعویض و استحصال نجات الطاف ربوبیت کہ در زمین کن</p> |
| <p>موضوع است کما قال رسول اللہ صلعم ان للہ فی ایام دھر کہ نجات الا فقروض الہا پس صورت صلوۃ صورت تفرض است و امر الہی بإدای آن صورت جذبہ حق است کہ مصلی را از اشتغال بغير بسوی محبت عبودیت خود می کشد باید دانست کہ در ہر شرطی کہ دینتے و ادب و سینکے از ہیئات و آداب سن و ارکان و شرائط صلوۃ سرسیت کہ اشارت بسوی حقیقت تفرض نماید چنانچہ در ہر فرضیہ و سنت و ادب و ضو کہ شرط صلوۃ است سرسیت کہ اشارت می کند بسوی تہارت کہ مصلی بدان مستعد اقامت صلوۃ میگردد در غسل بدین اشارت است باین کہ مصلی نفس خود را از لوث معاصی و اخلاق بدیہ و دل خود را از زین خیالات شنیعہ نفسانیہ صفات ذمیمہ حیوانیہ سبعیہ و شیطانیہ پاک سازد چنانچہ حضرت رب العالمین جب غور فرمود و نیا بک فطرت</p> | <p>آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے اللہ کی رحمتیں ہیں ضرور اون کو حاصل کر پس نماز کا حال توجہ کی صورت ہے اور اوس کے ادا کرنے کا حکم جذبہ حق کی صورت ہے جو نمازی کو کسی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا بلکہ اپنی محبت و عبودیت کی طرف کھینچتا ہے۔ جتنا چاہیے کہ شرائط نماز کے ہر شرط اور ہر رکن اور ہر سنت اور ہر ادب اور ہر ہیئت میں ایک راز ہے جس سے حقیقی توجہ کی طرف اشارہ ہے جس طرح وضو کے ہر فرض و سنت و ادب میں ایک راز ہے جو اوس تہارت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے نمازی نماز پڑھتا ہے ہاتھوں کے دھونے سے یہ اشارہ ہے کہ نمازی اپنے نفس کو گناہ اور بد اخلاقی اور دل کو خراب نفسانی خیالات اور حیوانی و شیطانی صفات سے پاک کرے چنانچہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ و نیا بک فطرت</p> |

مفسرین محققین در تفسیرش فرمودہ اندای قلبک
 فطرت دغسل الوجه اشارت است بہ نصابت
 و صفائے وجہ صلی از دنس تیرگی و حب دنیا فائ
 راس کلی خطیئۃ و از شرایط نماز استقبال قبلہ
 است و در ان اشارت است باعراض از ماسوا
 طلب حق از اعراض دنیا و متوجہ بودن بجا
 حضرت ربوبیت بجهت طلب قرب و مناجات
 و رفع یدین در تکبیر اول اشارت است بہ برداشتن
 و افتادن دست بہت از دنیا و آخرت و در حقیقت
 تکبیر تعظیم حق است باین کہ خداوند عزوجل اعظم است
 از جمیع اشیا در دل بندہ بحیثیت طلب و محبت و
 عظمت و عزت نکتہ رفع یدین در تکبیر اول اشارت
 بدو الف اللہ اکبر است کہ از دستیاری دو الف
 ایمان مؤید و مکبر است و مقارنت نیت یا تکبیر
 اشارت باین کہ صدق نیت در طلب محض تقویٰ
 یا تکبیر و تعظیم حق جل جلالہ باشد و جہ طلب و غیر
 منظور خاطرش نہ باشد اگر عیاذا باللہ طلب غیر
 و عظم ماسوا مقارن تکبیر و تعظیم حق نقالے گردد
 نماز حقیقی وی جایز نہ بود چنانچہ نماز صوری بے
 تکبیر اللہ اکبر جایز نیست و در نہادن دست راست
 پر دست چپ بعد تحریم اشارت است بانابت بر ائم
 مفسرین محققین اس کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں کہ
 ای قلبک فطرت اور موٹھ دھونے سے مطلب
 ہے کہ حب دنیا سے اپنا موٹھ دھو ڈالے کیونکہ وہ تمام
 برائیوں کی جڑ ہے اور شرائط نماز سے استقبال قبلہ
 ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اعراض ماسو چھوڑ کر
 بذریعہ قرب و مناجات خدا کی طرف متوجہ ہو
 اور پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھانے سے یہ مراد ہے
 کہ اپنا دست بہت دنیا و آخرت سے اٹھالے
 اور حقیقتاً تکبیر سے تعظیم حق مراد ہے اس طرح کہ
 خداوند تعالیٰ بندہ کے دل میں لمحاظ طلب
 محبت و عظمت و عزت تمام چیزوں سے بزرگ ہو
 نکتہ پہلی تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھانے کی طرف
 اللہ اکبر کے دونوں الف سے اشارہ ہے جنکی
 مدد سے ایمان مؤید و مکبر ہے اور تکبیر کے ساتھ
 نیت ہونے سے یہ مراد ہے کہ طلب محض میں تکبیر
 و تعظیم حق کے ساتھ نیت سچی ہو اوس کی طلب
 کے سوا دل میں اور کوئی خیال نہ ہو اور اگر نعوذ باللہ
 طلب غیر اور عظمت ماسوا تکبیر و تعظیم حق کے ساتھ
 ہوگی اوس کی نماز حقیقی جایز نہ ہوگی جس طرح
 مجازی نماز بغیر تکبیر کے جایز نہیں ہوتی اور تحریم
 کے بعد ہاتھ باندھنے سے مراد خدا کی حضور میں مراہم

| | |
|---|---|
| خضوع و بندگی و مراعات لوازم نیاز و پرستندگی | خضوع و بندگی اور اگرنا اور دل کو محبت غیر سے |
| بہ پیشگاہ حضرت معبود حقیقی و نگاہ داشتن قلب | بچانا ہے اور آیت توجہ پڑھنے سے محض خدا |
| از محبت ماسوا و افتتاح بقراوت بہانی و جہمت | کی طرف توجہ رہنا اور ماسوی اللہ سے اعراض |
| اشارت است بہ توجہ خالص مصلی پروردگار | کرنا مراد ہے اور سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص |
| برحق و اعراض نمودن از طلب غیر قادر مطلق و قدر | رہنے میں حقیقت توجہ اور حصول نجات رحمت |
| و جوب قراوت سورہ فاتحہ و نقصان صلوٰۃ بدون | الہی و ہدایت یعنی جذبہ الہیہ وجود و فوٹن عالم کے |
| آن اشارت است بسوی حقیقت تضرع و اتصال | عمل کے برابر ہے) کی طلب مراد ہے کیونکہ نمازی |
| نجات لطافت ربانی کچھ دشنام حضرت سبحانی و | خدا سے آدھا قریب ناز ہی سے ہوتا ہے اس |
| طلب ہدایت کہ جذبہ الہیہ است و موازی است | لیے کہ وہ اوس میں اور خدا میں آدھی آدھی تقسیم |
| بہ عمل ثقلین و قربی یاد بندہ مصلیٰ حق از نصف | ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز مجھ میں اور |
| صلوٰۃ کہ مقصود است میان عبد و معبود بہ نصفین | میرے بندہ میں آدھی آدھی مقسم ہے اور میرے |
| کما قال تعالیٰ شأنہ قسمت الصلوٰۃ بینی | بندہ کے لیے وہ ہے جو مانگے اس سے طلب |
| و بین عبدی نصفین و لعبدی أسأل | ہے کہ سورہ فاتحہ میں حمد و ثنا و عبادت |
| اشارت فرمود کہ در سورہ فاتحہ حمد و ثنا و عبادت | و عبادت کی طرف سے ہے اور اجابت و ہدایت |
| و دعا از جانب بندگان است و اجابت ہدایت | و رحمت و مغفرت خدا کی طرف سے اور قیام |
| و رحمت و مغفرت از طرف حضرت رحمن است و قدر | و رکوع و سجود سے گویا بذریعہ ان تین مراتب کے |
| قیام و رکوع و سجود اشارت است بہ رجوع بندہ مصلیٰ | عالم ارواح کی طرف رجوع کرنا مراد ہے جلتنا |
| بسوی عالم ارواح و مکن غیب باین مراتب ثلاثہ | چاہیے کہ اس عالم سے انسان کا پہلا تعلق |
| و بیان کہ اول تعلق انسان باین عالم بصفت نیابت | یہ صفت نیابت ہے۔ پھر حیوانیہ پھر |
| است بعد از ان حیوانیہ پس بانسان فیہ قیام | انسان ہے۔ پس قیام خصائص انسانی سے |
| از خصائص انسانیہ است در رکوع از خواص حیوانی | ہے۔ اور رکوع خواص حیوانی سے۔ |

| | |
|---|--|
| و سجدہ از خصائص نبائی است و سجدہ را در ہر مرتبہ | اور سجدہ و خصائص نبائی سے اور اس کا ہر مرتبہ |
| ازین مراتب رجب و خسران است و حکمت و تعلق | نفع و نقصان ہے اور رجب و خسران کے تعلق میں حکمت |
| روح علوی بحسب سفلت ظلماتی حصول رجب ایمان | ایمان و معرفت و عمل صالح کا نفع حاصل کرنا ہے |
| معرفت و عمل صالح است کما قال عز وجل | جیسا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے |
| علی لسان نبیہ صلعم خلقت الخلق لایبھوا | فرماتا ہے کہ میں نے خلق کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ |
| علی لا لادع علیہ حدیث انسان را از ہر مرتبہ | مجھ سے نفع حاصل کریں نہ یہ کہ میں اون سے نفع |
| ازین مراتب سفلیات فائدہ حاصل است کہ در مرتبہ | اوپر تھا و ان لہذا انسان کو ان سفلی مراتب سے |
| علوی نیست اگرچہ اولاً سیلابی خسران مبتلا می شود | وہ فائدہ حاصل ہے جو مراتب علوی سے نہیں ہے |
| لیکن عاقبت بہ نور ایمان و عمل صالح از کدورات | اگرچہ پہلے بلائے خسران میں مبتلا ہوتا ہے لیکن آخر |
| خسران مراتب سفلیہ برآمدہ فایز بمقاصد علیہ و | میں بوجہ نور ایمان و عمل نیک کدورت خسران |
| مستفید بنفوائد عظمیٰ میگردد و بسبب قیام در صلوة | مراتب سفلیہ سے صاف ہو کر مقاصد عالیہ پر پہنچتا |
| بہ تذلل و خضوع و تواضع و خشوع از خسران تکسر | اور فوائد عظیم حاصل کرتا ہے اور نماز خضوع و خشوع |
| و تبحر کہ بہ غلبہ نفس امارہ از انسان بہ وقوع می آید | کے ساتھ بڑھنے سے غرور کے نقصان سے جو بوجہ |
| و بحصول مرتبہ کمال بصفوة روحانی بربح علومت | غلبہ نفس امارہ ہوتا ہے نجات پاتا ہے اور بسبب |
| می رسد و در طلب فادہ در کمون ملقت بکائنات | صفاء روحانی مرتبہ کمال حاصل ہونے سے |
| نمی گردد و چنانچہ حال با کمال آنحضرت صلعم بود کہ | علومت کا نفع پاتا ہے اور طلب حق میں جنس خلق |
| اذ یغشی السدرة ما یغشی ما نزاغ البصیر و ما | کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ |
| طغی لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ | علیہ وسلم کا حال با کمال تھا کہ اذ یغشی السدرة |
| چون بسبب قیام از تکبر و تبحر خلاص یافت از | ما یغشی السدرة کی وجہ بوجہ قیام نخوت و کبر سے نجات |
| قیام انسانی جہت انکسار و خضوع راجع بسبب | پاتا ہے تو انکسار و خضوع کے لیے رکوع حیوانی کی |
| رکوع حیوانی میگردد پس بسبب رکوع از خسران صفات | طرف جھکتا ہے جسکی وجہ سے صفات حیوانیہ کے |

| | |
|---|---|
| <p>حیدرانیہ نجات یافتہ برہم لین کلام و محل اذی و علم فایز می شود بعد از ان از رکوع رجوع به سجود بنیاتی می نماید و بسبب این سجود از خسران ذلت نباتیہ و ذنارت مغلیہ نجات حاصل کرده برہم خشوع کہ متضمن فلاح ابدی و فوز عظیم سر بہست حاصل کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک</p> | <p>نقصان بخائی کہ علم اور ذلت پر اثر کرتے ہیں نجات ہے پھر رکوع سے سجود بنیاتی میں جھکتا ہے جسکی وجہ سے نقصان ذلت نباتیہ و ذنارت مغلیہ سے نجات پاکر خشوع کا نفع یعنی فوز و فلاح جلدی حاصل کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک</p> |
| <p>اون مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی سزا میں خشوع رکھتے ہیں پس خشوع عبودیت میں مدح کے لیے بڑی چیز ہے جو بغیر تعلق روح و جسم کے حاصل نہیں ہوتا اور انسان کے سوا کسی کو خشوع و خضوع حاصل نہیں ہے اور اسی لیے ملائکہ وغیرہ نے بار امانت ادا ٹھانے سے انکار</p> | <p>مستفید می گردد کما قال اللہ تعالیٰ قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلواتہم خاشعون پس خشوع کاملترین اسباب و بزرگ ترین آلات روح است در عبودیت و این حاصل نمی شود مگر از تعلق روح پاک نورانی بحیدر خاک ظلماتی و بحر انسان ہیچ کس از کائنات این خشوع نیست و ہیچ کیے را از موجودات این خضوع نہ داند ملائکہ و غیرہم از تلبس کسوت امانت اعراض نمودند و بار</p> |
| <p>کیا مگر انسان نے بوجہ اپنی استعداد خشوع اوس کا بوجہ ادا ٹھانے لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی تو انھوں نے اوس کے ادا ٹھانے سے انکار کیا۔ اور ناگواری ظاہر کی۔</p> | <p>آن کشیدن نتوانستند و انسان با استعداد خشوع آن کسوت در پوشید و بار آن بردوش خود کشید کما قال عز وجل انما عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان</p> |
| <p>لسان الغیب حافظ شہراز فرماتے ہیں سے آسمان بار امانت نہ توانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ زندہ در قیصری شرح مقصود مذکور است کہ امانت بخارت است از</p> | <p>یحملوها و اشفقن منها ان لسان الغیب حافظ شہراز می فرماید آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ زندہ در قیصری شرح مقصود مذکور است کہ امانت بخارت است از</p> |

ظهور اسرار الہی کہ مبدء است در آسمان و صفات
 و انسان را حق تعالی مظهر اسم این اسرار گردانید
 آیہ امانہ صفت امانت اشارت است بسوے
 این امانت و معنی آیت این است کہ عرض آیت
 کریم بر اہل آسمانہا و زمین یعنی ملکوت و جبروت
 پس آنہا بسبب عدم استغفار خود ابا گردند و انسان
 باستغفار و خویش این بار امانت برداشت معنی
 کان ظلوم و جاہل و این است کہ نفس خود را گشت
 و خود را در ذات حق تعالی فانی ساخت و بھول
 از غیر حق گردید و نامی ماسوا گشت بقول لا الہ الا اللہ
 چون باستغفار و خشوع بار امانت برداشتہ بہ سجود
 در آمد و خشوع او بکمال رسید زیرا کہ سجود غایت تذلل
 در صورت انسان و ہیأت صلوة است نہایت
 قطع تعلق روح از عالم سفلی و عروج آن بعالق عالم
 علوی بہ رجوع نمودن ازین مراتب ثلثہ انسانہ
 و حیوانیہ و نباتیہ است و کمال تعرض بہ نفحات
 الطاف واجب الوجود در بذل مجود و انفاق مجود
 از انانیت و وجود است کہ از شرائط مصلحتی نیست
 کما قال تعالی و یقیمون الصلوٰۃ و عمار ذقنا ہم یتفقون
 پس تبدیل اوصاف وجود باری نصف صلوة
 کہ منقسم است میان عبد و معبود بہ نفحات الطاف

اسرار آسمان و صفات الہی کا ظہور مراد ہے جن کا
 پورا منظر انسان ہے آیت امانۃ
 میں اسی امانت کی طرف اشارہ ہے اور آیت
 کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اہل آسمان و زمین یعنی
 ملکوت و جبروت پر امانت پیش کی اور انھوں نے
 بوجہ اپنی ناقابلیت کے انکار کیا اور انسان نے
 اپنی قابلیت سے اُسے اٹھالیا اور کان ظلوم
 جہولہ کے معنی یہ ہیں کہ اپنے نفس کو مارا اور اپنے
 آپ کو ذات حق میں فانی کیا اور غیر حق سے
 جاہل ہوا اور ماسوا کو لا الہ الا اللہ کہہ کر بھول گیا
 پھر جب خشوع کی قابلیت سے بار امانت اٹھا کر
 سجدہ کیا تب خشوع پورا ہوا کیونکہ سجدہ یہ لحاظ
 صورت انسانی و ہیئت نماز انتہائی تذلل اور
 روح کا عالم سفلی سے انتہائی قطع تعلق اور مرتب
 انسانہ و حیوانیہ و نباتیہ سے علیت کر عالم روحانیت
 کی طرف عروج ہے اور کمال توجہ نفحات الطاف
 الہیہ کی طرف انتہائی کوشش اور اپنی انانیت
 کھو کر اور یہ حقیقی نماز پڑھنے والے کی شرائط سے
 ہے جیسا کہ ارشاد ہے و یقیمون الصلوٰۃ
 میں اپنے اوصاف تبدیل کر کے اوس نصف نماز
 اور کرنے سے جو عبد و معبود میں منقسم ہے بذریعہ نفحات الطاف

ربوبیت مد رک غنایات از لایہ میگردد و بشواری انوار
 سرمدیہ بسوی درجات قرب می شتابد چنانچہ
 جذبہ قادر مطلق مرنہی صلعم ایود خطاب اگدن
 بہنجین جذبہ خالق مومن را است در صورت
 خطاب و اسجد واقرب و در تشہد بعد و اشارت
 است بسوی تخلیص بندہ مومن از حجاب انانیت و
 وصول او بشہود جمال حق بجدات ربانیہ و در
 التعمیات اشارت است بہ رجوع کردن بسوی
 خالق موجودات باداے مراسم ثنا و شکر گذاری
 کہ متوصل گردد بوسیلہ آن بانوار القای باری و
 در سلام دادن بر است و چپ اشارت است
 بسوی تخلیص و تودیع بندہ مومن از دنیا و آخرت
 و اعراض نمودن از ہر داعی جاہل کہ تخریص و
 ترغیب می نماید از بین بہ نعیم جنت و از شغال
 بہ لذات شہوت و آن واصل بہ مقام مناجات و
 مدارج قربات است و مستغرق در بزرگ کرامات و مقید
 بقید جذبات است کما قال عز وجل و اذ لکما
 الجاہلون قالوا اسلاما پس اہل صورت
 بہ سلام دادن از صلوٰۃ بیرون می شوند و اہل
 حقیقت بدان انقطاع از ماسومی کردہ و خصل
 اداۃ الصلوٰۃ می گردند کما قال تعالی مشانہ
 الہی غنایات از لایہ کا اور اک کرتا ہے اور انوار
 سرمدیہ کی روشنی سے درجات قرب کی طرف بڑھتا
 ہے جیسے حضرت حق نے آنحضرت صلعم کو اگدن
 منیٰ فرما کر اپنی طرف کھینچا اسی طرح بندہ مومن کو
 بھی واسجد واقرب سے مخاطب فرماتا ہے
 اور تشہد سے بندہ مومن کے حجاب انانیت سے
 چھوٹنے اور بوجہ جذبات ربانیہ شہود جمال حق
 پر پہنچنے کی طرف اشارہ ہے اور التعمیات سے
 خدا کی طرف مراسم ثنا و شکر گذاری ادا کر کے رجوع
 کرنا مراد ہے تاکہ او کے وسیلہ سے خدا کا دیدار حاصل
 ہو اور داہنے بائیں سلام پھیرنے سے بندہ مومن
 کا دنیا و آخرت سے چھوٹنا اور ہر داعی جاہل سے
 جو داہنی طرف سے نعیم جنت اور بائیں طرف سے
 لذات شہوت کی حرص و رغبت دیتا ہے موقتہ
 پھیرنا مراد ہے کیونکہ وہ مقام مناجات و مدارج قرب
 پر واصل اور دریائے کرامات میں مستغرق اور مقید
 جذبات میں مقید ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 کہ و اذ اخاطبہم الخ پس اہل صورت سلام پھیرنے
 سے نماز سے باہر ہو جاتے ہیں اور اہل حقیقت بوجہ
 اوس کے ماسومے سے منقطع ہو کر ماسازدہی
 میں داخل ہوتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

| | |
|--|--|
| <p>ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وبذلک ای عزیز چون مومنان حجب انایت موجود خود از میان برداشتن و نظر بصیرت و عرفان بنور صلوة حقیقی برگزینند و ستر او حجاب الی عبده ما او حجابی بشناختند ایمان ایشان بیا جواد الغنی علیه السلام محقق گشت و دل ایشان به نور معرفت حقیقت ایمان منور شد و هر که راهی از ولایت حجاب وجودی یافت به مرتبہ عزت ایقان بامور اخروی شتافت ایمانش بامور اخروی از پس حجاب بود ایقانش به آن بعد رفع حجاب رو نمود قال علی گوشت الفطراء</p> | <p>ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وبذلک ای عزیز چون مومنان حجب انایت موجود خود از میان برداشتن و نظر بصیرت و عرفان بنور صلوة حقیقی برگزینند و ستر او حجاب الی عبده ما او حجابی بشناختند ایمان ایشان بیا جواد الغنی علیه السلام محقق گشت و دل ایشان به نور معرفت حقیقت ایمان منور شد و هر که راهی از ولایت حجاب وجودی یافت به مرتبہ عزت ایقان بامور اخروی شتافت ایمانش بامور اخروی از پس حجاب بود ایقانش به آن بعد رفع حجاب رو نمود قال علی گوشت الفطراء</p> |
| <p>لما اذ ددت یقیناً زیرا که چون حجاب وجود از میان مرتفع گردد غلط محسوسات نیروی به شواهد امور اخروی نمی تواند پوشید حبیب سرا و خفیات بر سالک مکشوف می گردند و از مرتبہ ایمان بدرجہ ایقان می رسد</p> | <p>لما اذ ددت یقیناً زیرا که چون حجاب وجود از میان مرتفع گردد غلط محسوسات نیروی به شواهد امور اخروی نمی تواند پوشید حبیب سرا و خفیات بر سالک مکشوف می گردند و از مرتبہ ایمان بدرجہ ایقان می رسد</p> |
| <p>ارشاد ہے کہ اگر پردہ کھل جائے تو سیر اربعین نہ بھگیا کیونکہ جب حجاب وجود او ٹھک جاتا ہے تو محسوسات دنوی کے پردے شواہد امور اخروی کو نہیں چھپا سکتے تمام پوشیدہ امور سالک پر کھل جاتے ہیں اور وہ مرتبہ ایمان سے درجہ یقین پر پہنچ جاتا ہے چنانچہ</p> | <p>ارشاد ہے کہ اگر پردہ کھل جائے تو سیر اربعین نہ بھگیا کیونکہ جب حجاب وجود او ٹھک جاتا ہے تو محسوسات دنوی کے پردے شواہد امور اخروی کو نہیں چھپا سکتے تمام پوشیدہ امور سالک پر کھل جاتے ہیں اور وہ مرتبہ ایمان سے درجہ یقین پر پہنچ جاتا ہے چنانچہ</p> |
| <p>حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور جب ریات تحقیق سے معلوم ہو گئی تو بھر جانا چاہتے کہ فرض عبادت لافل کی وجہ سے سبب قرب ہوتی ہے اور بغیر نوافل سبب نجات نہ سبب قرب آب مصنف اس جملہ کی توضیح فرماتے ہیں -</p> | <p>حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور جب ریات تحقیق سے معلوم ہو گئی تو بھر جانا چاہتے کہ فرض عبادت لافل کی وجہ سے سبب قرب ہوتی ہے اور بغیر نوافل سبب نجات نہ سبب قرب آب مصنف اس جملہ کی توضیح فرماتے ہیں -</p> |
| <p>ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وبذلک ای عزیز چون مومنان حجب انایت موجود خود از میان برداشتن و نظر بصیرت و عرفان بنور صلوة حقیقی برگزینند و ستر او حجاب الی عبده ما او حجابی بشناختند ایمان ایشان بیا جواد الغنی علیه السلام محقق گشت و دل ایشان به نور معرفت حقیقت ایمان منور شد و هر که راهی از ولایت حجاب وجودی یافت به مرتبہ عزت ایقان بامور اخروی شتافت ایمانش بامور اخروی از پس حجاب بود ایقانش به آن بعد رفع حجاب رو نمود قال علی گوشت الفطراء</p> | <p>ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وبذلک ای عزیز چون مومنان حجب انایت موجود خود از میان برداشتن و نظر بصیرت و عرفان بنور صلوة حقیقی برگزینند و ستر او حجاب الی عبده ما او حجابی بشناختند ایمان ایشان بیا جواد الغنی علیه السلام محقق گشت و دل ایشان به نور معرفت حقیقت ایمان منور شد و هر که راهی از ولایت حجاب وجودی یافت به مرتبہ عزت ایقان بامور اخروی شتافت ایمانش بامور اخروی از پس حجاب بود ایقانش به آن بعد رفع حجاب رو نمود قال علی گوشت الفطراء</p> |
| <p>ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وبذلک ای عزیز چون مومنان حجب انایت موجود خود از میان برداشتن و نظر بصیرت و عرفان بنور صلوة حقیقی برگزینند و ستر او حجاب الی عبده ما او حجابی بشناختند ایمان ایشان بیا جواد الغنی علیه السلام محقق گشت و دل ایشان به نور معرفت حقیقت ایمان منور شد و هر که راهی از ولایت حجاب وجودی یافت به مرتبہ عزت ایقان بامور اخروی شتافت ایمانش بامور اخروی از پس حجاب بود ایقانش به آن بعد رفع حجاب رو نمود قال علی گوشت الفطراء</p> | <p>ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وبذلک ای عزیز چون مومنان حجب انایت موجود خود از میان برداشتن و نظر بصیرت و عرفان بنور صلوة حقیقی برگزینند و ستر او حجاب الی عبده ما او حجابی بشناختند ایمان ایشان بیا جواد الغنی علیه السلام محقق گشت و دل ایشان به نور معرفت حقیقت ایمان منور شد و هر که راهی از ولایت حجاب وجودی یافت به مرتبہ عزت ایقان بامور اخروی شتافت ایمانش بامور اخروی از پس حجاب بود ایقانش به آن بعد رفع حجاب رو نمود قال علی گوشت الفطراء</p> |
| <p>ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وبذلک ای عزیز چون مومنان حجب انایت موجود خود از میان برداشتن و نظر بصیرت و عرفان بنور صلوة حقیقی برگزینند و ستر او حجاب الی عبده ما او حجابی بشناختند ایمان ایشان بیا جواد الغنی علیه السلام محقق گشت و دل ایشان به نور معرفت حقیقت ایمان منور شد و هر که راهی از ولایت حجاب وجودی یافت به مرتبہ عزت ایقان بامور اخروی شتافت ایمانش بامور اخروی از پس حجاب بود ایقانش به آن بعد رفع حجاب رو نمود قال علی گوشت الفطراء</p> | <p>ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وبذلک ای عزیز چون مومنان حجب انایت موجود خود از میان برداشتن و نظر بصیرت و عرفان بنور صلوة حقیقی برگزینند و ستر او حجاب الی عبده ما او حجابی بشناختند ایمان ایشان بیا جواد الغنی علیه السلام محقق گشت و دل ایشان به نور معرفت حقیقت ایمان منور شد و هر که راهی از ولایت حجاب وجودی یافت به مرتبہ عزت ایقان بامور اخروی شتافت ایمانش بامور اخروی از پس حجاب بود ایقانش به آن بعد رفع حجاب رو نمود قال علی گوشت الفطراء</p> |

قول و توضیح ان من احرم للصلوة الفريضة واقتص من القراءة والركوع والسجود
والقعدة على الفرض والواجب فقط یعنی مآثر بالقراءة المسنونة بل اقتص علی آیت
طویلة و ثلاث فصلا فی القیام علی مذهب من رأی ذلک و فی الركوع و السجود
علی مقدار تسبیحة واحدة و فی القعدة علی قدر التشهد فقط فما احسن ان یقال
صارت هذه الصلوة منجية له من النار لا مقربة له الى الله مثل تقرب الفرض المکمل بنوافله

| | |
|--|---|
| اقول قصر یح این قول پرین گوشتہ کہ شلا کسے | اس قول کی تصریح یوں ہے کہ شلا کسی نے نماز |
| نیت کر دای نماز فرضیہ را و اقتصار کر دای قرات | فرض ادا کرنے کی نیت کی اور قرات و رکوع و سجدہ |
| و رکوع و سجدہ و قعدہ بر مقدار فرض فقط یعنی قرات | قعدہ میں صرف فرض پھر قصر کیا یعنی قرات سنون |
| مسنونہ کہ طوال مفصل وغیرہ است نہ کہ بیکہ قصر | طوال مفصل وغیرہ کی بلکہ صرف ایک بڑی آیت |
| کر دبر یک آیت طویله یا سه آیت قصر پس | یا تین چھوٹی آیتیں پڑھیں پس اوس کے حسب |
| خواہد بود آن مصلی در قیام این مقدار جواز برکت | اعتقاد فرض ادا ہو جائیگا اور یہ جملہ معترضہ ہے گویا |
| بینندہ آن یعنی در اعتقاد معتقد آن فرض ادا شد | تمثیلی بات ابھی ختم نہیں ہے چنانچہ فرماتے |
| و این جملہ معترضہ است گویا سخن تمثیلی ہنوز تمام | ہیں کہ رکوع اور سجدہ میں ایک تسبیح کے برابر اور |
| نیت چنانکہ می فرماید کہ در رکوع و سجدہ قصر مقدار | قعدہ میں صرف بقدر تشہد تو ایسی نماز |
| یک تسبیح و در قعدہ بر مقدار تشہد فقط پس سخن | صرف دوزخ سے نجات دلانے والی ہوگی |
| این کہ گفتہ شود کہ این نماز نجات دہندہ مصلی | نہ حضرت حق سے قریب کرنے والی۔ ایسی نماز |
| خواہد بود از دوزخ نہ مقرب او بسوی حق چون | صرف تمسیل حکم ہوئی۔ تریب کرنے والی |
| فرض کامل یہ نوافل خود خلاصہ این کہ چنین نماز | نہ ہوئی جس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقت |
| بجا آوری فرمان محض شد و سچو نماز مقرب گردی | نماز اپنے سبب اسے جبرائی کی علامت |
| چنین ہیں کہ حقیقت صلوۃ ملا جدائی از سید خود است | ہے۔ اور خشوع میں علامہ اپنی یاد |
| و در خشوع قطع نظر از یاد جدائی خود تناسی وصال | فراق کے تناسے وصال کا |

نیز ظاہری شود و حصول تنہا ہم بدولت فیض
 عام سبب الاسباب کہ عادت خود را جاری سبب
 عام کی بدولت جس نے اپنی عادت سبب سے جاری
 ساختہ است ظاہر است فہم من فہم
 کی ہے حاصل ہوتی ہے جو سمجھا وہ سمجھا۔

قوله فلما علم ان مجرد اداء الفرائض بالتكليف بالنوافل طريق النجاة وتكليفها
 بالنوافل مع عمادة سائر الاوقات بكثره النوافل طريق القرب والنجاة

اقول پس ہر گاہ معلوم شد کہ صرف دای فرائض
 بغیر نوافل طریقہ نجات است و تکلیف آن مع
 آراستگی تمام اوقات بہ کثرت نوافل طریقہ
 قرب درجات و بیشک این نماز با طرق قرب
 و درجات اند اگر خالصاً لوجه اللہ الکرم باشند و
 بطریق تادیہ او اگر دہ شوند و الا بجز ترتیب اعضا
 و اضمحلال نفس و نفع سترقبہ اخروی شایق و مولع
 عبادت را اثر سے نجات دہ داد۔

قوله فلا بد من بيان اقسام النوافل وافرادها

اقول پس ضرورت بیان اقسام و افراد
 نوافل و این جملہ محتاج بیان نیست جب
 کہ ظاہر است کہ ہر کار یکہ کامل تر اجزائے شام
 و درین تکمیل قطع نظر از حصول اجر سعی انجذاب
 لطیفہ نفسی بسوئے لطیفہ ملکی جسمانی
 بیشتر می باشد و این انجذاب بہ منجذب توان پرسید
 کہ چہ چہ می بود

پس اقسام و افراد نوافل کا بیان ضروری ہے
 اور یہ جملہ زیادہ وضاحت کا محتاج نہیں ہے
 کیونکہ ظاہر ہے کہ جو کام زیادہ کامل ہے اس کا
 ثواب زیادہ ہے اور اس تکمیل میں علاوہ حصول ثواب
 کے لطیفہ نفسی کی کوشش انجذاب لطیفہ ملکی جسمانی کی طرف
 زیادہ ہوتی ہے اور یہ انجذاب بہ منجذب سے پوچھنا
 چاہیے کہ کیسے ہوتا ہے۔

قوله فاعلم رحمك الله ان افراد النوافل كثيرة لا يمكن احصاءها

اقول پس بدان کہ رحم کند ترا خدا می تاملے کہ جان تو خدا کچھ پر جسم کرے کہ افراد نوافل افراد نوافل بسیار اند احصاء آنها ممکن نیست کچھ بے شمار ہیں کیونکہ نوافل فی نفسہ عبادت زائدہ ہیں نوافل در حد خود عبادت زائدہ اند و زاید الزائدہ اور زائدہ کا اندازہ حصہ سے نہیں ہوتا جس قدر حصہ و احصاء نہ باشد انچہ کہ توفیق ہو دوسرے قدر توفیق ہو اور جبے اولیہ کے جائیں سب ٹھیک ہیں کہ اگر کردہ شود ہمہ بجای خود ہو نہ ہر کسے موافق ہر شخص بقدر طاقت و اگر تاسے اوس کی انتہا وسعت خویش بجا آوردہ حصہ آہنا نیست مگر بجا نہیں ہے مگر دفع و عہد کے لیے منہ ہاتے دفع تو ہم می منہ ماید

قوله لكنها منحصرة في النوعين الامتثالي والاجتنابی

اقول لیکن این نوافل منحصر اند در دو قسم امتثالی و اجتنابی و این حصہ ذاتی و شوقی نہ ذاتی کہ خائف متقصاے معنی نفل است و امتد اعلم ایدون سنی مراد خود ازین ہر دو امتا بیان می منہ ماید لیکن یہ نوافل دو قسم میں منحصہ ہیں ایک امتثالی و دیگر اجتنابی اور یہ حصہ ذاتی و شوقی ہے نہ ذاتی کیونکہ وہ معنی نفل کے خلاف متقصا ہے واللہ اعلم اب ان قسموں کے معنی مطلوبہ بیان فرماتے ہیں۔

قوله ونفسي بالامتثالي ما يراد فعله كالسنن الزوائد والمستحبات والاداب والایمان بالافضل

یعنی مراد امتثالی آن کہ فعل آن جز و مقصود بود مثل سنن زوائد و مستحبات و ادابے آوردن آن بافضل سنن زوائد آنکہ نبی صلعم آنرا بر سبیل عادت ادا کردہ باشند مقصود مصنف الین است کہ امتثالی آن کہ احکام نماز از فریض و واجبات وغیرہ ہمہ درو باشند و میں امتثال است یعنی یعنی امتثالی وہ ہے جس کا فعل جز و مقصود ہو جیسے سنن زوائد و مستحبات و اداب و از غنین افضل طریقہ سے ادا کرنا سنن زوائد اوس عبادت کو کہتے ہیں جس کو عادتاً آنحضرت صلعم نے ادا کیا ہو مصنف کا مقصود یہ ہے کہ امتثالی وہ ہیں جن میں احکام نماز و فرایض و واجبات سب ہیں و یہی امتثال ہے یعنی

جنانکہ فرمود چنان بجا آورد نہ دلیل معنی مقصود نہ نیک
عیسافرما یا یسب یا کمالا گیا اور اس معنی کی مقصود نہ نیک یا بیک

اقولہ لانا اردنا من النفل المعنی اللغو

اقول زیر کہ ما قصد کردیم از نفل معنی لغوی آن
نفل بالغ غلطیہ و عبادتے کہ واجب نہ بود
بفتحین غنیت و چون معنی لغوی نفل مقصد کردیم
لا محالہ از اشتالی نیز مراد استعیاب صلوٰۃ چلبہ
ارکان و شرائط و آداب خواہد بود
اس لیے کہ ہم نے نفل کے لغوی معنی مراد لیے۔ نفل
بالفتح غلطیہ اور وہ عبادت جو واجب نہ ہو
غنیت اور جب ہم نفل کے لغوی معنی مراد لیں گے
تو لا محالہ اشتالی سے بھی مراد نماز کا مکمل ارکان و
شرائط و آداب سے ادا کرنا ہوگا

قولہ وبالاغتبابی ما یزاد ترکہ کترک المکرہات وترك الشیء الذی لا باس فیہ مخافۃ ان يقع فی شیء فیہ باس

اقول مراد از اغتبابی آن کہ در ترک مکرہات
و مباحات مقصود یا شد و ظاہر است کہ اقراط
مخصص موجب وسعت نفس می شود چہ کہ نفس
امارہ آسانی پسند اقامہ است و در کردن امر
سلاح راہ نفس پیوند است و این خلاف
مشقت مقصودہ از عبادت است ایدون
مثالی منسراید
اور اغتبابی وہ ہے جس میں ترک مکرہات و
مباحات مقصود ہو اور ظاہر ہے کہ اقراط مخصص
نفس کی آسانی کا سبب ہوتی ہے کیونکہ نفس امارہ
آسانی پسند واقع ہوا ہے اور جس بات میں حرج
نہو اوس کے کرنے میں بھی نفس کی متابعت ہے
اور یا اوس مشقت کے خلاف ہے جو عبادت سے
مقصود ہے اب مثال بیان فرماتے ہیں۔

قولہ کترک العرب الشبع والطیب مخافۃ الشہوق علیہ فیوقعہ فی الحرام

اقول مثل ترک کردن مرد مجر دسیری و خوشبو
بخوف شہوت حرام۔ عرب بفتحین مردیے زن
عربہ زن بے شوہر عرب بالضم جمع ہر دو کذا فی
المنتخب و آسیر خوردن نفس ہمیشہ غالب می گردد
جیسے مجر د آدمی کا بخوف شہوت حرام بیٹ بھر کھانا
اور خوشبو لگانا چھوڑ دینا عرب بفتحین مرد مجر د
و عربہ عورت مجر د عرب بالضم دونوں کی جمع منتخب
اور بیٹ بھر کھانے سے نفس ہمیشہ غالب ہوتا ہے

| | |
|---|--|
| کہ داعیہ آن وقوع در حرام است و ہمین وجہ نیت | جس کی خواہش از تکاب حرام ہے اور روزہ فرض |
| صوم است و صفت صوم آمدہ کہ فیہ عظمۃ | ہونے کی یہی وجہ ہے روزہ کی صفت میں یہ وارد ہے |
| یقوی المملکۃ ویضعف البہیمیۃ ولاشیئ | کہ اس میں بڑی بات یہ ہے کہ قوت ملی کو قوی اور |
| مثله فی صیقلیۃ وجہ الروح وقہر الطبیعة | قوت ہیمی کو ضعیف کرنا ہے اور روح کے صاف |
| ولذلك قال اللہ الصوم لی وانا اجزی بہ | کرنے اور طبیعت کو مقبور کرنے میں اس کی برابر کوئی |
| ویکفر الخطایا ودر کم خوردن گویا سعی کردن است | خیر نہیں اور اسی لیے اسد قاعے نے فرمایا کہ روزہ |
| در قہر نفس وازالہ زداکس آن و برای حامل آن | میرے لیے ہے اور میں و سکا بدلہ ہوں اور گناہوں کا |
| می شود صورت تقدیس سیدہ در عالم مثال بعضی از | کفارہ ہوتا ہے اور کم کھانے سے نفس مغلوب ہوتا اور |
| کبار عارفین متوجہ شدہ اندہ بسوی این صورت | اوسکی برائیان دور ہوتی ہیں عالم مثال میں روزہ دار |
| و اصل ذات شدہ از جہان تنزیہ تقدیس ہیں آقا | کی صورت مقدس ہوتی ہے بعض عارفین اس صورت |
| معنی قوله الصوم لی غرض کہ کم خوردن | کی طرف متوجہ ہو کر جانب تنزیہ تقدیس سے اصل |
| منفید تر است و قلت طعام و درام صیام اگر مزاج | ذات ہوے ہیں ارشاد اللہ تعالیٰ کا یہی مطلب ہے |
| تند آید آن را بروفق مزاج باید آید و در چنان | غرض کہ کم کھانا زائد مفید ہے اور کم کھانا اور ہمیشہ روزہ |
| نہ شود کہ نشاط طبعی بدرود کہ کار باد باز بستہ است | رکھنا اگر طبیعت پر گران گذرے تو اسکو موافق مزاج |
| و اگر معنی انھیال موجودات تحت امرے بسیط | کر لینا چاہیے تاکہ نشاط طبعی نہ جانے پائے کیونکہ کام |
| و جدانی چنان از زمین ویا ر و فوق و تحت | اوسی سے وابستہ ہے اور اگر اضمحلال موجودات کے |
| زور آورد کہ گنجایش انفکاک ازان نہاند بوس | معنی کسی امر بسیط و جدانی کے تحت میں ہر طرف سے ایسے |
| میل باید کرد و یوصف محبت تامہ و جمع محبت و | غالب ہوں کہ اس سے چھٹکارا نہ ہو سکے تو اسکی طرف |
| انندہ اسیر سبیل و اگر این مقدار جوشش زند | پوری محبت اور محبت سے سب سے روک کر متوجہ ہو جائے |
| بلکہ محض تصور و تعقل این معنی از واطیب شدہ | اور اگر زیادہ جوشش ہو لیکہ ای قدر ہو کہ اور سکا تصور نہ |
| نزدیک عقل از سایر تصورات بہتر آن است کہ | تعقل عقلاً تمام تصورات سے اچھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ |

بہ نفی تعلقات و دوام توجہ بہت قویہ مشغول باہ
گردید تا آن وقت کہ سلطان این معنی ظاہر شود
و جلوه نماید و چندان بر خود سخت نباید گرفت
کہ حواس پراگندہ شوند و نشاط کہ بہ مہندی آن را
اسنگ گویند رنجد گردد کہ کار با دست مترقب
صحت مزاج و سلامت حواس و وجود نشاط و جمع
خاطر و خلوص نیت باید شد اکنون دلائل دیگر بر
کثرت نوافل می آرد۔

نفی تعلقات کر کے اور دوام توجہ بہت قویہ سے
مشغول رہے جب تک کہ اس کا غلبہ ظاہر نہ ہو۔ اور اپنے
اور پرتی سختی نہ کرنا چاہیے کہ حواس پراگندہ ہو جائیں
اور نشاط یعنی اسنگ جاتی رہے کیونکہ مطلب
اوی سے ہے لذت مزاج و مسامتہ حواس و
وجود نشاط و جمع خاطر و خلوص نیت کو لیے رہنا
چاہیے۔ اب کثرت نوافل کی اور دلیل بیان
کرتے ہیں۔

قوله وقول الشيخ نجم الدين الكبري الطبري رحمه الله بعد ذكر انفس الخلق

اقول و ارشاد حضرت شیخ نجم الدین کبری است
کہ راہ ہائے وصول بحق چون انفس مخلوق
بیشمار اند مختصراً بیان راہ وصول بحق این است
کہ این راہ بہ سہ قسم بازی گردد قسم اول راہ
ارباب معاملات است بہ کثرت روزہ و نماز و
تلاوت و حج و زکوۃ و انفاق مال و غیرہ از اعمال
ظاہرہ و این راہ عامہ مسلمانان است و موجب
نجات ایشان از عذاب ابدی و لیکن وصول حقیقی
اور بگذر این نوع عبادات متعارف است قسم دوم
راہ ارباب مجاہدات است بہ تبدیل اخلاق ذمیہ
و تزکیہ نفس و تصفیہ دل و تخلیہ روح و سعی در نیکی
تعلق بہ عبادات و ریاضات باطنی و اردو این

حضرت شیخ نجم الدین کبری کا ارشاد ہے کہ وصول
حق کی راہیں انفس مخلوق کی برابر ہیں مختصراً
راہ وصول بحق یہ ہے کہ اس راہ کی تین قسم ہیں
پہلی قسم راہ ارباب معاملات ہے اعمال ظاہری
یعنی کثرت روزہ و نماز و تلاوت حج و زکوۃ و خیر مال
وغیرہ سے اور یہ عام مسلمانوں کی راہ اور عذاب ابدی
سے اون کی نجات کا باعث ہے مگر ایسی عبادتوں
سے وصول حقیقی و شوار ہے دوسری قسم ارباب
مجاہدات کی راہ ہے یعنی حسن خلق و میسرہ کی
تبدیلی اور تزکیہ نفس و تصفیہ دل و تخلیہ
روح اور اردو امور میں کوشش سے جو عبادات
و ریاضات باطن سے تعلق ہیں اور یہ

ابرار راست و این قوم نیکان است این
 طائفہ را مقصدان خوانند و اوصلمان این گروه
 اندک باشند قسم سوم راہ سالکان حضرت صمدیت
 است کہ در فضائی میدان جبروتی و بیدائے
 ساحت لاهوتی با جنہ جذبات غنایات حق طیران
 می کنند و وصول این قوم در بدایت پیش از دیگران
 در نہایت و این راہ کہ اشرف طرق است مبنی است
 بر موت ارادی کہ ازان در حدیث اشارت است
 بموتوا قبل ان تموتوا و این سعادت موس
 برده قاعدہ است قاعدہ اول تو باست یعنی
 بازگشتن بحضرت حق با اختیار چنانکہ برگ بختیار
 خواهد بود پس تو بیرون آمدن بود از گناہ و
 ہر چہ بندہ را از حق بازدارد از مراتب دنیا و عقبی
 کہ آن میں گناہ است طالب را واجب است
 کہ از ہمہ بیرون آید حتی کہ از سستی خود را گرگاہ
 فقر خواہی و سریر و از خود و جملہ جہان نفرت پذیر
 چارہ این حیثیت در خون آمدن و از خودی خویش
 بیرون آمدن و این کلاہ بے سر است ای سپر
 کے دہند تا تو می نازی بسر و دوم زہد است
 و کان بیرون آمدن از دنیا و آرزو ہائے کہ بدو از
 با اختیار چنانکہ برگ از ہمہ برخواید اما بلکہ نہ حقیقی

ابرار کی راہ ہے اور یہ قوم امت کے نیک لوگ
 ہیں اور اس گروہ کو مقصد کہتے ہیں اور اس گروہ
 کے واصلین کہ ہوتے ہیں تیسری قسم سالکان حضرت
 صمدیت کی راہ ہے جو فضائے میدان جبروت
 صحرائے لاهوت میں جذبات غنایت حق کے
 بازوون سے اڑتے ہیں اس قوم کا وصول ابتدا
 میں دوسروں کی انتہا سے زیادہ ہے اور یہ طریقہ
 جو تمام طریقوں سے اشرف ہے موت ارادی کہ
 ہے جس کی طرف حدیث موتوا قبل ان تموتوا
 میں اشارہ ہے اور یہ سعادت دس قاعدوں پر
 مبنی ہے پہلا قاعدہ تو یہ ہے یعنی خدای تعالیٰ
 کی طرف با اختیار رجوع ہو گا جس طرح بوجہ موت
 بے اختیار ملینا ہو گا پس گناہوں کا چھوڑنا تو یہ
 ہے اور جو حسینہ بندہ کو خدا سے روکنے دنیوی
 ہو یا آخروی وہ بھی گناہ ہے طالب کو سب
 سے نکل جانا چاہیے یہاں تک کہ اپنی ہستی
 سے بھی گرگاہ فقر خواہی و سریر و از خود
 جملہ جہان نفرت پذیر و چارہ این حیثیت در خون
 آمدن و از خودی خویش بیرون آمدن و این کلاہ
 دوسرا زہد ہے یعنی با اختیار آرزو سے دنیا چھوڑنا
 جس طرح مرکز بے اختیار چھوڑنا بلکہ حقیقی زہد

| | |
|--|--|
| آن بود کہ از طلب درجات باقی عقبی بگذرد در | یہ ہے کہ درجات باقیہ عقبیہ کا بھی طالب |
| خبر است کہ الدنیا حرام علی اہل الاخرۃ | نہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ دنیا اہل آخرت |
| والاخرۃ حرام علی اہل الدنیا واما حرامان | پر اور آخرت اہل دنیا پر اور وہ دونوں |
| علی اہل اللہ ^۱ چو ہر لذت کہ در ہر دو جہا ^۲ | اہل اللہ پر حرام ہیں ^۳ چو ہر لذت کہ در ہر |
| ترا در حضرت او پیش از ان ست ^۴ چو ہر پس گ | جہان است ^۵ التمسیر توکل ہے یعنی باختیار |
| ہر دوی نگیری ^۶ چو شستاقان پی اوی نہ گیری ^۷ | خود ذرا بچ و اسباب چھوڑ دے جیسے مرکب |
| ہر آن کو در بنا ز ہر دو عالم ^۸ نگردد در حرم خاص | یہ سخت یا چھوڑے گا۔ جو شخص اللہ پر |
| محرم ^۹ مستوم توکل است و آن بیرون آمدن | بھروسہ کرے وہ اوس کو کافی ہے۔ |
| بود از رویت و سایط و اسباب کلی یا اختیار چنانکہ | جو تھا قناعت ہے یعنی خواہشات نفسانی |
| برگ بے اختیار کہ من یتوکل علی اللہ فصحا | وہی کا چھوڑنا اور بقصد ضرورت زندگی |
| حسبہ چنانکہ قناعت و آن بیرون آمدن از | کھانا پھنسا اور اوس میں اعتدال کا لحاظ |
| آرزو ہائے نفسانی و تمتعات یہی مگر آن قدر کہ | رکھنا ^{۱۰} گر ترانہ و خلقتانے بود ^{۱۱} |
| قوام اصل حیات بدان ست از ماکول و ملبوس ^{۱۲} | پا بچوان عزت ہے یعنی لوگوں سے |
| رعایت حد اعتدال در ان ^{۱۳} گر ترانہ و خلقتانے | میل جول نہ رکھنا خواہ وہ اعتدال |
| بود ^{۱۴} ہر بر موی تو سلطانی بود ^{۱۵} پیچم عزت | ہوں یا اغیار اور اپنے آپ کو اون کی |
| است و آن بیرون آمدن از انیسر شش خلق چہ | صحبت سے بچنا۔ سو ایسہ کامل |
| بجنگا نگان و چو نیشا و ندان و خود را بر کرانہ دشمن | کی صحبت کے جو اوس کا مربی ہوتا کہ |
| از صحبت ایشان یا اختیار مگر از صحبت شیخ کامل کہ | وہ اوس کے آئینہ دل کا رنگ |
| مربی دے بود تافض مرید را بے آب ولایت از | غیریت صاف کر دے۔ اور |
| گرد بیگانگی بشوید و آئینہ دل اور از زنگار غیرت | حقیقی عزت جو اس کا خلوت |
| پاک گرداند و اصل عزت معزول کردن حواس است | میں معزول کرنا ^{۱۶} ستم |

بہ خلوت یعنی بازداشتن چشم از دیدن و گوش از
 شنیدن و زبان از گفتن زیرا کہ ہر بلائے کہ
 بروج رسیدہ است ہمد از جو اس است
 نهم خوردم روز و شب علم درازنہ از عیالم گفت
 یاربے نیازنہ تو بین غیری برین در چون رسی
 و نخستین پایہ بر سر چون رسی ہا نیاید درد
 این کارت پدیدہ قصہ این درد نتوانی شنید
 گر شود این درد دامنگیر تو بد بر کشاید بس
 زنجیر تو ورنہ گیر دامنست این درد زود و
 گفتگوی من نہار و بچ سود و ششم ذکر اُن
 بیرون آمدن بود از یاد غیر حق چنانچہ خود میفرماید
 واذکر ربک اذ انیت ای تسیت غیری
 درین صورت وجود ذکر در آفتاب وجود حق
 تلاشی گردد و غبار او بار وجود ذکر منعدم گردد
 و جمال مذکور در عین ذکر رود نماید و اشارہ
 و هو معکرا ینما کنتم متحقق گردوے تاکہ
 باشد یا دیگرے در حساب ہذا ذکر مولی باشد
 از تو در حجاب ہذا بود یک ذرہ ہستی بجائے
 کفر باشد گر نہی در عشق پائے ہر گمہ عالم
 ثواب تو بود نہ تا تو باشی آن عذاب تو بود
 اگر شوی چون خاک در رہ پایمال ہذا تا ابد

یعنی آنکہ اور کان اور زبان کو دیکھنے سے
 بولنے سے روکنا کیونکہ روح تمامتر جو اس ہی
 کی وجہ سے بلا میں پڑی ہے
 زخم خوردم روز و شب عمر و راز
 از عیالم گفت یاربے نیاز
 تو بدین غیری برین در چون رسی
 و نخستین پایہ بر سر چون رسی
 ہا نیاید درد و این کارت پدیدہ
 قصہ این درد نتوانی شنید
 گر شود این درد دامنگیر تو بد
 بر کشاید بس و زنجیر تو
 ورنہ گیر دامنست این درد زود
 گفتگوی من نہار و بچ سود
 چھٹا قاعدہ ذکر ہے یعنی غیر حق کی یاد چھوڑنا
 جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اپنے پروردگار
 کو یاد کر جب کہ تو بھولے یعنی میرے غیر کو
 بھولے اس صورت میں اُس کی ہستی
 فنا ہو جاتی ہے اور جمال حق اُس کے
 پیش نظر ہو جاتا ہے اور اشارہ و هو
 معکرا ینما کنتم ثابت ہو جاتا ہے
 تاکہ باشد یا دیگرے در حساب ہذا

جان را بہ ست آری کمال پتا کہ خویشی عدد
 بینی ہمہ چی چون شوی فانی احد بینی ہمہ
 ساکب را باید کہ اوقات خویش بذکر دہام فکر
 تمام صرف نماید تا کہ وسیلہ جذبات لطافت
 ربانی گردیدہ اور فایز بہ مقصد اصلی گردانند کما
 قال تعالی فاذا کرونی اذکر کمر شیخ نجم الدین
 کبری در تفسیر این آیت فرمودہ کہ ذکر بندہ مومن
 مر خدا را از نتایج ذکر خدا مر بندہ مومن راست
 از دو وجہ یکی آن کہ خطاب حق بہ بندگان بقول
 خود فاذا کرونی کلام از نیست کہ بندگان خود را
 پیش از خود و ایشان باین خطاب مشرف فرموا
 پس ذکر کردن ایشان درین عالم شہادت
 نتیجہ ذکر خدا است در ازل دوم این کہ خدا
 کر بندہ کربای تعقیب بقول خود فاذا کرونی
 اذکر کمر درین قول تقدیم و تاخیر است معنی
 آنست کہ اذکر کمر فاذا کرونی چنانچہ فرمود
 رضی اللہ عنہم و رضوا لہنہ زیر اچہ خوشنودی
 ایشان از خدا نتیجہ خوشنودی خدا است
 از ایشان و ذکر امر تاب است ذکر لسان کہ با قرأ
 است یعنی فاذا کرونی بالاقراء والایمن
 اذکر کمر یا لایقان و ذکر ارکان کہ باستمال
 سالک کو ہر وقت ذکر و فکر میں مصروف رہنا
 چاہیے تاکہ بذریعہ جذبات رحمت الہی جلد مقصد
 اصلی پر وصول نصیب ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
 تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کرونگا حضرت شیخ نجم الدین
 کبری قدس سرہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتی ہیں
 بندہ مومن کا خدا تعالیٰ کو یاد کرنا یہ دو وجہ سے
 خدا کے بندہ کو یاد کرنے کا نتیجہ ہے ایک یہ کہ خداوند
 تعالیٰ کا ارشاد فاذا کرونی کلام ازلی ہے کہ اس
 اپنے بندوں کو ان کے موجود ہونے سے قبل
 اس خطاب سے مخاطب مشرف فرمایا اب ان کا
 اس دنیا میں اسے یاد کرنا یہ اس کے ازل میں
 یاد کرنے کا نتیجہ ہے دوسرے یہ کہ آیہ کریمہ فاذا کرونی
 اذکر کمر میں یہ فاسے تعقیب خدا نے ذکر کا حکم
 کیا تو اس قول میں تقدیم و تاخیر ہے معنی یہ ہیں
 کہ میں تم کو یاد کرتا ہوں تم مجھ کو یاد کرو جیسے فرمایا
 کہ اللہ ان سے خوش ہوا اور وہ اس سے خوش
 ہوئے کیونکہ خدا سے ان کا خوش ہونا خدا کے
 ان سے خوش ہونے کا نتیجہ ہے اور ذکر کے کئی
 مرتبہ ہیں ذکر زبان یعنی استہرا کہ مجھ کو اقرار
 و ایسان سے یاد کرو میں تم کو ایقان
 سے یاد کروں گا اور ذکر ارکان یعنی

طاعت است یعنی فاذا کرونی بالطاعات
 اذکرکم بالکوامات و ذکر نفس کہ بہ تسلیم
 اوامرو نواہی است یعنی فاذا کرونی بالامتناع
 اذکرکم بالاسلام و ذکر قلب کہ بہ تبدیل و صفا
 ذمیمہ و تحصیل اخلاق کریمہ است یعنی فاذا کرونی
 بالاخلاق اذکرکم بالاستغراق و ذکر روح
 کہ بہ تفرید و محبت است یعنی فاذا کرونی بالتفرید
 والمحبة اذکرکم بالتوحید و القرۃ و ذکر سر کہ
 بہ بنی وجود و فناء است یعنی فاذا کرونی
 ببذل الوجود و الفناء اذکرکم ببذل الشہو
 و البقاء چنانچہ در حدیث است ان ذکر فی
 فی نفسہ ذکر تہ فی نفسی ابن عیینہ گوید کہ
 در اخبار بار سیدہ است کہ حق تعالی فرمود
 بندگان خود را چیزے دادہ ام کہ اگر جبریل و
 میکائیل را میدادم ہر آئینہ نعمت بزرگ ایشان
 تمام می کردیم و ان این آیت است در جواب ہر تفسیر
 قریب بصد وجہ درین آیت مذکور اند و چون
 درین ترجمہ بساط اطباء منطوبیت کیے و نکته
 از کلام محققان اختصار کردہ شد کہ کشف الاسرار
 آورده کہ حق تعالی فرمود لا ینال العبد ذکری
 و اذکرہ حتی عشقنی نتیجہ این ذکر دوام کمال

اعانت کرنا کہ مجھ کو بذریعہ طاعات یاد کرد
 میں تم کو کرامات سے یاد کروں گا اور ذکر نفس
 یعنی احکام الہی ماننا کہ مجھ کو تسلیم سے ذکر
 کرو میں تم کو اسلام سے یاد کروں گا اور ذکر قلب
 یعنی اوصاف ذمیمہ چھوڑ کر اخلاق کریمہ حاصل
 کرنا کہ مجھ کو اخلاق سے یاد کرو میں تم کو استغراق
 سے یاد کروں گا اور ذکر روح تفرید و محبت ہے یعنی مجھ کو
 تفرید و محبت سے یاد کرو میں تم کو توحید و قربت یاد کروں گا
 اور ذکر سر یعنی اپنی ہستی فنا کرنا کہ اپنے وجود کو
 کر کے مجھ کو یاد کرو میں تم کو شہور و بقا روٹھا جائے
 حدیث میں ہے کہ اگر وہ اپنے دل میں مجھ کو یاد کرتا
 تو میں بھی اوس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں ابن عیینہ
 کہتے ہیں کہ اخبار سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ حق سبحانہ
 تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو ایسی چیز
 دی ہے کہ اگر جبریل و میکائیل کو دیتا تو بیشک ان کو بڑی
 نعمت دیتا اور وہی آیت ہے جو ہر تفسیر میں تقریباً اسکی
 سو وجہیں لکھی ہیں اور چونکہ اس ترجمہ میں طوالت کا قصود
 نہیں لہذا محققین کے کلام سے دو ایک نکتہ لکھ گئے
 کشف الاسرار میں ہے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک
 مجھ کو یاد کرتا رہی تو میں بھی اوس کو یاد رکھتا ہوں یہاں تک کہ
 وہ مجھ پر عاشق ہو جائے اس ذکر دوام کا نتیجہ کمال

محبت است کہ آن ر عشق خوانند و مراد ازین ذکر
لسانی است بلکہ ذکر قلبی از سلطان العارفین
بایزید رسیدند کہ چرا از زبان شما ذکر کمتر شنوم
گفت کہ زبان بیگانه است در میان نہ تنجید
ابوبکر واسطی فرمود کہ حقیقت ذکر نسیان ذکر است
و قیام بہ مذکور و این ذکر حقیقی است کہ ذکر را این
مذکور گردانند بلکہ ذکر و مذکور و ذکر یک ذات گرد
و این حقیقت بحال شمع و پروانہ ماند کہ شمع
سرفراز رخ افروختہ با پروانہ جان باختہ دل سوختہ
گفت کہ یاد منت شود زیاد و مزوی
بیرون زد دل حزین و شاد و نہ روی بہ آن عاشق
جانناز چون گرمی ہر معشوق سرفراز خود دید بربا
شوق پرواز کنان در رسید شمع بس گرمی تمام
چہرہ جمال خود را بر افروخت پروانہ دیوانہ بزبانہ
خود را بسوخت یا پروانہ آن بود کہ خود را فدای
شعلہ شمع کرد و یا شمع آن کہ بجاذبہ اشتعال
اورا بخود کشید درین صورت تفریق و تمیز از شمع
یرفت و دودی از یک دیگر برخاست اگر پروانہ
را جوی شمع کا شانہ یابی و اگر شمع را طلب کنی
پروانہ دیوانہ یابی عزیز من چون پروانہ بہ فنا
وجود خود فداے شمع گردید آنگاہ بہ بقای شمع

محبت ہے جس کو عشق کہتے ہیں اور اس سے زبانی
یا مراد نہیں ہے بلکہ ذکر قلبی مراد ہے حضرت
سلطان العارفین بایزید بطامی سے لوگوں نے
پوچھا کہ ہم آپ کی زبان سے ذکر الہی بہت کم سنتے ہیں
اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ زبان بیگانہ ہے اسکا گنجائش
نہیں ابوبکر واسطی نے فرمایا کہ حقیقت ذکر ذکر بھولنا
مذکور میں فنا ہو جانا ہے اور یہی ذکر ذکر کو عین مذکور
کر دینا ہے یعنی ذکر و مذکور و ذکر ایک ہو جاتے ہیں
اور یہ شمع و پروانہ کے حال سے مشابہ ہے کہ شمع
نے پروانہ سے کہا کہ سہ اگر تو مجھے یاد رکھے تو میں بھی
بھول نہ بھولوں الخ جب پروانہ شمع کی یہ گرمی محبت
دیکھی تو باز دی شوق سے اندر کہ پوچھا شمع نے اپنا حال
جانسوز دکھایا پروانہ دیوانہ نے اس کی لوہا پانچہ کو چلا یا
پروانہ وہ تھا جو شعلہ شمع پر نہا ہو گیا
اور شمع وہ تھی جس نے اپنے شعلہ سے اس کو
کھینچ لیا۔ اس صورت میں تقسیر یہ تھیں
یا ہی جاتی رہی اگر پروانہ کو ڈھونڈو۔ تو
شمع کو پاؤ گے۔ اور اگر شمع کو ڈھونڈو گے
تو پروانہ کو پاؤ گے۔ جب پروانہ نے
اپنا وجود شمع پر فدا کر دیا اس
وقت شمع کے وجود باقی رہے۔

بہ مقصود خود رسید کلام قدسی شعر بر این است
 لایزال العبد یتقرب الحدیث ہنتم توجہ است
 یعنی روی آوردن بہ حضرت حق بہرگی جو اس خود
 و بیرون آمدن از جمیع دواعی بشریہ یا اختیار
 سید الطایفہ جنید بغدادی گوید کہ اگر سالک صادق
 ہزار سال در راہ حق قدم زد و یک لحظہ غافل
 بماند آن مقدار سعادت کہ در آن لحظہ از دست
 فوت شود بیشتر از آن بود کہ در آن ہزار سال حاصل
 کردہ باشد ہشتم صبر و آن بیرون آمدن از حظوظ
 تمتعات نفسانی بلکہ حجاب آرزو ہائے غیریت اتم
 مراقبہ است و آن چشم بستن ب حصول مطلوب و
 بیرون آمدن از حرکات و سکنات با اختیار و تم
 رضا و آن بیرون آمدن از رضائے خود بدخل
 در رضائے محبوب و این مقام اعظم مقامات
 سالکان است زیرا کہ ہر مطلوب کہ در پس پردہ
 طلب حاصل شود لایق حوصلہ طالب باشد
 سالک مبتدی در مقام مسکنت و حقارت است
 پس ہر چہ در طور خود خواہد حقیر بود و چون خواست
 خود را از میانہ بردارد کا عظیم یا عظیم بگذارد عطا
 نامتناہی حاصل نماید و جناب کبریا را شاید
 جعلنا الله من الذين سعدوا بطاعته و

اپنے مقصود پر پہنچا لایزال العبد یتقرب الخ
 سے یہی مطلب ہے سائن آن توجہ ہے یعنی حضرت حق
 کی طرف مہمتن توجہ ہونا اور بار بار وہ تمام خواہشات
 بشریہ چھوڑ دینا حضرت سید الطایفہ جنید بغدادی فرماتے
 ہیں کہ اگر سچا سالک ہزار برس سلوک کرے اور پھر ایک
 گھڑی بھی اوس سے غافل ہو جائے تو جس قدر
 سعادت اوس گھڑی اوس سے فوت ہوگی وہ اوسکی
 ہزار سال کی سعادت سے زیادہ ہوگی آٹھواں صبر
 ہے یعنی حفظ و قوائد نفسانی بلکہ تمام خواہشات
 غیریت چھوڑ دینا و آن مراقبہ ہے یعنی حصول مطلوب
 میں متوجہ رہنا اور حرکات و سکنات اختیار چھوڑ دینا
 دسواں رضا ہے یعنی رضا و محبوب سے راضی ہونا یا عطا
 سب مقامات سے بڑا ہے کیونکہ بہر پردہ طلب جو
 چیز حاصل ہوگی وہ اوس کے حوصلہ کے موافق ہوگی
 اور چونکہ وہ مقام مسکنت و حقارت میں ہے لہذا جو
 خواہش اپنے حسب حال کرے گا وہ حقیر ہوگی اور جب
 اوس نے اپنی خودی مٹا دی تو گویا بڑا کام بڑے
 کے حوالہ کر دیا اب وہ سزاوار عطاے نامتناہی
 اور قابل باریابی درگاہ الہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ
 ہم کو بھی اون لوگوں میں شامل کرے
 جو اوس کی اطاعت سے سید ہوئے اور

فانواع محبتہ انہ قریب عجیب الکنون مصنف
اوس کی محبت پر فایز ہوئے بیشک قریب محبت

دو حدیث دیگر درین باب نقل می نمایند
اب مصنف دو اور حدیثین اس بارہ میں نقل فرماتے ہیں

قوله وما ورد في الحديث ان الله ثلاث مائة وخمسة عشر شریعة يقول الرحمن

وعسني لا ياتيني عبد من عبادي لا يشرك بي شيئا با واحد منهن الا ادخلته الجنة

اقول واضحہ کہ در دست در حدیث کہ تحقیق
حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ کی تین سو پندرہ

برای حق سه صد و پانزده شریعت اندیکو حق
شرعیات میں اور وہ فرماتا ہے کہ قسم اپنی عورت

قسم عزت خود می آرد بندہ از بندگان من یہ کہے
کی جب میرا کوئی بندہ اون میں سے کسی شریعت پر

از او شان و شریک منی کند با من چیزے را مگر
چلتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک بنیں گے تو اوس

داخل خواهم گردانید اور از جنت یعنی این ہمہ
جنت میں داخل کرنا ہوں یعنی ان سب شریعتوں

شرائع را فرستادہ حق می داند و چیزے در آن طریقہ
کو فرستادہ حق جانتا اور اوس طریقہ میں کسی کو شریک

شریک مطلق منی دارد و افعی شرک عجیب تر گناہست
مطلق بنیں گے۔ و افعی شرک عجیب گناہ ہے

کہ بخشایش آن دشوار است ان الله لا یغفر
جس کی بخشش دشوار ہے۔ بیشک اللہ شرک کی

ان یشرك به و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء
مغفرت بنیں گے تو شرک کے سوا جس گناہ کو چاہتا ہے

و حقیقت شرک این کہ اعتقاد کند آدمی در بعض
بخش دیتا ہے۔ و حقیقت شرک یہ ہے کہ آدمی بعض

مفطمین کہ آثار عیبیہ از ان صادر شدہ اند بسبب
بزرگوں کے متعلق یہ اعتقاد کرے کہ عجیب امور جو معمولی

اخصات آن بہ صفات کمال کہ مقدار جنس
انسان کی قدرت سے باہر ہیں وہ اونسے بسبب افسوس

انسان نیند بلکہ خاص اندبہ و جب یافتہ نمیشوند
صفات کمال سے متصف ہونے کے صادر ہوتے

و غیر حق مگر کہ مخلص شود او بخلعت الوہیت یا
ہیں حالانکہ وہ باتین و جب تعالیٰ سے خاص ہیں نہ

فما شود در ذات او و خود ذلک از انواع ترافات
کسی اور سے مگر حکم و خلعت الوہیت سے مخلص ہوا و کسی

چنانچہ در حدیث وارد است کہ ان المشرکین
ذات میں فانی ہو اسی طرح اور ترافات چنانچہ حدیث میں آیا

کانوا یلبون بهذا الصیغ لیبیک لیبیک
ہر کہ مشرکین اس طرح لیبیک کہا کرتے تھے کہ لیبیک لیبیک

لا شريك لك الا شريكاً هوداك بملكه
 پس تذل کند نزد او و معامله کند با و معامله عباد
 مع الله و برای این معنی اشباح و قوالب اند
 شرع شریف بحث نمی کند مگر از اشباح و قوالب
 معنی این که مباشرت می کنند مردمان به نیت
 شرک حتی که باشد مظنه شرک -
 تو ان کے سامنے انتہائی عجز کرتا ہے اور ان سے
 ویسی معاملت کرتا ہے جیسے بندے اللہ کے ساتھ
 اور اس معنی کے لیے اگرچہ صورت قوالب ہیں مگر
 شرع شریف ان صورت قوالب کے معانی سے بحث
 کرتی ہے جیسے انسان بہ نیت شرک کرتا ہے یا ایسی بات
 کی پابندی کرے جس میں گمان شرک ہو -

قوله وايضاً ورد ان لله عز وجل لو حاتم ذر جدد خضراء وجعلها تحت العرش
 كتب فيه اني انا الله لا اله الا انا ارحم الراحمين خلقت بصغدة عشر وثلاث مائة
 خلق من جاء بخلق منها مع شهاة ان لا اله الا الله ادخله الجنة

اقول و نیز وارد است کہ تحقیق برای خدا گویت
 از تریخ سبز زیر عرش در ان مکتوب است کہ من
 خدایم نیست خدا نے جو من کہ ارحم الراحمین ام
 آفریدم صد و دہ و چند اخلاق را ہر کہ آید خلق
 از ان بہ شہادت لا اله الا اللہ داخل خواہم شد
 اور اد جنت - اکنون بفرض نفل ازین حدیث
 اشارت می سازد -
 نیز وارد ہے کہ اللہ کی ایک لوح سبز جسد کی ہے
 عرش کے نیچے جس میں لکھا ہے کہ میں اللہ ہوں
 میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ارحم الراحمین ہوں
 میں نے تین سو کوئی اخلاق پیدا کیے جس کسی میں ایک
 خلق بھی ہوا اور اس نے یہ بھی گواہی دی کہ اللہ کے
 سوا کوئی معبود نہیں تو میں اس کو جنت میں داخل
 کروں گا اب بفرض نفل ان احادیث کو لکھ کر ملتے ہیں

قوله اشارة الى كثرة افراد النوافل لا متشالية كذكر كلمة لا اله الا الله وصلوة النفل
 وتلاوة القرآن والاستغفار والتسبيح والدعاء والصلوة على النبي صلعم والصق
 وطواف النفل وصدقة النفل وحج النفل والامر بالمعروف والنهي عن المنكر وغير
 من المستحبات ودرس العلوم الدينية وانواع اعانة المسلم التي ادناها الى الجنة اذا
 عن طريق المسلمين وغير ذلك مما لا يمكن بحصاؤه

اقول قول حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ و ہر دو
 حدیث دلالت دارند بر کثرت افراد نوافل امتثال
 مثل ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ و طریقہ اش این کہ در
 خلوت با وضو متوجہ قبلہ شدہ صورت مرشد را
 بطرف راست قائم کردہ و وزانو بشیند و سہار
 استغفار گفتمہ ذکر نفی و اثبات بدین گوئی کند
 کہ ہر دو دست بر ہر دو وزانو ہما دو سر ملا تاناف
 فرود آورده لفظ لا را از ناف تا ام الدماغ کشد
 و لا گوین سر را از فرود بیالارساند و رخ بہ کتف
 راست کردہ لفظ الہ گوید بعدہ سر گردانیدہ بطرف
 چپ رخ آورده بر دل لفظ الا اللہ را ضرب بد
 و در وقت لا تصور نفی معبود و مقصود و موجود و غیر
 حق کند و وقت الا اللہ تصور اثبات معبود
 و مقصودیت و موجودیت حق کند اما مبتدی را
 باید کہ بجائے اللہ معنی معبود خیال کند و متوسط
 معنی مقصود و منتہی معنی موجود و پندارد و ذکر بر دو
 نوع است یکی تہرید دیگر خفی چون با و از بلند گوید
 جہر نامند و آہستہ گوین خفی باشد و یکے از افراد نوافل
 نفل خواندن است کہ اقسام آن بسیارند و تلاوت
 قرآن و استغفار و سبحان اللہ و گفتن و دعا و درود
 و روزہ نفل و طواف نفل و صدقہ نفل و حج نفل

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا ارشاد اور یہ دونوں
 حدیثین نوافل امتثال کی کثرت افراد پر دلالت
 کرتی ہیں جیسے کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر جس کا طریقہ یہ ہے
 کہ خلوت میں با وضو قبلہ رو ہو کر مرشد کی صورت
 و اپنی طرف قائم کر کے دو زانو بیٹھے اور تین یا چار ہتھکڑیاں
 بڑھکر ذکر نفی و اثبات یوں شروع کرے کہ دونوں ہاتھ
 زانووں پر رکھ کر سر کو ناف تک لا کر لفظ لا کو ناف
 سے ام الدماغ تک کھینچے اور لا کتابو اسر کو نیچے سے
 اوپر لیجائے اور داہنے شانہ کی طرف موہنے کر کے الہ
 کہے پھر سر گھما کر بائیں طرف موہ لیا کر دل پر الا اللہ
 کی ضربے اور لا کہنے میں ہجو مقصود و موجود و غیر حق
 کی نفی خیال کرے اور الا اللہ کہنے میں حق کی
 معبودیت و مقصودیت و موجودیت کا اثبات
 خیال کرے لیکن مبتدی کو بجائے اللہ معبود کے
 معنی اور متوسط کو مقصود اور منتہی کو موجود کے معنی
 خیال کرنا چاہیے اور ذکر دو قسم پر ہے تہرید و خفی
 بلند آواز سے ذکر کر نیکی جہر اور آہستہ کہنے کو خفی کہتے ہیں
 اور نفل افراد نوافل نفل پڑھنا ہے جس کی بہت
 قسمیں ہیں اور قرآن پڑھنا اور استغفار اور
 سبحان اللہ کہنا اور دعا و درود و روزہ نفل
 و طواف نفل - و صدقہ نفل - و حج نفل

| | |
|---|---|
| امر بالمعروف ونہی عن المنکر و دیگر انچہ کہ از مستحبات است و درس علوم دینی کہ از باقیات صالحات است و اقسام اعانت مسلم کہ ادنائے آن دفع کردن ایشانے تکلیف دہ است از راہ سلطنت در خبر است کہ ہر کہ در حاجت برادر خود است در حاجت روانی دوست و غیر ازین کہ نامحصول اند اکنون بعد تقسیم و شمار از افراد نوافل نتیجہ ادا است آن بیان می نماید | امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دیگر مستحبات اور علوم دین پڑھانا جو باقیات صالحات میں ہے اور مسلمانوں کی مدد جس میں سب سے کم تکلیف چیزوں کا مسلمانوں کے راستہ سے ہٹانا ہے حدیث میں ہے کہ جو کوئی لمبے بھائی کی حاجت پوری کرے ہے اللہ اوس کی حاجت پوری کرتا ہے اسکے سوا اور بہت ہیں اب بعد تقسیم و شمار از افراد نوافل اوس کی مدد کا نتیجہ بیان کرتے ہیں کہ |
|---|---|

قوله فمن دأوم علی احد هذه الافراد مستوعبا جميع اوقاته والثرها مع رعاية جميع الاقسام لا اجتنابی يحصل قصوراً من القرب

| | |
|--|--|
| اقول ہر کہ مداومت کر دیکے ازین افراد نوافل باستیاب جمیع یا اکثر اوقات حسب توفیق خداوندی مع رعایت جمیع اقسام اجتنابی حاصل خواہ گردید مقصود اواز قرب زیا کہ حصول قرب باتیان جمیع قسم امتثالی بوجہ عدم امکان مشروط نیست چنانکہ آئندہ خودی فرماید و دلالت می آرد | جس نے ان نوافل میں سے کسی ایک پر توفیق خداوندی کل اقسام اجتنابی کا لحاظ کر کے مداومت کی اوسے قرب حاصل ہو گا کیونکہ حصول قرب کل اقسام امتثالی کرنے پر مشروط نہیں اس لیے کہ وہ ممکن نہیں ہے چنانچہ خود اوس کی دلیل میں فرماتے ہیں کہ |
|--|--|

قوله لان تحصيل قربہ ليس مشروطاً باتیان جميع افراد النوافل الا متثالية لانه ليس يمكن بل يكفيه الفرح الواحد

| | |
|---|--|
| اقول تحصيل قرب مشروط نیست بہ آوردن جمیع افراد نوافل امتثالیہ چہ کہ باتیان جمیع افراد امتثالیہ ممکن نیست بلکہ کافیت فراد | حصول قرب تمام امثالہ نوافل امتثالیہ بجالانے پر مشروط نہیں کیونکہ وہ ناممکن ہے بلکہ اودن نوافل سے ایک نمبر کافی |
|---|--|

ازان نوافل و این عدم مشروعیت بنظر است
 ہے اور یہ شروع نہ ہونا یہ نظر رحمت خداوندی
 خداوند نیست۔

قوله اما الاجتناب من جميع المخطورات فشرط في تحصيل القربة منه عن اجتنابه

اقول ولكن بربيز از تمام مخطورات پس شروط
 است در تحصيل قرب زیر کا منہی عنہ است و بربیز ہے کیونکہ وہ ممنوع ہیں اور ان سے پرہیز
 ازان ممکن و ان ہم بشرط توفیق اوتعالی است ممکن ہے بشرط توفیق الہی۔

قوله والکثرة المطلوبة من النوافل مطلقة باتیان الفرد او باتیان فوجہ

اقول و کثرت مطلوبہ از نوافل مطلق است
 بہ اور دن فرد باشد یا بہ آوردن نوع ازان
 یعنی مراد از اتیان کثرت نہ این کہ ہمہ اقسام
 بجا آوردہ باشد چہ کہ آن خود بقول مصنف متذکر
 اور مطلب کثرت نوافل سے مطلقا اس کے
 کسی فرد یا نوع کا کرنا ہے یعنی کثرت کرنے سے
 مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام قسمیں بجا لائی جائیں کیونکہ
 وہ دشوار ہے۔

قوله من استوعب جميع اوقاته او اكثرها ببعض هذه الافراد بحيث يتنقل
 من فرد الى فرد بملا لة النفس فقد راعى الكثرة باعتبار الفرد

اقول ہر کہ یہ جمیع اوقات خود یا اکثر ان بفرد
 از افراد نوافل استیجاب نماید و بوجہ ملا ل نفس
 انتقال از فردے بہ فردے کردہ باشد پس او
 رعایت کردہ باشد کثرت را باعتبار فرد مثلاً
 رعایت جملہ امور و اوقات در وہ رکعت نفل
 بہتر است کہ گویا جملہ افراد نوافل را بجا آوردہ
 زیرا کہ طبیعت کلیہ ہر فرد موجود است ایدون
 بعد بیان این معنی تفصیل قول بعض کہ موہم
 جس نے اپنے تمام اوقات یا اکثر وقت افراد نوافل سے
 کسی فرد میں صرف کیا اور بوجہ ملا ل نفس ایک فرد
 سے دوسرے فرد پر منتقل ہوا اس نے کثرت کی
 رعایت نہ رو کے اعتبار سے کی مثلاً تمام مورد
 اوقات کی رعایت و در رکعت نفل میں کی
 تو گویا تمام افراد نوافل بجا لایا کیونکہ طبیعت
 کلیہ ہر فرد میں موجود ہے اب اس بیان کے بعد
 بعض لوگوں کے قول کی کہ جس سے دوسرے معنی کا

من خذ لھدہ ان کہ حق تعالیٰ حضرت را بشارت
 مقام شیخی و مرتبہ مقتداۃ الی مخصوص کرد و موسے
 علیہ السلام را برای تعلیم علم لدنی بدو فرستاد از
 اتحاق مرتبہ شیخی عبدالمین عبادنا خبر میدہد
 و برای متضرر حضرت بن مراتب ثابت فرمود اوکل
 اختصاص عبودیت خاص کہ من عبادنا دوم
 قبول استحقاق حقایق از ایتا حضرت بے واسطہ
 کہ و ایتنا ہر سہمۃ سوم خصوصیت یافت
 رحمت خاص از مقام غنڈیت کہ چہ من عندنا
 چہ آم شرف تعلیم علوم از حضرت الہی پنجم دولت یافت
 علوم لدنی بے واسطہ کہ من لدنا علمنا و این
 پنجم رکن است کہ بنا را اہلیت شیخی و مقتداۃ الی نیست
 شیخ باید کہ بدن خصوصیتہا مخصوص شود و بخصا
 حمیدہ موصوف تا شیخی و مقتداۃ الی را شاید کہ شیخی
 اول مقام عبودیت دارد تا از رزق ماسواۃ حق
 آزاد نہ شود و اختصاص عبودیت من عبادنا
 نیابد و مساکن تا بخود سعادت و شقاوت خود
 می بیند آزاد نیست بزرگان گفتہ اند ہر چہ در
 بندانی بندہ آنی و المکاتب عبد ما بقی علیہ
 دہم دوم مقام قبول حقایق از ایتا حضرت
 بے واسطہ و آن میسر نہ شود تا بکلی از حجاب

ذلیل کرنا او نہیں ضرر نہیں پہونچا سکتا جاتا چاہے
 کہ حق تعالیٰ نے حضرت خضر کو مقام شیخی و مرتبہ مقتداۃ
 سے مخصوص کیا اور حضرت موسیٰ کو علم لدنی حاصل کرنے کے
 لیے ان کے پاس بھیجا استحقاق شیخی سے آیت عبدنا
 من عبادنا انخبر ہے اور پانچ مرتبہ حضرت خضر کے
 لیے ثابت فرمائے اول اختصاص عبودیت خاص کہ
 من عبادنا اوس سے مشغول ہوں دوسرے استحقاق
 حقایق بے واسطہ حضرت حق سے قبول کرنا کہ و ایتنا
 رحمت تیرے رحمت خاص مقام تیرے پانا کہ رحمتہ
 من عندنا چوتھے حضرت حق سے علوم سیکھنے کا شرف
 پانچویں بے واسطہ علوم لدنی کی دولت پانا کہ علمنا
 علما یہ و یہ پانچ رکن ہیں جن پر اہلیت شیخی و مقتداۃ الی
 کی بنا ہے شیخ کو ان خصوصیتوں سے مخصوص اور
 دیگر خصال کلی حمیدہ سے موصوف ہونا چاہیے تاکہ
 شیخی و مقتداۃ الی کے لائق ہو کہ نہ کہ شیخی کا پہلا مقام عبودیت
 ہے جب تک غیر حق کی غلامی سے آزاد نہ ہوگا خصوصیت
 عبودیت من عبادنا نہ پائیگا ساکن جب تک اپنی
 سعادت و شقاوت دیکھتا ہے آزاد نہیں ہے بزرگوں کا
 قول ہے کہ جس چیز کی قید میں ہو اس کے بند ہو اور نہ
 وہ بندہ ہے جیسر ایک درہم بھی بالی ہو دوسرے کی واسطہ
 حقایق حضرت حق سے قبول کرنا اور یہ جب تک حجاب

صفات بشری و روحی خلاص نماید زیرا کہ ہر چہ
 از پس حجاب آید بواسطہ آید اگرچہ در بعضی وقت
 چنان نماید کہ بے واسطہ است چنانچہ موسیٰ
 بے واسطہ کلام می شنید و بحقیقت بے واسطہ نہ بود
 گاہ شجر واسطہ بود و گاہ صدا و صوت و تفصیل این
 ہر کس فہم نتواند کرد و معلوم باشد کہ کلام حق بی شجر
 و صوت است اما موسیٰ بواسطہ حرف و صوت
 می شنید اگر بے واسطہ توانستہ شنید نزد ہر شخص
 برای محو کنانیدن بقایا آثار صفات انسانی از
 آئینہ دل نہ فرستادہ شدہ در بدایت نبوت
 آنحضرت صلعم را چون رفع حجاب بکمال نہ رسیدہ
 بود روحی حق بواسطہ می یافت کہ نزل بہ الروح
 الامین در شب معراج چون کشف قناع حقیقی
 بود واسطہ از میان برخاست کہ فاوچی الی
 عبدہ ما اوچی سوم یافت رحمت خاص از
 مقام عنایت و آن خاص الخاص را با شجرہ
 کہ فیضیاب از صفت رحمت عوام و خواص و
 خاص الخاص ہمہ اند اما عوام و خواص بواسطہ
 یابند و خاص الخاص بواسطہ حصہ عوام از صفت
 رحمانی ست و آن را مقبول و مردود و ہر دوی یابند
 از ہر کس کہ رزق رحمت و شفقت ہر بندہ کافرو

صفات بشری و روحانی سے بالکل آزادی نہوسیر
 نہیں کیونکہ جو کچھ حجاب سے آتا ہے بواسطہ آتا ہے
 اگرچہ بعض وقت ایسا معلوم ہو کہ بے واسطہ ہے جیسے
 حضرت موسیٰ بے واسطہ کلام سنتے تھے جو حقیقتاً
 بے واسطہ نہ ہوتا تھا کبھی درخت واسطہ ہوتا تھا اور کبھی
 نرا و آواز اور اسکی تفصیل ہر شخص سمجھ نہیں سکتا جانا
 چاہیے کہ کلام حق اگرچہ بے حرف و صوت ہے مگر حضرت
 موسیٰ بواسطہ حرف و صوت سنتے تھے اگر بے واسطہ
 سن سکتے تو حضرت خضر کے پاس بقایا آثار صفات
 انسانی آئینہ دل سے محو کرانیکے لیے بھیجے نہ جاتے ابدال
 نبوت میں آنحضرت صلعم کے لیے چونکہ بالکل حجابات
 اٹھ گئے ہوئے تھے لہذا وہی بواسطہ حضرت جبریل علیہ
 السلام اور شب معراج میں چونکہ حجابات اٹھ گئے تھے
 لہذا واسطہ بھی جاتا رہا تھا کہ فاوچی الی عبدہ ما
 اوچی تیسرے رحمت خاص مقام قرب سے پانچواں
 خاص الخاص کے لیے ہے کیونکہ صفت رحمت سے
 فیضیاب عام و خاص و خاص الخاص سب ہیں
 عام و خاص بواسطہ پائے ہیں اور خاص الخاص
 بے واسطہ عام کا حصہ صفت رحمانیت سے ہے
 جس کو مقبول و مردود دونوں پاتے ہیں کیونکہ
 رزق اور رحمت اور شفقت ہر مسلمان و کافر

سلم راست و اپن نتیجہ صفت رحمانیہ است
 اگر تاثیر این رحمت نہ بودے یکس جرعہ آپ بہ
 ہیج کا فرزند اوسے ازین جاگفتہ اند یا رحم الدنیا
 و حصہ خواص از صفت رحیمی است تا بواسطہ قبول
 دعوت ابیہ و متابعت ایشان در آخرت نعم
 بہشت بہشت یا بند و ازین جاگفتہ اند یا
 رحیم الاخرتہ و حصہ خاص الخا ص از صفت
 ارحم الراحمین است بے واسطہ چنانکہ انبیاء و ابودو
 این نتیجہ محو آثار بشریت و تجلی بصفات الوہیت
 و تخلق باخلاق ربوبیت است چہ ارم تعلم علم اوجہ
 بے واسطہ و آن وقتی سیر شود کہ لوح دل را از
 نقوش علوم عقلی و سمعی و حسی بے کلی پاک کند کہ
 تا این انواع بر لوح دل منقش است دل شاغل
 باشد از استعداد قبول علوم از حضرت بے واسطہ
 بہتجہ تعلم علوم لدنی بے واسطہ و اگر تعلم علوم دیگر از
 حضرت بے واسطہ بود آن علم لدنی نہ باشد چنانکہ
 در حق داود فرمود و علمناہ صنعة لبوس لعم
 علم لدنی بہ معرفت ذات و صفات حضرت حق
 تعلق دارد کہ بے واسطہ بہ تعلیم و تعریف
 حق حاصل آید چنانچہ آن حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم فرمودہ عرفت ربی برہی
 کے لیے ہے اور یہ صفت رحمانیہ کا نتیجہ ہے اگر
 رحمت نہ ہوتی تو ایک چیلو پانی کسی کا فر کو نہ ملت
 اسی لیے یا رحم الدنیا کہا جاتا ہے اور صفت رحیمی
 سے خاص کا حصہ ہے تاکہ وہ دعوت و متابعت انبیاء
 قبول کر کے آخرت میں آنکھوں بہشتوں کی نعمتیں پائیں
 اور اسی لیے یا رحیمہ الاخرتہ کہا جاتا ہے اور
 خاص الخا ص کا حصہ صفت ارحم الراحمین سے
 بے واسطہ ہے جیسا کہ انبیاء کو تھا اور یہ آثار
 بشریت محو ہونے اور صفات الہیہ سے آراتہ اور اخلاقیات
 ربوبیت سے موصوف ہونے کا نتیجہ ہے چوتھے حضرت
 حق سے بے واسطہ علم سیکھنا اور یہ اوس وقت سیر
 ہوتا ہے کہ جب دل سے نقوش علوم عقلی و سمعی و حسی
 مٹ جائیں جب تک یہ علوم لوح دل پر منقش نہ ہینگے
 تب تک بے واسطہ حضرت حق سے علوم مقبول
 کرنے کی استعداد اوس میں پیدا نہ ہوگی یا چون علوم
 لدنی بے واسطہ سیکھنا اگر اور علوم حضرت حق سے
 بے واسطہ سیکھے ہوں اور نہ علم لدنی کا اطلاق ہوگا
 جیسے حضرت داود کے حق میں وارد ہے و علمناہ
 صنعة لبوس لعم لدنی سے را و معرفت ذات و صفات
 حضرت حق تعالیٰ ہی جو بے واسطہ تعلیم و تعریف حق صلی
 ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو رب سے پہچاننا

| | |
|--|--|
| و یافت این علم بدان حاصل می شود که مرید از | اوریه علم اوس وقت حاصل ہوتا ہے جب مرید |
| وجود خویش برباید تا بدین زادن از لذت خویش | اپنے آپ سے نکلے اور اپنی لذت چھوڑ کر لذت حق پائے |
| بہ لذت حق رسد آنجا تلقی این علم یا بد چنانکہ فرمود | جیسا کہ ارشاد ہے کہ اناک لتلقی القرآن یا حضرت |
| اناک لتلقی القرآن و عیسیٰ می فرماید لن یسلج | عیسے فرماتے ہیں کہ ملکوت سموات وارض میں وہ نہ |
| ملکوت السموات و الارض من لم یولد متین | وخل ہوگا جو دو مرتبہ نہ پیدا ہوا ہو پیدا ہونے سے پہلے |
| و زادن بدان معنی باشد کہ چون مرید صادق در | مطلب ہے کہ مرید صادق جب ابتدائین بہ مقتضای |
| ابتدا بہ مقتضای والدین جاہل و قدم در راہ | والذین جاہل و راہ طلب میں قدم رکھتا اور |
| طلب تند و بجزایات عنایت ربانی روی بدل | کو بسبب جذبات عنایت حق مالوفات طبیعت اور |
| از مالوفات طبع و مستلذات نفسانی بگرداند و توجہ | لذات انسانی سے باز رکھ کر حضرت حق کی طرف |
| حضرت حق گرد و حضرت عزت بر سنت لکھنڈ پیغمبر | مستوجہ ہوتا ہے تو حضرت حق بہ مقتضای لکھنڈ پیغمبر |
| جمال شبنی و اصل کامل در آئینہ دل او عرض کند | کسی شیخ و اصل کامل کا جمال اسکے آئینہ دل پر نظر |
| چون مرید صادق جمال شیخ در آئینہ دل مشاہد | کرتا ہے جب مرید صادق شیخ کا جمال آئینہ دل |
| کند در حال بر جمال او عاشق گردد و فرار و آرام | میں مشاہدہ کرتا ہے تو فوراً اسکے جمال پر عاشق |
| برخیزد و منشأ جملہ سعادت این بقیر است و مرید تا | ہو جاتا ہے اور اوس کا فرار و آرام جاتا رہتا ہے |
| بر جمال و لایت شیخ عاشق نہ شود از تصرف ارات | تمام اچھا یوں کا منشأ یہی ہے قراری ہے جب تک |
| و اختیار خویش بیرون نیاید - مرید آن ست کہ مژ | مرید جمال و لایت شیخ پر عاشق نہیں ہوتا اپنے ارادہ |
| مراد شیخ بود نہ مرید مراد خود چون در مرید استعداد | اختیار کے تصرف سے نکل کر شیخ کے ارادہ و تصرف میں |
| قبول تصرف و لایت شیخ پیدا شود شیخ در و | داخل نہیں ہوتا مرید وہی جو مراد شیخ کا مرید ہونے اپنی ہر |
| تصرف و لایت خویش نماید و مراد از شیخ حقیقی | مرید جب مرید میں تصرف لایت شیخ قبول کرے کہ قابلیت پیدا ہو جاتی |
| است کہ در مقام عنایت در مقصد صدق در زیر | ہی شیخ اوس میں پناہ تصرف لایت فرماتا شیخ نہ صرف شیخ حقیقی کہ |
| قُبۃ عنایت حق است کہ اولیائی تحت قبائی | جو مقام قرب و مقصد صدق میں اجتہاد حق اولیائی تحت قبائی |

لایعہ فہم غیری و باید کہ در شیخ نسبت صفا
 باشند اول اعتقاد خوب کہ با اعتقاد اہل سنت و
 جماعت آراستہ باشد و بہ بدعتی آلودہ نہ بود تا
 مرید را در بدعت نیندازد کہ معاملہ اہل بدعت
 منہج و منجی نہ باشد دوم علم کہ بقدر ضرورت از علم
 شریعت با خبر باشد تا اگر بسلسلہ ضروری مرید محتاج
 باشد از عمدہ آں بیرون آید سوم عقل کہ باہل
 دینی عقل معاش دنیاوی بہ کمال دارد تا در تربیت
 مرید بشرط شیخی قیام تواند نمود چہاں سخاوت سخنی
 باشد تا بہ ما محتاج مرید قیام نماید و مرید را از ماکول
 و ملبوس ضروری فارغ دارد تا بہ کلی بہ کار دین
 مشغول شود و بہ محتاج شجاعت کہ شجاع و دلیر باشد
 تا از ملامت خلق و فتنہ ایشان نیندیشد و مرید
 را بقول کسی رد نہ کند و بہ منازعت و مخالفت
 پیغمبران روی ازین کار نہ گرداند و بنیاد حق و
 بازنہ گردد ششم عفت کہ عقیف النفس بود و نہ ہر
 بر زبان نراند و بہ زنان و شاہدان التفات نہ کند
 تا مرید و بہمت و شک نیفتد و فساد را روت پیہ
 نیارد و ہفتم علو بہمت کہ بدنیا و اہل آن التفات
 نہ کند الا بقدر ضرورت و طمع از مال مرید بریدہ از
 تا مرید را اعتراض نہیفتہ چہ مرید را آفتہ عظیم از

لایعہ فہم غیری کا مصداق ہو اور شیخ مین
 بتین صفتین ہونا چاہیہ اول درست اعتقاد و کراہت سنت
 و الجماعت کے عقائد پر ہو اور بدعتی ہونا کہ مرید بدعت
 مین نہ پڑے کیونکہ بدعتی کا معاملہ قابل نتیجہ و نجات نہیں
 ہوتا و دوسرے علم کہ بقدر ضرورت علم شریعت سی با خبر ہو تاکہ
 اگر کسی مسئلہ ضروری کا مرید محتاج ہو تو وہ اس سے تباہی
 تیسری عقل کہ عقل دینی کے ساتھ عقل دنیاوی بھی پوری
 رکھتا ہو تاکہ مرید کی تعلیم بشرط شیخی کر سکے جو بھی سخاوت
 کہ سخنی ہو تاکہ مرید کی ضروریات پوری کر سکے اور اس کو
 کھانے اور پہننے کی فکر سے فارغ رکھے تاکہ وہ باطنی
 سلوک مین مشغول ہو سکے یا چون شجاعت کہ شجاع
 دلیر ہو ملامت و فتنہ خلق سے خوف نہ کرے اور مرید
 کو کسی کے کہنے سے مردود نہ کرے اور پیغمبروں کے
 ارادائی جھگڑے اور دشمنوں کی دشمنی کی وجہ سے
 اس کام کو چھوڑ نہ دے چھٹے عفت کہ با عفت ہو اور
 بہبودہ نہ کرے اور عورتوں اور لڑکوں کی طرف متوجہ
 نہ ہو تاکہ مرید بہمت و شک مین نہ پڑے اور اس کی
 ارادت فاسد نہ ہو تا توین علو بہمت کہ دنیا اور
 اہل دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو مگر بقدر ضرورت
 اور مرید کے مال مین طمع نہ کرے تاکہ مرید کو
 اعتراض نہ پیدا ہو کیونکہ مرید کے لیے شیخ پر

اقراض پر شیخ نیست و اگر دنیا بے قصد و سعی او
 حق تعالیٰ اور اعطایا نماید ہمہ در را حق بہ حق صرف
 کند بے منت و در عونت و بی هیچ وجه در جمع مال و
 ضیاع و عقار نہ کوشد کہ باز دوستی دنیا در دل تہرج
 پدید آید بحال دنیا را اس کل خطیئہ ہستم
 شفقت کہ بر مرید شفق باشد و او را بتدریج بر کمال
 تحریض کند و باریہ روئے نہند کہ آن بیش از قوت و
 تحمل او بود و را بہ رفق و مدار کار آرد و چون
 مرید در قبض باشد بہ تصرف و ولایت قبض از او
 برگیرد و او را بسط بخشد و اگر بسط زیادہ شود قدر
 قبض بروئے ہند و بسط از بسط تاند و پیوستہ از
 احوال دینی و دنیاوی مرید غائب نہ باشد تا
 ہر نوع مدد سے فرماید زیرا کہ نسبت پیری و مریدی
 و حقیقت نسبت پدری و پسریست رعایت این
 نسبت و محافظت این رابطہ لازم است ہمچنانکہ اگر
 از پسری و لہی واقع شود کہ موجب رعایت و نگہداشت
 رابطہ فرزندہ را خلل نہ کند و پدر را بہت عھدیان
 اورا غیر فرزند نمیداند ہر چند کہ خلاف پدر رود آن
 نسبت باقیست ہمچنان اگر از مرید لئے صادر شود
 باید کہ شیخ بدان مرتبہ کار نہ رساند کہ حجاب شود
 در میان دے و در میان مطلوب و مے یعنی

شیخ پراستراض کرنے سے زیادہ کوئی آفت نہیں اور
 اگر حق تعالیٰ بغیر او سکے قصد و کوشش کے او کو دنیا
 عطا کرے تو وہ سب خدا کی راہ میں تحقیق پر بلانت
 و در عونت صرف کردے اور مال جمع کرنے یا حساب انداز
 خریدنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اس سے پھر دنیا کی
 محبت جو تمام برائیوں کی اصل ہے آہستہ آہستہ دھین
 آجائیگی۔ آٹھویں شفقت کہ مرید پر ہر مان ہوا و اسکو
 آہستہ کام پر رغبت دلائے و سپر لیا بوجہ نہ کھدی جو او کی
 قوت و تحمل سے زیادہ ہوا اس سے آہستگی و نرمی سے کام
 شروع کرے اور جب مرید حالت قبض میں ہو تو تصرف
 و ولایت سے اسکا قبض دفع کر کے بسط عنایت کرے
 اگر بسط زیادہ ہو تو حقو را قبض و بسط کر دی اور ہمیشہ
 مرید کی دینی و دنیاوی حالات کا نگہ رانی کرے ہر طرح کی مدد
 کرے کیونکہ نسبت پیری و مریدی حقیقتاً نسبت پدری و پیری
 ہے اس نسبت و رابطہ کی حفاظت و رعایت لازمی ہے مثلاً
 اگر لڑکی کسی کوئی ایسی غلطی ہو جائے کہ باپ کی رعایت کی گئی ہو
 تو اس سے اس کے رابطہ فرزندہ میں خلل نہیں پڑتا اور باپ
 اس خطا کو جس سے یہ نہیں کرنا کہ اسکو اپنا لڑکا نہ سمجھے
 اگرچہ وہ باپ کی مرضی کی خلاف چلے مگر وہ نسبت باپ کی ہے
 ای طرح اگر مرید سے کوئی خطا ہو جائے تو پیر کو اتنا بخشد
 نہ ہونا چاہیے کہ جس سے اس میں اور مرید میں حجاب پڑ جائے یعنی

مریدان راجون فرزندان دانستہ از دلالت شان
 تجاویز باید کرد و در جمیع امور آہنا مثل معاملہ پیر با
 پسر منظور باید داشت و کسے را کہ حفظ این مراتب
 نیست اورا ورین کار مبادرت نباید نمود کہ قابلیت
 این کار ندارد ہم حکم کہ حلیم بود و بہ ہر حرکت زود
 خشم آگین نشود و مرید را نہ رنجاند مگر بقدر ضرورت
 تا دسیب کند تا مرید نفور نہ گردد و از دام ارادت
 نہ جہد ہم عفو کہ اگر از مرید حرکتے ناپسند شریعت
 طریقت در وجود آید عفو را کار فرماید و از ان ہر گذر
 و بہ نصیحت معاملہ کند و اگر مصلحت بود تا دسیب نماید
 یا زہم حسن خلق کہ خوشخوے باشد تا مرید را بہر شہت
 خوئی نہ فرماید و مرید از وی اخلاق خوب فراگیرد کہ
 دل مرید آئینہ افعال و احوال و اقوال اخلاق
 شیخ باشد گفتہ اند جمال ولایت پیران در آئینہ
 احوال مریدان معاینہ توان کرد و از دہم اشار
 کہ زروی اشار باشد تا مصلح مرید را بہر مصلح خویش
 ترجیح دہد و حفظ خویش بر وی اشار کند سبب دہم
 کرم کہ کرم بود تا مرید را بہر بخشش ولایت تواند کرد
 شیخ المشایخ احمد غزالی گوید کہ ایشان خدا نی بخش
 باشند چہ از دہم توکل کہ در توکل بکمال بود تا
 در تسبیب رزق مریدان تسامع نہ باشد و مرید

مریدین کو اولاد سمجھ کر انکی خطا و نسی در گذر کرے اور
 تمام امور میں باپ بیٹے کی معاملت کی طرح خیال کیے
 تاکہ باہمی رکاوٹ نہ پیدا ہو جس سے یہ حفظ مراتب
 ہوسکے اور سکون شیخی نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ اسکی قابلیت
 نہیں رکھتا نوین حکم ہے کہ حلیم ہو اور ہر حرکت پر جملہ خفا
 نہ ہو جائے اور مرید کو نہ شائے مگر بقدر ضرورت اور جبے
 تاکہ مرید کو نفرت نہ پیدا ہو اور وہ مریدی سنی محل نہ جائے
 دسویں عفو ہے کہ اگر مرید سے کوئی حرکت خلاف شرع
 طریقت سرزد ہو جائے تو عفو کر دے اور نصیحت سی علاج کرے
 اور اگر مصلحت دیکھے تو کچھ تا دسیب کر دے گیارہویں
 حسن خلق ہے کہ خوش عادت ہو تاکہ مرید بہ عادت
 نہ ہو سکے بلکہ عمدہ اخلاق سیکھے کیونکہ مرید کا دل شیخ
 کے اقوال افعال و احوال کا آئینہ ہوتا ہے کتے بین کہ
 بیرون کا جمال ولایت مریدون کے آئینہ حالات میں
 دیکھنا چاہیے بارہویں اشار ہے کہ اوس میں اشار ہوتا کہ
 مریدین کی مصلح کو اپنے مصلح پر ترجیح دے اور اپنا فائدہ
 اور پراپنا کر دی تیرہویں کرم ہے کہ کرم ہو تاکہ مرید پر
 بخشش ولایت کر سکے حضرت شیخ احمد غزالی کا ارشاد ہے
 کہ یہ لوگ خدا بخش ہوتے ہیں چودھویں توکل ہے
 کہ پورا متوکل ہو تاکہ مریدون کے کھلانے پلانے
 کا سامان کرنے میں پریشان نہ ہو اور ان کے لیے

از خوف اسباب میشت رد کنند یا نزد ہم تسلیم
 تسلیم کنند غیب باشد هر که به محبت نزد او آید او را
 آورده حق شناسد و خدمت او خدمت حق داند
 هر که رود او را بر دهنه حق داند و از آمد و رفت ایشان
 خبر دلا غرض شود نشان زد هم رضا که بقضای حق رضا
 دهد و در تربیت مریدان به شرایط شیخی قیام نماید و
 آنچه حق بر مریدان قسمت کرده است از یافت ذنابت
 راضی باشد و بر احکام ازلی اعتراض نکند هفتادم
 وقار که بوقار و حرمت با مریدان زندگانی کند تا
 مرید دیگر و گستاخ نشود که از مدد ولایت محروم ماند
 هر چند وقار شیخ در نظر مرید زیادست باشد مدد از ولایت
 شیخ بیشتر یابد بیست و نهم سکونت که در کار تعبیل
 نه نماید و به آهستگی در مرید تصرف کند تا مرید از خامی
 از کار نیفتد و نزد هم ثبات که در کار ثابت قدم
 و درست عزیمت باشد تا مرید از وفاداری نه بیند
 و نیکو عهد پود تا از بد عهدی مرید از حقوق فرو گذارد
 بستم بهیبت که با بهیبت باشد و مرید را از دشمنی
 و سببه در دل پود تا در نصیبت و حضور مودب باشد
 و نفس مرید را از دشمنی ببرد و شیطان را در باطن
 مرید تصرفی نه باشد پس چون شیخ بدین کمالات
 در مقامات و صفات و اخلاق موصوف بود مرید

ضروریات زندگی بهم پیونجا نیکی درستی او کو نکال شود
 بندر هوین تسلیم ہے کہ جو محبت دس سی لے خدا کا فرشتہ
 بسجھ کر او کی خدمت خدا کی خدمت جانے اور جو چاہا
 او کو جانے دے اور او کے آنے جانے سے خوش و غم
 ہنوس و طہورین رضا ہے کہ قضا و حق پر راضی اور تعلیم مرید
 میں شرائط شیخی پر قائم ہو اور جو کچھ حق تعالیٰ نے مریدین کی
 قسمت میں کیا سیالی دنیا کی لکھی ہو ادب پر راضی ہے اور
 حکام ازلی پر اعتراض نہ کری سترھویں وقار ہے کہ وقار
 و حرمت سے مریدین کی ساتھ زندگی بسر کرتی تاکہ مرید
 و گستاخ نہ ہو اور مدد ولایت سے محروم نہ ہے جبکہ شیخ
 کا وقار مرید کی نظر میں زائد ہوگا اسی قدر شیخ کی
 ولایت سے او کو مدد ملے گی اٹھارھویں سکون ہے کہ
 کام میں جلدی نہ کرے اور آہستہ مرید میں تصرف کرے
 تاکہ مرید بوجہ خامی بیکار نہ ہو چالیس و آئینہ ثبات
 کہ کام میں ثابت قدم اور ارادہ کا بجا ہو تاکہ مرید اس سے
 کوئی فساد نہ دیکھے اور نیک عهد ہو تاکہ بوجہ بد عهدی مرید
 کے حقوق کو یا بال نہ کری بیسویں بہیبت ہے کہ باہیبت ہو تاکہ
 مرید کی زمین او کی خاص بہیبت و عیب ہو اور بدخلصہ دعا
 مودب رحم اور دوسرے نفس میں تنگ تنگی پیدا ہو اور شیطان
 کا تصرف مرید کے باطن میں توجہ بان کمالات و
 مقامات و صفات و اخلاق سے شیخ موصوف ہوگا تو مرید

| | |
|--|---|
| صادق و طالب را بحق در اندک روزگار بر شاہ | صادق و طالب کو خدا تک جلد پہنچا دیکھا جیسا |
| ذلت فضل اللہ یوتیہ من یشاء این است | کامتفضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مقام |
| عظمت مقام شجاعت کہ این ظاہری لباس پوشنا | شجاعت کی بزرگی یہ ہے نہ اس زمانہ کے ظاہری |
| زمانہ کہ سمعہ و ریاسرا پادارند و اتباع شریعت | لباس پوش جو بالکل ظاہر وارہین اور بیروی شریعت |
| عار خود دانند۔ | کو باعث شرم جانتے ہیں۔ |

قوله یعنی طرق المشایخ فی بعض الافکار والنوافل وان کانت یرعی انہا مختلفة
کالقادریۃ والسهروردیۃ والشاذلیۃ والنقشبندیۃ وغیرہم ولکن کلہا
یرجع الی اصل وام واحدۃ وہما العبادة والتقوی واتباع الکتاب السنۃ فافہم

| | |
|--|---|
| اقول یعنی طریق در بعض افکار و نوافل اگرچہ | یعنی مشایخ کے طریقے بعض افکار و نوافل میں اگرچہ |
| بظاہر مختلف معلوم میثوند یعنی قادریہ وغیرہ | بظاہر مختلف معلوم ہوتے ہیں مگر وہ سب ایک اصل |
| لیکن ان ہمہ طرق راجع اندلسوے یک اصل | یعنی عبادت و تقوی و متابعت کتاب و سنت کی |
| کہ ان عبادت و تقوی ست و اتباع کتاب و | طرف راجع ہیں خلاصہ یہ کہ مشایخ کا اختلاف |
| سنت خلاصہ این کہ اختلاف مشایخ در عبادت | عبادات میں اختلاف ذوق پر مبنی ہے جو حقیقتاً |
| مبنی ادا اختلاف ذوق ہر یک بودہ اما در اصل | کوئی اختلاف نہیں اصل قرآن و حدیث ہے بغیر |
| خلاصہ نیت اصل از قرآن و حدیث است بغیر | اس کے سب مکر و فریب ہے کیونکہ ہر خلافت شرع |

| | |
|--|---|
| این ہمہ تلبیس لان کل طریقیۃ ردتہ الشریعۃ | طریقہ زندہ ہے ولایت بغیر تقوی کے ٹھیک نہیں |
| فیجوز ندقہ ولایت بے تقوی راست نیاید | کلام مجید میں ہے کہ اوسکے دوست وہی ہیں جو |
| در قرآن است ان اولیاءہ الا المتقون و | پرہیزگار ہیں اور تقوی سے احکام بجالانا۔ اور |
| تقوی عبارت است از ارتباب وامواجتاب از | منہیات سے بچنا مراد ہے۔ اب اختلاف و اتحاد |
| نہ اہی بعد از بیان اختلاف طرق و اتحاد انہا | طریق بیان کرنے کے بعد بعض افکار کی |
| تخصیص بعضے افکار اظہاری نماید۔ | خصوصیت ظاہر فرماتے ہیں۔ |

قولہ واما اختیار الشایخ هذا الفرع المخصوص الذي هو كلمة لا اله الا الله من بين سائر الافراد فلتخصيصه بمحصل الكثرة والحضور والمنافع الاخر التي لا يتصور في غيرهما مع ان صلوة النقل افضل من الذكر لانها انتعش شمل على الذكر ايضا

اقول اما اختيار شایخ این فرد مخصوص را که ذکر لا اله الا الله است از تمام افراد پس برای خصوصیت ذکر است بواسطه حصول کثرت و حضور منافع و غیره که مقصور نیست در غیر آن حالانکه صلوة نقل افضل است از ذکر زیرا که در نقل مشقت است و شامل بر ذکر نیز و ظاهر است که عام عمدہ می باشد از خاص نظر افادہ عموم افراد و فضیلت ذکر از این جاست که رسول الله صلعم اصحاب صفہ را همین تلقین می فرمود و ذکر مرید را بر مثال درختی است که بکارند و ملازمت پرورش آن نمایند و در ستر ذکر در یافتنی است که سرور مشکوٰۃ جسد انسان بنای فقیلہ است در چراغ که در قندیل قلب مومن که قابل نور آئینست افروخته می شود و وقتی که نور ربوبیت متجلی میشود و روغن روحانیت از ادناس صفات نفسانیہ و کدورات جسمانیہ و آفات شہوات حیوانی کے میل سے صاف ہوتا ہے تو بتی نور آئنی کی آگ سے روشن ہو کر مومن کی قندیل قلب کو روشن کر دیتی ہے وہ چمکداز تارہ ہے جو شجرہ مبارکہ سے چمکتا ہے اور اوس کی سمت

شرقیہ ارواح است و نہ از غربیہ اشباح و آن
 کلمہ طیب است و قولہ عزوجل کالہذا
 کو کب درئی یوقد من شجرۃ مبارکہ زیتونہ
 لا شرقیۃ ولا غربیۃ شعر بدین معنی است
 و افضل ذکر کلمہ طیب است کہ شتمل است بر
 نفی ماسوا و اثبات حق تعالیٰ اکنون فضائل فکر
 نیز قدرے توان شنید و رجاع ترمذی و دیگر صحاح
 وارد است کہ شخصے از آنحضرت صلعم پرسید کہ
 یا رسول اللہ عبادت اسلام بسیار است و از چیز
 بدہ بفرما کہ من بالکلیہ مصروف آن شوم کہ
 تمامی عبادات اسلام را ادا نم کردم و فرمود کہ
 زبان تو بذکر خدا تر باشد و دیگر محدثین
 روایت کردہ اند کہ معاذ بن جبل چون از آنحضرت
 صلعم رخصت شد سیوے من چیز بے بسیار
 از آنحضرت صلعم پرسید آخر کلامی کہ بران مقطع
 سخن بود این کہ یا رسول اللہ از اعمال خیر کہ ام
 محبوب تر و مقبول تر نزد خداست فرمود کہ آدمی
 تا وقت موت بذکر خدا تر زبان باشد و ابو بکر
 بن ابی الدنیا بروایت ابو النخارق بیان کرتے
 صلعم فرمود کہ من شب معراج بر شخصی گذشتم کہ بتائے
 او در نور عرش غرق بود گفتم کہ این کیت مگر زشتہ است

مشرق ارواح ہے اور نہ مغرب اجسام اور وہ کلمہ
 طیب ہے آیت انھا کو کب درئی کا یہی
 مطلب ہے اور افضل ذکر کلمہ طیب ہے جو نفی ماسوا
 و اثبات حق پر شامل ہے اب کچھ فضائل ذکر بھی
 سن لینا چاہیے جامع ترمذی و دیگر صحاح میں ہے کہ
 ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 اسلامی عبادتیں بہت ہیں مجھے کوئی ایسی عمدہ چسپند
 بتائیے جسے میں کیا کروں کیونکہ سب عبادتیں
 میں نہیں کر سکتا فرمایا کہ اپنی زبان خدا کے ذکر
 سے تر رکھو اور یہی دوسرے محدثین نے روایت
 کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل جب آنحضرت صلعم
 سے رخصت ہو کر میں جانے لگے تو بہت سی باتیں
 آنحضرت صلعم سے پوچھیں سب سے آخر یہ
 پوچھا کہ یا رسول اللہ سب سے زیادہ خدا کے
 نزدیک کون کام مقبول و محبوب ہے فرمایا کہ
 انسان کا مرتے دم خدا کی یاد کرتے رہنا اور ابو بکر
 بن ابی الدنیا بروایت ابو النخارق بیان کرتے
 ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 میں نے شب معراج میں ایک شخص کو دیکھا
 جو بالکل نور عرش میں غرق تھا میں نے
 پوچھا کہ یہ کون ہے کیا کوئی فرشتہ ہے

گفتند کہ فرشتہ نیست این مردیست کہ بدنیازبان
 او بزرگ خدا تر بود و حاجت او ہمیشہ متعلق بہ بجد
 می ماند و گاہے پدر و مادر خود را از مردم دشنام
 نہ دہانیدہ و در کتاب الزہد امام احمد و دیگر کتب
 معتبرہ وارد است کہ مردم پیش ابی الدرداء آمدہ
 گفتند کہ فلان صہ بردہ براہ خدا آزاد کردہ است
 ابو الدرداء گفت کہ فی الواقع این قدر بلند دادن
 بسیار است لیکن ازین افضل دو چیز است اول
 ایمانے کہ روز شب آدمی آن را لازم گیرد دوم آنکہ
 زبان او دماہم بزرگ خدا تر باشد و فرمود آنحضرت
 صلعم کہ آیا خبر ندہم من شمار بہترین عبادات و
 اعمال شما گفتیم بے فرمود ذکر اللہ است و بیہقی
 بروایت عبد اللہ بن عمر آوردہ کہ آنحضرت فرمود
 کہ ہر چیز را صقیل است و صقیل دہا یا حق است
 و ہر شیچ خیر در نجات دادن از عذاب الہی بہتر از
 ذکر الہی نیست و این را دو بار فرمودند مردم عرض
 کردند کہ یا رسول اللہ آیا جہاد نیز برابری ذکر
 یعنی کتہ فرمودنی کند اگر چہ مجاہد شمشیر خود بشکند و
 طہرائی و بزار و بیہقی از ابن عباس آوردہ اند کہ
 آنحضرت صلعم فرمود ہر کہ عاجز شود از بیداری شب
 و سبب بخل کردن در خرچ مال براہ خدا و بسبب

تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ فرشتہ نہیں ہے بلکہ یہ شخص
 ہے جس نے دنیا میں خدا کا ذکر کیا اور نماز میں بہت
 پڑھیں اور کبھی اپنے ماں باپ کو گالی نہیں دلائی
 اور کتاب الزہد امام احمد اور دیگر کتب معتبرہ میں ہے
 کہ لوگوں نے حضرت ابو الدرداء سے جا کر بیان کیا کہ
 فلان نے سونے کا عمامہ خدا کی راہ میں آزاد کیے اور خون
 کہا کہ واقعی اس قدر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہت ہے
 مگر اس سے افضل دو چیز ہیں اول ایمان اور دین
 دوم کہ ہمیشہ خدا کی یاد رکھنا پھر اور خون نے کہا کہ
 آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو سب سے بہتر عبادت
 عمل نہ بتاؤں میں نے عرض کیا کہ ارشاد ہو نہ فرمایا کہ
 ذکر الہی بہیقی بروایت حضرت عبد اللہ بن عمر بیان
 کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ ہر چیز کا ایک
 صقیل ہے اور دلوں کا صقیل ذکر حق ہے اور
 عذاب الہی سے نجات دینے والی ذکر الہی سے زیادہ
 کوئی چیز نہیں اور اسے دو بار فرمایا لوگوں نے عرض
 کیا کہ یا رسول اللہ کیا جہاد بھی ذکر کے برابر نہیں
 اگرچہ مجاہد اتنا لڑے کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور طہرائی
 و بزار و بیہقی حضرت ابن عباس سے روایت کرتے
 ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شب بیداری نہ
 کر سکے یا کچھ سوسہی خدا کی راہ میں مال نہ خرچ کر سکے یا

بزدلی یا عداسے حق جہاد نہ کنڈیس باید کہ ذکر خدا
 کند کہ تدارک این نقصاننا تواند کرد نیز محمد بن
 مذکور بروایت ابن عباس آورده اند کہ ہر کرا
 چہاں چیز از خدا عنایت شدند اور اخیر دنیا و آخرت
 حاصل گشت دل شاکر و زبان ذاکر و بدنے کہ بر
 بلا صابر بود و ز وجہ کہ بر ناموس مال آن نگہبان بود
 و ابن جان از روایت ابو سعید خدری آورده
 کہ آنحضرت صلعم فرمود کہ مردم بسیار بر بندہ نشسته
 و بر بالہا آرمیدہ مشغول بذکر حق خواہند بود
 حق تعالی ایشان را یہ برکت ذکر با وجود این مرتبہ
 و تلذذ دنیوی در بہشت درجات بلند عطا
 خواہد کرد و صحیحین در او است کہ یاد کنندہ حق را بخیر
 زندہ است و غیر ذاکر بخیر مردہ و طہرانی بروایت
 ابو موسی اشعری آورده کہ آنحضرت فرمود کہ اگر شخصی
 در کنار خود در گرفتہ تقسیم شروع کند و دیگرے درہ
 برابر آن یاد خدا کند بلاشبہ یاد کنندہ فضل باشد
 و طہرانی و بیہقی بروایت متعددہ آورده اند کہ اہل
 بہشت را در دل بر سبب چیز حسرت نخواہد ماند
 بر سائے کہ بے با حق گذشت و در صحیح مسلم و دیگر
 صحاح از آنحضرت مروی است کہ تسبیح جماعت
 برای ذکر خدا نمی نشینند مگر ملائکہ گرد ایشان دور میکنند

بزدلی سے کفار سے نہ لڑ سکے اور سے یاد آہی کرنا
 چاہیے کہ اس سے جبر نقصان ہو جائیگا نیز محمد بن
 مذکور بروایت حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں
 کہ جسے خدا نے چار چیزیں دیں اور سے دنیا و آخرت
 کی نیکی ملی دل شاکر و زبان ذاکر اور جسم بلا پر صابر
 اور وہ بیوی جو اس کے مال ذاکر کی محافظ ہو اور ابن
 جان بروایت حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ
 آنحضرت نے فرمایا کہ بہت سے لوگ سندوں پر بیٹھے
 اور بچھوٹوں پر لیٹے ہوئے خدا کے ذکر میں مشغول ہونے
 حق تعالیٰ ان کو ذکر کی برکت سے باوجود اس مرتبہ
 عیش دنیاوی کے بہشت میں اعلیٰ درجہ عطا کرے گا اور صحیحین
 میں ہے کہ خدا کا یاد کرنے والا زندہ شخص کی طرح ہے
 اور نہ یاد کرنے والا مردہ کی طرح اور طہرانی بروایت
 حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت نے
 فرمایا کہ اگر کوئی شخص روپیہ تقسیم کرے اور دوسرا
 اس کی برابر خدا کی یاد کرے تو بلاشبہ یاد کرنا والا فضل
 ہو گا اور طہرانی و بیہقی بروایت متعددہ بیان کرتے ہیں
 کہ اہل بہشت کے دل میں کوئی حسرت نہوگی اور صحیح مسلم و دیگر
 صحاح میں آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ ذکر جماعت
 کوئی گروہ ایسا نہیں ہوتا جس کے گرد ملائکہ نہ پھرتے ہوں

| | |
|---|--|
| درجہ امتیازی ایشان را می پوشند و سکنه بر ایشان نازل می شود و خلاصه این که فضیلت هر عمل بحسب محل تاثیر او مختلف است ذکر الله در مرتبه نفس و علاج غفلت و رفع حجاب بلا شبهه فضیلت دارد و گوخرج کردن مال و جهاد در کمترین ثواب و رفع درجات افضل گرد و چنانچه در صحاح مسته وارد شده که آنحضرت صلعم بعد از نماز قرض خود ہم این دعای فرمود و معاذ بن جبل را نیز بر مواظبت این دعا ارشاد فرمود که اللهم اعننی علی ذکرک و شدائد و حسن عبادتک | اور اون پر نسبت سکنه اور رحمت نہ نازل ہوتی جو غفلت ہر عمل کی فضیلت اوسکی تاثیر کے موافق مختلف ہے ذکر الہی تہذیب نفس اور علاج غفلت و رفع حجاب میں بلاشبہ فضیلت کھٹے اگرچہ مال خرچ کرنا اور جہاد کرنا یہ لحاظ کثرت ثواب ترقی درجات افضل ہو اور اسی لیے صحاح ستہ میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز فرض کے بعد خود بھی یہ دعا پڑھتے تھے اور حضرت معاذ بن جبل کو بھی اسکی مواظبت کی تاکید فرمائی کہ اللهم اعننی علی ذکرک و شکوک و حسن عبادتک |
|---|--|

قوله و ربما كان بعض اعانة المسلم افضل من صلوة الفضل لانها علم متعد والعمل المتعدى افضل

| | |
|---|---|
| اقول و بما است کہ می باشد بعض اعانت مسلمان فاضل تر از نماز فضل زیرا کہ اعانت عمل متعدی است و عمل متعدی فاضل تر است این صاف ظاہر محتاج شرح نیست بعد از ان امرے دیگری نہ ماید | اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مسلمان کی امداد نماز فضل سے زیادہ افضل ہوتی ہے کیونکہ اعانت متعدی عمل ہے اور عمل متعدی افضل ہے اور یہ صاف ہے قابل شرح نہیں پھر دوسری بات رشاد فرماتے ہیں |
|---|---|

قوله ثم اعلم رحمك الله ان هذا القسم الاجتنابی اتم من القسم الامتثالی في تحصيل القرب و اتم من حیث الاتیان بالنیة

| | |
|---|---|
| اقول بدانکہ رحمت کند ترا خدا این کہ قسم اجتنابی اتم تر است از قسم امتثالی و تحصیل قرب بہم است | یہ قسم اجتنابی تحصیل قرب میں قسم امتثالی سے بحیثیت نیت کے اتم و اہم ہے کیونکہ تعمیل حکم |
|---|---|

| | |
|---|---|
| شانِ عبودیت ہے اور یہی عبادت سے | چشیت آوردن بنیت زیرا کہ امتثال فرمان |
| مقصود ہے کیونکہ اس میں صرف حکمِ حاکم کی تعمیل | شانِ عبودیت است و ہمین مقصود از عبادت |
| ہے لیکن اجتنابی میں بندہ کا ارادہ بھی داخل | است کہ درین صرف بجا آوردی امر حاکم باشد |
| ہے یعنی بہشت کی امید اور یہ خود بینی و | ولیکن در اجتنابی قصد عبد نیز یعنی امید بہشت |
| خود غرضی ہے جو بندگی کے خلاف | داخل است و این خود بینی و خود غرضی است کہ |
| خلاف بندگی ست۔ | |

قوله فلان من اجتهد في القسم الامتنالي بحفظ جميع اوقاته واكتفى باحاطة الفرائض ولا يتعرض للنفل الامتنالي يحصل مقصوده من القرب ولكن بعد مدة طويلة

| | |
|---|--|
| اقول پس بتحقق ہر کہ کوشش کرد درین قسم | حس نے اس قسمِ امتنالی کے تمام اوقات کے حفظ میں |
| اجتنابی بحفظ جميع اوقات او کو کفایت کر دیا و | کوشش کی اور فرائض ادا کرنے پر کفایت کی اور نفل |
| فرائض و نہ نفل امتنالی تعرض نہ کر و تمام مقصودش | امتنالی سے تعرض نہ کیا تو بھی اس کا مقصود یعنی |
| کہ قرب ہو حاصل لیکن بعد مدت دراز غرض کہ | قرب حاصل ہو گا مگر مدت دراز کے بعد غرض کہ اس قدر |
| عبادت این قدر ہم خالی از اجر نیست بشرطیکہ | عبادت بھی ثواب سے خالی نہیں بشرطیکہ سچی نیت |
| نیت صادق و قبلہ توجہ موافق بود | اور قبلہ توجہ موافق ہو۔ |

قوله ومن اجتهد في القسم الامتنالي بحفظ جميع اوقاته وهو يرتكب مكرها يغفل بمقصوده من القرب

| | |
|---|---|
| اقول ہر کہ کوشش کرد در قسم امتنالی باحاطہ | حس نے تمام اوقات کا احاطہ کر کے قسم امتنالی میں کوشش |
| جميع اوقات خود و مکر وہ را نیز مرتکب شد پس او | کی اور مکر وہ کا بھی مرتکب ہوا تو وہ اس کے حصول مقصود |
| محل مقصود خواہد بود یعنی ادا سے حکم مع الحجب کہ | یعنی قرب میں محفل ہو گا یعنی تعمیل حکم حسب سہم ہونا |
| باعث احاطہ جميع اوقات باشد باید نہ ہے جب | چاہیے تاکہ تمام اوقات کے احاطہ کا باعث ہو نہ بلا |
| کہ ہر چیز بے محبت و صداقت بجا ہے خود نیابت | حب کیونکہ بلا محبت صداقت کوئی چیز ٹھیک نہیں ہوتی |

وعلامت ایمان کامل نیز حب است كما قال الله
تعالى والذين آمنوا أشد حبا لله۔
اور ایمان کامل کی علامت بھی حب ہے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ والذین آمنوا أشد حبا لله۔

قوله ومن اتى بكلا القسین يحصل مقصوده من القرب في مدة يسيران شاء الله

اقول دہر کہ بجا آورد ہر دو قسم اجتنابی و امتثالی
را حاصل گردید مقصود او کہ قرب است در مدت
قلیلہ اگر خواست حق این قول خود را موکد باشد
کرد زیرا کہ بغیر شتاء بوی انانیت می آید غرض کہ
اجر بقدر مزد و مزین چیزیکہ اشرف عبادات بود
یعنی نماز قال الله۔ ان الصلوة کانت علی
المومنین کتابا موقوتا۔ وقال النبی صلعم

الصلوة کانت اللہ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز

الصلوة عماد الدین فمن ترکها فقد هدم

الدین وقال الصلوة مفتاح الجنة بیان کہ

قرب بحیثیت لفظ و معنی یکیت لیکن یافت ہر کس

بقدر حد و حوصلہ اوست بعضے از دیدہ اند و بعضی

بر عیان رسیدہ بر رخضر شیدہ اند و قوی در خودیافتہ

و جماعتی در غیر دیدہ و ہمین اشارت است در قول

وی سبانه وفي انفسکم افلا تبصرون

سنزیر ہر ایاتنا فی الافاق متوسطان چون نظر

ایشان بکمال رسید گفتہ ما رأیت شیئا الا

و دایت اللہ فیہ باعتبار انہ خلایق الفروع

والاصول لا باعتبار الالات والاحول و متنبیان

الکمال پر پوختی تو کہ کہ میں نے ہر چیز میں

اللہ کو دیکھا بہ اعتبار خالق فروع و اصول چون

کے نہ باعتبار آلات و احول کہ اندر غلطی لوگ

اس پایہ سے بلند ہوئے ہیں اور اعتبار است و
نسب کی قید سے چھوٹ کر مرتبہ تحقیق پر پہنچ کر
مقام قرب میں قرب کئے کو بعد سمجھے ہیں اور علامت
معرفت بھی یہی ہے اور ایسا شخص انسان کامل ہے
جو تہذیب اخلاق کی مدد سے معراج وصول پر پہنچا
اور نذریہ طاعت و عبادت مرتبہ عین یقین پر قائم
ہو کر تخلیق عالم کا ہدف یا ایسے شخص کے ظہور سے غرض
دریافت معرفت واجب الوجود ہے ایہ ما خلقنا الجن
اور کنت کذا سے یہی مطلب ہو کہ کنت کذا میں یہ اعتراض
ہوتا ہے کہ خفا کسی چیز ہے مخفی و مخفی علیہ اس میں
ضروری ہیں اور حق تعالیٰ کا مخفی علیہ ہونا جائز
نہیں کیونکہ خلق ازل میں موجود نہ تھی اس کا
جواب تین طرح سے ہے۔

اول یہ کہ خفا سے مراد ذات حق میں
عارف کا معدوم ہونا ہے جب
اوس نے عارفین کی کثرت چاہی
تو خلق کو پیدا کیا۔ یہاں پر ملزم
یعنی خفا ذکر کیا گیا اور لازم یعنی
عدم عارف مراد لیا گیا پس اعتراض
دفع ہو گیا۔

دوسرے یہ کہ اشیاء کے دو وجود ہیں ایک

ازین پایہ پر تر خرامیدہ اند و از قید نسب اعتبار
رستہ بہ مرتبہ تحقیق رسیدہ قرب گفتن را در
مقام قرب دوری شمرده اند و علامت معرفت
ہمین است و صاحب این حال انسان کامل است
کہ بہر اختیار تہذیب اخلاق بمعراج وصول
رسیدہ و بواسطہ طاعات و عبادات بہ مرتبہ
عین یقین شتافتہ و علت مقصودہ آفرینش
کائنات گردیدہ غرض از ظہور و جود این کس حصول
معرفت واجب الوجود است ما خلقنا الجن
والانس الا ليعبدون۔ و کنت کذا
مشرعین معنی است و در قول کنت کذا انکال
داروی شود زیرا کہ خفا امر کسی است مخفی و مخفی علیہ
در و ضرور است و در آیت کہ مخفی علیہ حق باشد
چہ وی جل جلالہ ظاہر است بنفسہ لفظہ و عالم است
بذاتہ ازل و ابدا و جایز نیست کہ مخفی علیہ خلق باشد
دیر کہ خلق در ازل موجود نہ بود جواب آن بر
سہ وجہ است اول آن کہ مراد از خفا عدم عارف
است بذات حق چون کثرت عارفان خواست
خلق را پیدا کرد پس این جا ملزم معنی خفا ذکر کردہ
شد و لازم معنی عدم عارف مراد گرفتہ شد فینتفع
الاشکال و ثانی آنکہ اشیاء را دو وجود است یکی

| | |
|--|---|
| <p>علمی جس سے اعیان ثابتہ مراد ہیں اور دوسرے خارجی اور حق کا خفا اعیان کی نسبت سے ہے اور وہ اسکے ساتھ موجود تھے مگر اس کو جانتے نہ تھے جب اس نے جاکر اعیان ثابتہ مجھ کو جانیں تو انہیں وجود علمی سے وجود خارجی میں لایا کیونکہ اسکی شناخت بغیر وجود خارجی کے نہیں ہو سکتی اور خروج اعیان سے مطلقاً خروج مراد نہیں ہے کیونکہ وہ محال ہے بلکہ اس سے مراد ان کے احکام و آثار کا ظہور بصورت علیہ موجودات میں ہے ورنہ ان کا کوئی وجود خارجی نہیں ہے اور کما بطون و خفا ذاتی ہے چنانچہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ اعیان نے ہوئے وجود معلوم نہیں۔ تیسرے یہ کہ خفا تضاد سے ہے ممکن ہے کہ یہاں خفا ظہور کے معنی میں ہو یعنی میں اپنے نفس کے لیے ظاہر</p> | <p>علمی کہ عبارت از اعیان ثابتہ است در علم الہی و ان ازلی و قدیم است دیگر خارجی محدث و خفا و حق نسبت باعیان است و ان اعیان با حق موجود بودند لیکن علم ذات حق نہ داشتند چنانچہ کہ اعیان ثابتہ اور باشند از وجود علمی سببی وجود خارجی کشید زیرا کہ شناخت او بغیر وجود خارجی نہ و مراد از خروج اعیان نہ مطلق خروج از علم حق است کہ محال است بلکہ مراد از ان ظہور احکام و آثار انہا است بصورت علیہ در موجودات و گرنہ انہا از وجودے در خارج نیست بطون و خفا ذاتی انہا است چنانچہ شیخ اکبری فرماید لا اعیان ما شئت را تحت الوجود ثالث ان کہ خفا و از انہا داد است ممکن است کہ خفا این جا بمعنی ظہور باشد یعنی کنت کما اظاہر النفسی ولم یکن لی عارف غیری فاجبت ان یعرفنی غیری فخلقت الخلق واللہ اعلم انیک برے و راجح کردن این معنی مثال می آرد</p> |
| <p>تھا اور میرا پہچانتے والا میرے سوا کوئی نہ تھا جب میں نے جاکر مجھ کو کوئی اور بھی پہچانے تو خلق کو پیدا کیا واللہ اعلم۔ اسباب معنی کے واضح کرنے کے لیے ایک مثال بیان کرتے ہیں۔</p> | <p>قوله و توضیح هذا المعنی مثال المريض طرفین احدہما طرف الاجتناب ہو احتواء من الاشياء التي تضره من الجوضة والحلاوة وغير ذلك والثانی طرف الامتنال وهو تعاطیه الاشياء التي تنفعه من السجونات والاشربة وغير ذلك فطرف اجتنابه لدفع المرض التمن طرف امتناله یعنی اذا دام علی الاحتواء</p> |

وان لم يتناول الادوية النافعة ترجى صحته خالبا بعد مدة مديدة واذا

داوم على تناول الادوية النافعة وترك الاحتواء لارجى صحته غالبا

اقول یعنی چنانکہ صحت مریض بہد طرف است
یکے پرہیز یعنی بازداشتن دفرود کردن آتش
طبیعت خود را از اشیاء مضرہ مثل ترشی و شیرینی
و غیرہ و دیگر طرف امتثال است و آن بہ خوردن
و نوشیدن اشیاء نافعہ خواہ مخون بود یا تبرید
بہس اجتناب برای دفع مرض تماسر است از
امتثال یعنی ہر گاہ مداومت کرد بر بہس
کردن اگر چہ نہ یافت ادویہ نافعہ را توقع غالب
صحت اوست ولیکن بعد مدت دراز و اگر بہت
برنوشیدن دوا ہائے نافعہ کرد و پرہیز نہ کرد
او یقیناً متوقع نیست۔

یعنی جیسے مریض کی دو حالتیں ہین۔ اولاً پرہیز
یعنی اپنی طبیعت کو مفسر جیسے دن ترشی
اور شیرینی وغیرہ سے بچنا۔ اور دوسرے
امتثال یعنی اشیائے نافعہ کو کھانا پینا خواہ
وہ مخون ہو یا تبرید پس دفع مرض کے لیے امتثال
سے اجتناب اتم ہے یعنی اگر ہمیشہ پرہیز رکھے
اور دروازہ نہ کرے تو بھی اسے صحت ہوگی
لیکن مدت دراز کے بعد اور اگر ہمیشہ
دوا کا استعمال کیا اور پرہیز نہ کیا
تو اسے صحت یقیناً
نہ ہوگی۔

قوله واما اذا تعاطى كلا القسمين ترجى صحته قريبا ان شاء الله

اقول و ہر کہ آورد ہر دو قسم را صحت او قریب
یعنی است اکنون بر دعوی استلال قسم اجتنابی
از آیہ کریمہ دلیل می آرد

اور جس نے دونوں باتیں کیں اس کی صحت
یقینی ہے۔ اب اس دعوے استدلال قسم اجتنابی
پر آیت سے دلیل لاتے ہین کہ

قوله وقوله تعالی ان اکرمکم عند الله اتقاکم

اقول یعنی قول دی تعالی در سورہ ہجرات است
اکم بزرگترین نزد خدا پرہیزگار ترین شما است
چہ بہ تقوی نفوس را از تبکمال حاصل کرد و

یعنی حق تعالی کا ارشاد سورہ ہجرات میں ہے کہ
خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ بزرگ ہے جو سب سے
زیادہ پرہیزگاری کیونکہ تقوی سے مرتبہ کمال حاصل ہوتا ہے

ہر کا تقویٰ بیش تر قدم اور مرتبہ فضل بیش تر۔ جس کا تقویٰ زیادہ بڑھا ہو ہے وہ زیادہ بزرگ ہے

الشرف بالعلم والادب لا بالاحول والنسب شرف علم وادب سے ہوتا ہے نہ حسب نسب سے

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ۵ بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ۵

کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست ۶ تقویٰ سے مراد طبع سے پرہیز کرنا اور آدمیوں کو

و تقوی عبارت است از پرہیز کردن طبع و ترک منشوش اور ان سے سوال نہ کرنا ہے آقا مہر شیری

تشویش را دن مردم و سوال نہ کردن از ایشان نے فرمایا کہ عام کا تقویٰ گناہ سے باز رہنا ہے اور

وامام قشیری فرمودہ کہ تقویٰ عام دور شدن است خاص کا تقویٰ دل سے مشاہدہ ماسوی اللہ سے

یہ تن از لوث گناہ و تقوای خاص اجتناب است پرہیز کرنا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بغیر اس در دے کے

بے سر از مشاہدہ ماسوی اللہ و حقیقت آن است کہ توشہ کے جو عشاق کے نزدیک تقویٰ ہے راہ

بے توشہ ہمیں درو کہ تقویٰ پیش عشاق مراد باشد عشق اور بغیر از شوق مرحلہ محبت طے نہیں کر سکتے

راہ عشق بسبب توان بردو بے زاد شوق مرحلہ ۵ زاد راہ عاشقان در دست درو سے زرد آہ

محبت طے نہ توان کرد ۵ زاد راہ عاشقان راہ ازین گوئے است بسم اللہ کہ دار و عزم راہ ۶ اور

در دست درو ی زرد واہ ۶ راہ ازین گوئے است شرعاً تقویٰ کے تین مرتبے ہیں پہلا مرتبہ اپنے

بسم اللہ کہ دار و عزم راہ ۶ تقویٰ راہ شرع سے مرتبہ انداول خود را از عذاب جاوید نگہداشتن ۷

مرتبہ انداول خود را از عذاب جاوید نگہداشتن ۷ اپنی نفس کو اقسام شرک سے بچانا ۸

این مرتبہ ادنیٰ است کہ بسبب دور داشتن نفس خود دوسرے اپنے آپ کو گناہوں سے دور رکھنا

از انواع شرک حاصل می شود دوم خود را از گناہوں ۹ جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ

باز داشتن و یہی معنی اشارہ است در آیت ولو ان اهل القری امنوا و اتقوا و صراط

اولان اهل القری امنوا و اتقوا و صراط ۱۰ ہین تیسرے یکہ شہادت نیز بعض دن بجا آتا

نیز خود را نگاہ دار و از بعض مباحات کہ منجر از تکلیف سے بھی بچے جن سے اندیشہ از تکلیب

| | |
|---|---|
| گناہ می شوند نیز اجتناب نماید و باطن خود را از میل بغیر حق باز دارد و بالکلیہ متوجہ حق بود و این مرتبہ را تقوی حقیقی و مرتبہ ولایت نامند و ہمین اشارہ است در آیت و اتقوا اللہ حق تقاۃ | گناہ ہوا و ردل کو غیر حق کی طرف متوجہ نہ ہونے دے اور بالکل حق کی طرف متوجہ رہے اس مرتبہ کو تقوے حقیقی اور مرتبہ ولایت کہتے ہیں و اتقوا اللہ حق تقاۃ سے اسی طفسر اشارہ ہے۔ |
|---|---|

قوله ايضا يشير الى استقلال هذا القسم الاجتنابي لان مادة لفظ التقوى من حيث اللغة تنبع عن الاجتناب

| | |
|--|--|
| اقول اى اشارت می کنند این آیت بسوی مستقل بودن این قسم زیرا کہ مادہ تقوی لفظاً مخبر است از اجتناب یعنی مستقل کسی است کہ بر استعداد صحیح باقی ماندہ باشد و زناک شرک و شک و ظلمت استفراق در جب ماصی آئینہ فطرت اور اتیرہ نہ کردہ باشد پس ہر گاہ عابد و طالب مجتنب شد و توفیق اجتناب یافت معلوم شد کہ ہنوز بر فطرت صحیح خود بود۔ | یعنی یہ آیت اس قسم کے مستقل ہونے کی طفسر اشارہ کرتی ہے کیونکہ لفظ اتقوے کے لغوی معنی بچنے کے ہیں پس مستقل وہ شخص ہے جو استعداد صحیح پر باقی ہوا و زناک شرک و شک و ظلمت محبت معاصی نے اوس کا آئینہ فطرت اندھا نہ کیا ہو تو جب عابد و طالب مجتنب ہوا اور اجتناب کی توفیق پائی تو معلوم ہوا کہ وہ ہنوز اپنی فطرت صحیح پر تھا۔ |
|--|--|

قوله وان كانت من حيث الاصطلاح الشرعي يشتمل الامتناع الى ايضا

| | |
|---|---|
| اقول اگرچہ یہ نظر معنی اصطلاحی شرعی شامل باشد امتثالی را دیا و باید داشت کہ تقوی در عرف شرع بر معانی متفاوتہ آید گہاری یہ معنی ایمان چنانکہ در آیت والزہم کلمۃ التقوی است و گوی معنی توبہ چنانچہ در آیت ولوان اهل القدر | اگرچہ یہ نظر معنی اصطلاحی شرعی امتثالی کو بھی شامل ہو۔ یا ورکھنا چاہیے کہ تقوے کا اطلاق مختلف معانی پر ہوتا ہے کبھی ایمان کے معنی میں جیسے آیہ والزہم کلمۃ التقوی میں اور کبھی توبہ کے معنی پر جیسے آیہ ولوان اهل القدر |
|---|---|

| | |
|---|--|
| امنوا واتقوا واقع وجائے بنی طاعت چنانکہ | امنوا واتقوا میں اور کہیں طاعت کے سنے |
| درایہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون | میں جیسے آیت ان انذروا انہ لا الہ الا انا |
| در مقامی یعنی ترک گناہ چنانچہ دروا تو الیوت | فاتقون میں اور کہیں ترک گناہ کے معنی میں جیسے |
| من ابوابہا واتقوا اللہ وگاہ معنی انما من | واتقوا الیوت من ابوابہا واتقوا اللہ میں اور کبھی جوں |
| کافی قولہ تعالیٰ فانہا من تقوی القلوب | کے معنی میں جیسے آیت فانہا من تقوی القلوب میں |
| قولہ واما قولنا ان القسم الاجتنابی اہم | من الامتنالی من حیث الایمان فلاق |
| دفع الضرر اہم من جلب النفع یعنی ان | اجتناب المکروہ اہم من ایثار النفل |
| اقول ولیکن قول ما کہ اجتنابی تا ستر از ایجاب | مگر ہمارا یہ قول کہ اجتنابی بحیث کرنے کے امتناعی |
| بحیثیت آوردن پس برای این کہ از حصول نفع | سے زیادہ اہم ہے اسلئے ہے کہ دفع ضرر جلب منافع سے |
| دفع ضرر ضروریست یعنی بہیز از مکروہ ضروریست | زیادہ ضروری ہے یعنی مکروہ سے بہیز نفل دار کرنے |
| از آوردن نفل وچونکہ شرح این قول در ہر دو | سے اہم ہے اور چونکہ اس قول در قولہا سے سابق |
| قول سابق مکرر بودہ لہذا نہ نوشتہ امکنون مثالی | کی شرح مکرر تھی لہذا میں نے نہیں لکھی۔ اب |
| گوش دار کہ مصنف ہی فرماید | مصنف جو مثال دیتے ہیں اس سے سنو |
| قولہ مثلاً من صار ثوبہ وسنخا بحیث تودی الکرہۃ الصلوۃ فیہ فصرف | بعض وقتہ الی دفع تلك الکراہۃ اہم |
| اقول مثلاً کسے را پارچہ چنان کیف شد کہ | مثلاً کسی کے کپڑے ایسے میلے ہو گئے کہ اون پر |
| نماز گذاردن بدان مکروہ گشت پس بعض وقت | نماز پڑھنا مکروہ ہو گیا تو اس کو دفع کر بہت |
| خود صرف نمودن در دفع کراہت اہم از انست | میں وقت صرف کرنا فوافل میں وقت صرف |
| کہ آن وقت بہ توافل مشغول گرد تمام شدند | کرنے سے زیادہ اہم ہے طرق وصول الی اللہ |
| معنی طرق الوصول الی اللہ چنانکہ مصنف خود | کے معنی ختم ہوئے چنانچہ حضرت مصنف خود |
| آیند ہی فرماید | فرماتے ہیں کہ |

قولہ انتھی معنی الطریق الی اللہ فاذا سالک السالك هذا الطريق وصل الى المنزل

الذی یستی بالقریب والوصل

| | |
|---|--|
| <p>اقول پس ہر کہ رفت برین راہ رسید منزلے کہ موسوم بقرب وصل است ولفظ قرب اصطلاح صوفیہ عبارت است از استغراق وجود سالک در عین جمع بغیبت از جمع صفات وجود حق کہ از صفت استغراق وغیبت ہم غائب شود و الا از جمع صفات خود غائب نہ شدہ باشد ابو یعقوب</p> | <p>جس سالک نے یہ سلوک کیا وہ منزل قرب وصل پر پہنچا لفظ قرب کے معنی اصطلاح صوفیہ میں یہ ہیں کہ سالک میں جمع میں مستغرق ہو کر کل صفات وجود بلکہ صفت استغراق وغیبت سے بھی غائب ہو جا ورنہ اپنے تمام صفات سے غائب ہوگا ابو یعقوب سوسی نے کہا کہ بندہ جب تک بحالت قرب اپنے کو</p> |
| <p>قرب دیکھیے گا قرب نہ ہوگا اور بحالت قرب خیال قرب نہ ہوتا قرب ہے حضرت روم سے پوچھا گیا کہ</p> | <p>سوسی گفت ما دام العبد یكون بالقرب لم یکن قریباً حتی یغیب عن القرب بالقریب</p> |
| <p>قرب کیا ہے تو کہاکہ ہر حاجی چیز کا در در دینا اور بعض کہتی ہیں کہ قرب نام یہی کہ صلیح روح سے مقام جمع میں ہو اور تنزل و ترفع تمھاری صفت ہو اسی طرح نفس سے مقام تفرق میں رہو اور تنزل و ترفع تمھاری صفت ہو کیونکہ جب نفس مقام تفرق و عبودیت میں کوئی رتبہ پائے گا تو روح مقام جمع و ربوبیت میں بھی کوئی درجہ مرتبہ پائے گی اور حق کا قرب بندہ کے دل سے بندہ کے قرب کے موافق ہوتا ہے چنانچہ حضرت جنید نے</p> | <p>فاذا ذهب من روية القرب بالقرب فذلك قرب وازرؤیم پر سید مذک کہ حیثیت قرب گفت ہوا زالة کل معرض و بعضی گفتہ اند کہ قرب تمام آن است کہ چنانچہ بروج در محل جمع ہوتا و تنزل و ترفع بدین صفت باشد فیض محل تفرق باشد تنزل و تعید بدین صفت تو باشد چہ بگوید کہ نفس مقام تفرق و عبودیت مرتبہ یا بد روح و مقام جمع و ربوبیت مرتبہ یا بقرب حق بدل بندہ بر اندازہ قرب کی بندہ بود بحق</p> |
| <p>چنانکہ جنید گفتہ ان اللہ یقرب من قلوب عباده على حسب ما يرى من قلوب عباده منه و عبد اللہ بن خفیف گفتہ قریب منک منہ یخوفک</p> | <p>کہا کہ اللہ اپنے بندوں سے اونکے دلوں کے قرب کے موافق قریب ہوتا ہے اور عبد اللہ بن خفیف نے کہا کہ جس میں تدرج ہوگا اوس کا خوف ہوگا</p> |

منہ وقریبہ منك یقدر مراقبتك اہل
 قرب را چنانکہ در مراتب قرب محبوب می افزاید
 خوف و رغبت و انس و مہبت نیز زیادت می شود
 و چنان کہ محبت آکہ بہ موافقت نوافل یافتہ میشود
 قرب و ازادای فرایض حاصل می گردد چنانکہ
 نصر آبادی گفتہ باتباع السنۃ تنال المعرفة
 و یا داء الفرائض تنال القرۃ و یا السواطیۃ
 علی التواقل تنال المحبة و وصول اتصال بہ
 بہ محبوب را گویند کہ بعد از فانی وجود و محبت بقاء
 او بہ محبوب صورت می بندد و چہ قلیل الفناء را
 امکان وصول نیست آنجا کہ سطوت انوار قدم
 تا خنجر در ظلمت حد ثمان را چہ مجال باشد بچشمین
 در حال فنا وصول متصور نگردد پس اتصال بعد از
 بقاء و وجود و محبت بہ محبوب تواند بود تا از سطوت
 نور تجلی مضحک و ناچیز نازد بلکہ قوت گیر و رہیجی آنکہ ضد
 از محبت ضد ضعیف شود جنس از محبت جنس قوی
 گردد و حرکت بلالنا من یخشی بہ و من ہوا
 النار کیف تحرق و ازین وجہ اہل اتصال را
 در مکاشفات و مشاہدات ہیچ ضعف طاری
 نمی شود و قوای ایشان از تلاشی و ضحلال
 محفوظ می مانند و وصول بر دو قسم است شہودی
 و تنہای تو اوس سے قریب ہوگا اور جتنا تجھ کو اوس کی
 خیال ہوگا اتنا ہی وہ تجھ سے قریب ہوگا اور اہل
 قرب کا جس قدر قرب بڑھتا ہے اسی قدر اوس
 خوف و رغبت و انس و مہبت زیادہ ہوتا ہے اور اس
 طرح محبت حق نفل پر موافقت کرنے سے پائی جاتی
 ہے اوس کا قرب ادا سے فرایض سے حاصل ہوتا ہے
 چنانچہ نصر آبادی نے کہا کہ متابعت سنت سے معرفت
 اور ادای فرایض سے قرب اور موافقت نفل سے محبت
 حاصل ہوتی ہے اور محبوب سے محبت کے اتصال کو
 وصول کہتے ہیں جو وجود و محبت کے فنا اور وجود و محبوب
 سے بقاء کے بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ قلیل الفناء کو
 وصول ممکن نہیں جہاں انوار قدم کا غلبہ ہو و ہاں
 ظلمت حدوث کا کہاں گذر اور فنا کے وقت وصول
 متصور نہیں تو اتصال بقاء بعد از فنا میں ہوتا ہے تاکہ
 غلبہ نور تجلی سے مضحک و ناچیز نہ ہو بلکہ قوت لے اور سطح
 ضد محبت ضد سے ضعیف ہوتی ہے جنس محبت جنس
 سے قوی ہوتی ہے آگ سے وہ جلیگا جو اوس سے
 ڈرے گا اور جو خود آگ ہے وہ کیا جلیگا اسی لیے اہل
 اتصال کو بوجہ مکاشفات و مشاہدات کوئی ضعف
 نہیں ہوتا اور ان کے قوی ضعف و ضحلال سے محفوظ
 رہتے ہیں اور وصول دو قسم پر ہے شہودی اور

وجودی شہوری وصول سر محبوب بہ محبوب در
مقام شاہدہ وصول وجودی عبارت از وصول
ذات محب بصفات محبوب و انقائش بران در
مراتب آن را نہایت نسبت بہ کمال اوصاف
محبوب را غایت نیست و این حال را سیر فی اللہ
خوانند چندانکہ منازل آن را قطع کنند نہایت سیر
و ہر چہ در دنیا بدان رسند ہنوز اول منزل بوراز
منازل وصول اکنون خود معنی وصول مختصر بیان فرمایند
وجودی - شہودی محب کا مقام شاہدہ محبوب میں
ہو چکا اور وجودی یعنی ذات محب کا صفات
محبوب سے متصف ہوتا جسکے مراتب کی انتہا نہیں
ہے کیونکہ کمال اوصاف محبوب کی انتہا نہیں ہے۔
اسی کو سیر فی اللہ کہتے ہیں جسقدر اسکے منازل طے کریں
ختم نہیں ہوتے بلکہ دنیا میں جو کچھ حاصل کریں دنیا
وصول سے پہلی منزل ہے۔ اب خود وصول کے
معنی مختصر بیان فرماتے ہیں

قوله فمعنى القرب بعد السالك عن غيره تعالى ومعنى الوصول قطع السالك عن غير تعالى

اقول معنی قرب حق ردی سالک است از
غیر حق و تراند این شہزادوں سے کجا غیر کو غیر کو
نفس غیر سوی اللہ واللہ ما فی الوجوب
و معنی وصل جدائی سالک است از غیر او تعالیٰ
سوال اگر کوئی غیر خدا چہ معنی دارد جواب
بدان کہ انچہ کہ غیر حق است منحصر است در دو چیز
یکے مباحت دوم مکروہات و محرمات مباحت
چون آسمان وزمین و کوه ہا و سنگ ہا و در و دیوار
و جمیع انچہ کہ ہمیشہ آدمی بدو تعلق دارد پس دور
ماندن سالک از سبب محرمات و مکروہات بعد
حقیقی است و دور ماندن از سبب مباحت
بعد مجازی است و ازین بعد و ہول سالک مراد است
یعنی قرب حق یہ ہے کہ سالک غیر حق سے دور ہو
اور یہ شعر پڑھے کہ سہ کجا غیر کو غیر کو نفس غیر
اور وصل کے یہ معنی ہیں کہ سالک غیر حق سے جدا ہو
سوال اگر کوہ کو غیر خدا کے کیا معنی ہیں تو جواب
یہ ہے کہ ماسوائے حق دو چیز دن میں منحصر ہے
ایک مباحتات دوسرے مکروہات
و محرمات جیسے آسمان وزمین و پہاڑ
دیکھتے ہو اور انسانی متعلقات وغیرہ پس
سالک کا محرمات و مکروہات کے سبب سے
دور رہنا بعد حقیقی ہے اور مباحتات کے
سبب سے دور رہنا بعد مجازی ہے۔
اور اس بعد سے سالک کی غفلت

| | |
|--|--|
| <p>یعنی غفلت و عدم شعور و اوزین باقی خود آئینہ بیان می نماید یعنی عدم شعور مراد ہے باقی خود آئینہ بیان فرماتے ہیں</p> | <p>یعنی غفلت و عدم شعور و اوزین باقی خود آئینہ بیان می نماید یعنی عدم شعور مراد ہے باقی خود آئینہ بیان فرماتے ہیں</p> |
| <p>بقولہ و ان غیر منحصراً في المخطوط والمباح والمراد بالخطوط جميع اقسام المنهيئات بالمباح الاشتغال بالخلقوات من السماء والارض والحيال والشجر والحجر و اسباب المعيشة وغير ذلك</p> | <p>بقولہ و ان غیر منحصراً في المخطوط والمباح والمراد بالخطوط جميع اقسام المنهيئات بالمباح الاشتغال بالخلقوات من السماء والارض والحيال والشجر والحجر و اسباب المعيشة وغير ذلك</p> |
| <p>اقول و غیر منحصراً در مخطوط و مباح کہ در تباہان ہر دو اعانت حق نفس است و این پیش اہل سلوک داخل است در حکم تعاقب و تعاقب علی السیر و التقوی و لا تعاقب علی الاثم و العذبان و مراد از مخطوط جمیع ما مشروع است و مراد بباح اشتغال باغیا است کہ سماء و ارض و حیا و شجر و حجر و اسباب معیشت و غیر ہذا حتی کہ خطر غوری خوش و این معنی دار و حسنات الاہل سیدئات المقربین</p> | <p>اقول و غیر منحصراً در مخطوط و مباح کہ در تباہان ہر دو اعانت حق نفس است و این پیش اہل سلوک داخل است در حکم تعاقب و تعاقب علی السیر و التقوی و لا تعاقب علی الاثم و العذبان و مراد از مخطوط جمیع ما مشروع است و مراد بباح اشتغال باغیا است کہ سماء و ارض و حیا و شجر و حجر و اسباب معیشت و غیر ہذا حتی کہ خطر غوری خوش و این معنی دار و حسنات الاہل سیدئات المقربین</p> |
| <p>بقولہ فبعد السالك من المخطورات و در خہولہ من المباحات قرب تا اقول یعنی دوری سالک از مخطورات بلا غفلت از مباحات قرب تام است حالانکہ عشاق این را ہم نقص میدانند کمال قرب آنکہ بدانند کہ در مقام قرب قرب گفتن ہم دوریت زیرا کہ درین زہول ہم توقع خود پرستی و پیدا رسیدن بر مقام ہستی است۔ در خرابات رو و بین کہ خراباتیان</p> | <p>بقولہ فبعد السالك من المخطورات و در خہولہ من المباحات قرب تا اقول یعنی دوری سالک از مخطورات بلا غفلت از مباحات قرب تام است حالانکہ عشاق این را ہم نقص میدانند کمال قرب آنکہ بدانند کہ در مقام قرب قرب گفتن ہم دوریت زیرا کہ درین زہول ہم توقع خود پرستی و پیدا رسیدن بر مقام ہستی است۔ در خرابات رو و بین کہ خراباتیان</p> |

| | |
|--|---|
| <p>جہمی کند ترا آن باید کرد رحمت باد بران بزرگ کہ گفت فقدت وجہی فی الخلیات</p> <p>مروتہ فوجدتک روحی فدائک تا بیر خرابات فرمان غیبی از ہر نہ باشد کہ عروس حسائے</p> <p>قل الروح را یند شمع و شاہد در خرابات خائے کفر نہا ند تا آن کفر واپس نہ گذاری مومن شوی</p> <p>آن نہ دیدہ کہ بلبل عاشق گل است چون نزد گل رسد بیتاب شود و چون خود را بر گل زند خائے</p> <p>گل بلبل را فگار کند اگر گل بے زحمت خار بود ہمیشہ بلبلان عاشقی گل کریدند اما با وجود خائے</p> <p>از صد ہزار بلبل کیے بہ لذت عاشقی رسد</p> | <p>کیا کرتے ہیں تم کو بھی وہی کرنا چاہیے اول بزرگ پر رحمت ہو جنھوں نے کہا کہ میں نے اپنا وجود ایک بار</p> <p>خرابات میں کھو کر بھگوا یا لیا بچھری میری جان مند ہو بلا اجازت پیر خرابات کے کسی عمر دس غائے قل الروح</p> <p>کی زیارت ممکن نہیں شمع و شاہد در خرابات خائے کفر میں رکھے گئے حب تک وہ کفر واپس نہ کر دے مومن ہو گے</p> <p>دیکھو بلبل بھول پر عاشق ہے بھول کے قریب ہو چکا بیتاب ہو جاتی ہے جب اپنے آپ کو بھول پر گرتی ہے</p> <p>تو اس کے کانٹے او سکود زخمی کرتے ہیں اگر بھول غیر کاٹوں کے پوتا تو نام بلبل بھول کی عاشق ہوتی مگر باوجود کانٹوں کے</p> <p>لاکھوں بلبلوں میں سے لکھ بلبل کو لذت عاشقی نصیب ہوتی ہے</p> |
| <p>قوله فباي مقدار بعدك السالك عن الغير قوب الى الله بقدره فمعنى القرب ايضا يشير الى استقلال العظم كاجتنابي وندكريان هذا الغير بعبارة اخرى وهي ان اصول المحب المأنعة من الوصول الى الله اربعة الدنيا والخلق والنفس الشيطان وطريق ان الهمام مذكرة في كتاب منهاج العالدين فليعلم</p> | <p>یعنی چند آنکہ بندہ از غیر دور است با حق نزدیک است ملاحظہ مفصل در مجل نہایت قریب است</p> <p>و معنی قرب اشارہ می کند بر آن کہ قسم اجتنابی از نوافل مستقل است و این را عبارت دیگر بیان</p> <p>می کنم کہ اصل حجاب مانع قرب جناب رب الارباب چهار چیز است اول دنیا دوم جدال کندہ از میدا</p> |
| <p>یعنی جس قدر بندہ غیر سے دور ہو اسی قدر اللہ ہی نزدیک ہو ملاحظہ مفصل در مجل ہی انتہاء قرب ہے پس معنی قرب کا یہی مطلب ہے کہ نوافل کی قسم اجتنابی مستقل ہے اور اسکو دوسری طرح یوں بیان کرتا ہوں کہ اصل حجاب مانع قرب رب الارباب چار چیز ہیں۔ اول دنیا۔ دوسری مبداء سے جدا کرنے والی چیز</p> | <p>یعنی جس قدر بندہ غیر سے دور ہو اسی قدر اللہ ہی نزدیک ہو ملاحظہ مفصل در مجل ہی انتہاء قرب ہے پس معنی قرب کا یہی مطلب ہے کہ نوافل کی قسم اجتنابی مستقل ہے اور اسکو دوسری طرح یوں بیان کرتا ہوں کہ اصل حجاب مانع قرب رب الارباب چار چیز ہیں۔ اول دنیا۔ دوسری مبداء سے جدا کرنے والی چیز</p> |

یعنی خلق سوم اعدای عدوالتیھی النفس
 چہارم شیطان رحیم کہ حالش از قرآن مجید ظاہر است
 و طریق دفع کردن آن در منہاج العابدین مصنفہ
 حضرت امام غزالی مذکور است و آن این کہ بر تو
 یا داعی طالب عبادت جد و جد تمام در قطع این
 عقبہ کہ بزرگترین سخت ترین عقبات است و
 ستون آن سخت بسیار و فتنہ او بزرگ است
 ازان کہ ہر کہ ہلاک شد و بخدا نہ رسید اسباب دنیا
 بود یا خلق یا شیطان یا نفس و حجاب در راہ حق
 ہمین چہار اند پس در ہر یک نکتہ متعین شود اما دنیا
 واجب است کہ از وی حذر کنی در روی زمین کنی
 از آنکہ کار از نہ حالت خالی نیست یا در عبادت
 از اہل بصیرتی و یا از اہل ہمتی و یا از اہل غفلتی اگر
 اہل بصیرتی بسندہ است مگر آنکہ بدانی کہ دنیا دشمن
 خدا است و خداے قعالے دوست تو پس دشمن
 دوست دشمن تو باشد و دنیا عقل ترا نقصان
 می کہ عقل قیمت است و اگر از اہل ہمتی بسندہ
 مگر آنکہ بدانی کہ شومی دنیا تا بہ این حد است کہ ترا
 از عبادت یہ کلی بازیدارد و اگر از اہل غفلتی بسندہ
 مگر آنکہ بدانی کہ دنیا باقی نیست یا تو ازان جدا
 خواہی شد و یا اواز تو جدا خواہد شد پس چہ فائدہ باشد

یعنی خلق تیسرے نفس جو تیرا دشمن ہے۔ چہ کہ
 شیطان رحیم جسکا حال قرآن مجید سے ظاہر ہے اور
 اسکے دفعیہ کا طریقہ منہاج العابدین مصنفہ حضرت امام
 غزالی میں موجود ہے جو یہ ہے کہ آپ طالب عبادت تیرے پوری
 کوشش سے اس بڑی گھائی کاٹے کرنا لازمی ہے کیونکہ یہ
 سے بڑی اور سب سے سخت گھائی ہے اور اسکا تو بھت
 سخت اور اسکا بڑا فائدہ ہے کیونکہ جو کوئی ہلاک ہوا اور خدا
 تک نہ پہنچا وہ یا تو دنیا کے سبب سے یا خلق شیطان
 و نفس کے سبب سے اور خدا کی راہ میں حجاب یہی چاروں
 ہیں لہذا ہر ایک کے متعلق ایک عمدہ نکتہ سنو۔ اول دنیا
 تو دشمن زدہ کرنا اور اس سے پرہیز واجب ہے کیونکہ
 تین سال سی خالی نہیں یا تم علمبر صاحب بصیرت ہو یا اہل
 ہمت یا اہل غفلت اگر صاحب بصیرت ہو تو سمجھ لو کہ دنیا
 خدا کی دشمن ہے اور خدا تمہارا دوست پس دوست کا
 دشمن تمہارا دشمن ہوا اور دنیا تمہاری عقل کو
 نقصان کرتی ہے اور عقل تمہاری قیمت ہے
 اور اگر اہل ہمت ہو تو سمجھ لو کہ دنیا کی خواست
 ایسی ہے جو تم کو عبادت سے روکتی ہے۔
 اور اگر اہل غفلت ہو تو سمجھ لو کہ دنیا باقی
 نہیں ہے یا تم اس سے جدا ہو گے۔ یا
 وہ تم سے جدا ہوگی تو اس کی تلاش

در طلب او مگر ضلوع کردن عمر عزیز ترا آتش شیطان
بسنده است مرزا در کار با پرہیز کردن از شیطان
از انجہ خدای تعالی فرمودہ است مرنی خود را مسلم
قل رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین
اعوذ بک رب ان یحضر وین پس ہر گاہ کہ
بہترین عالمیان دعا قلمترین ایشان را این حال
باشد توان دانست کہ حال دیگران با کمال جمل
و نقصان عقل و غفلت چگونہ باشد و اما خلق
بسنده است مرزا در کار خلق کہ بدانی کہ اگر ایشان
مخالفت کنی و در ہوا با ایشان موافقت نہائی
بزدکار شوی و کار آخرت بر تو باطل شود و اگر
با ایشان مخالفت کنی ترا بر بنجا نند و کار دنیا
و دین بر تو مکدر کند و تو نیز در عداوت ایشان
افتی و اگر ترا سچ کنند و تعظیم نمایند خوف فتنہ
عجب باشد و نیز یاد کن حال خود با ایشان بعد
از ان کہ در گورت نہند بعد از سہ روز چگونہ ترا
فراموش کنند و ذکر تو بر زبان نرانند گویا کہ ہرگز
ترانہ دیدہ بودند و تو ایشان را نہ دیدہ بودی و
در گوید نباشد با تو مگر خدای تعالی پس این زبان
بزرگ باشد کہ روزگار عزیز با این خلق بے وفا
ضایع کنی و ترک خدمت خدای تعالی کنی کہ

مین عمر عزیز ضایع کرنے کے سو کیا فائدہ ہوگا و سہ
شیطان تو تم کو اپنے کاموں میں اوس سے پرہیز کرنا چاہیے
کیونکہ خداوند تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
ہے کہ ای محمد کہو کہ خداوند ما میں تجھے دس اوس شیطانی سے
بناہ مانگتا ہوں اور شیاطین کے اپنے پاس آنے سے بھی بپناہ
مانگتا ہوں تو جب بہترین عاقل ترین عالم کا خیال ہو تو سمجھو
کہ دوسروں کا جو بالکل جاہل اور عقلاً ناقص غافل ہیں کیا
حال ہوگا اور خلق کی متعلق یہ سمجھ لو کہ اگر ان سے میل جول کھو
اور خواہشات میں ان کی موافقت کر دے تو گنہگار
ہو گے اور آخرت کا کام خراب ہوگا اور اگر ان سے
مخالفت کر دے تو وہ تھوکنے ٹانگے اور دین و دنیا کے کام
تجربہ کر دینگے اور تم بھی ان کی عداوت میں پڑ جاؤ گے
اور اگر وہ تمہاری تعریف و تعظیم کرینگے تو فتنہ و عجب کا خوف
نیز اپنا حال ان کے ساتھ یاد کرو کہ جب وہ کو قبر میں
دفن کر دینگے تو تین روز کے بعد کیا انکو بھول جائینگے
تمہارا ذکر بھی نہ کریں گے گویا کبھی انہوں نے تم کو
اور تم نے ان کو دیکھا ہی نہ ہوگا۔ قبر میں تمہارے
ساتھ خدا کے سو اکوئی نہ ہوگا تو یہ رطاف نقصان
ہو کہ اپنا وقت عزیز تم نے ایسی بے وفا
خلق کے ساتھ ضایع کیا اور خدا سے تعلق
کی خدمت چھوڑی جس کی طرف آخرت تھاری

باز گشت تو در آخر کار بدوست تامل کن
 مسکین در این سخن کہ گفتم شاید راہ راست نمود
 شوی و اما نفس بسندہ است مژدار کار نفس
 انچه مشاہدہ می کنی از حالتہاے او و خواستہاے
 تباہ او کہ در حالت شہوت ہمیشہ است و در حالت
 غضب در تہ در حالت محبت طفل است و
 در حالت نفرت فرعون است و در حالت گرسنگی
 دیوانہ و در حالت سیری خراست اگر بکیرش کنی
 نافرمانی کند و اگر گرسنہ داری فریاد و فزع کند بچہ
 دراز گوش کہ اگر جو باید مردمان را بزند و اگر نہ یابد
 فریاد کند کیے از صلی گفته است کہ تباہی و جہل
 نفس متباہ است کہ چون معصیت کردن یا بکارت
 رسیدن خواہد اگر خدا و رسول و جمیع کتب و
 انبیاء و سلف صالح کو شفیع کرد و اورا پس پر موت
 قبر و قیامت و بہشت و دوزخ پیش کرد و تو وہ کسی کو
 زمانے گا اورا پس معصیت و شہوت سے باز نہ آئے گا
 او جب اوستے بھو کھار کھو گے تو شہوت چھوڑو گا
 یہ تو اوس کی خست و جہل کا حال ہے اسلئے
 تم کو اوس سے غافل نہ رہنا چاہیے اوس کا
 حال وہی ہے جو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک
 نفس بڑائی کا حکم دیتا ہے اور یہ تنبیہ
 صاحب عقل کے لیے کافی ہے۔ ایک

باز گشت تو در آخر کار بدوست تامل کن
 مسکین در این سخن کہ گفتم شاید راہ راست نمود
 شوی و اما نفس بسندہ است مژدار کار نفس
 انچه مشاہدہ می کنی از حالتہاے او و خواستہاے
 تباہ او کہ در حالت شہوت ہمیشہ است و در حالت
 غضب در تہ در حالت محبت طفل است و
 در حالت نفرت فرعون است و در حالت گرسنگی
 دیوانہ و در حالت سیری خراست اگر بکیرش کنی
 نافرمانی کند و اگر گرسنہ داری فریاد و فزع کند بچہ
 دراز گوش کہ اگر جو باید مردمان را بزند و اگر نہ یابد
 فریاد کند کیے از صلی گفته است کہ تباہی و جہل
 نفس متباہ است کہ چون معصیت کردن یا بکارت
 رسیدن خواہد اگر خدا و رسول و جمیع کتب و
 انبیاء و سلف صالح کو شفیع کرد و اورا پس پر موت
 قبر و قیامت و بہشت و دوزخ پیش کرد و تو وہ کسی کو
 زمانے گا اورا پس معصیت و شہوت سے باز نہ آئے گا
 او جب اوستے بھو کھار کھو گے تو شہوت چھوڑو گا
 یہ تو اوس کی خست و جہل کا حال ہے اسلئے
 تم کو اوس سے غافل نہ رہنا چاہیے اوس کا
 حال وہی ہے جو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک
 نفس بڑائی کا حکم دیتا ہے اور یہ تنبیہ
 صاحب عقل کے لیے کافی ہے۔ ایک

کردہ انداز بعض صالحان کہ اور احمد ارقم بلخی
 می گفتند کہ او گفت نفس من با من نزاع کرد
 برائے بیرون آمدن سیوے غزا گفتم سبحان اللہ
 خدای تعالیٰ گفته است ان النفس لامارة
 بالسوء و این مرا بخیر می فرماید این چگونہ باشد
 نفس را گفتم کہ تواز تهنائی تنگ آمدہ بدین بہانہ
 می خواہی کہ ملاقات مردمان کنی تا مردمان ترا
 تعظیم کنند من ہرگز در آیا دی فرو در نخواہم آمد
 قبول کرد باز بدگمان شدہم گفتم کہ خدای تعالیٰ
 راست گو است با نفس خود گفتہ کہ من با دشمن
 بے آلت جنگ خواہم کرد تا اول کسی کہ کشتہ شود
 من با شتم قبول کرد و بچنین بسیا جزیر بار و دشترم
 نفس من بہ قبول کرد و در آخر گفتم یا رب مرا بر کبر
 او مطلع گردان می دانم کہ تو راست گفتہ و او دروغ
 می گوید پس در کا شفعہ دنیہ کہ گو یا مرا نفس می گوید
 کہ اسے احمد ہر روز مرا بتازگی می کشی بہ منہ کرو تا
 آرزو ہاے من ہم سچ کس برین مطلع نیست اما
 اگر با دشمن جنگ کنم و کشتہ شوم ازین عذاب
 خلاص یابم و میان مردمان مرا جا ہے حاصل شود
 بگویند کہ احرشید شدہ بن شستم و ترک غزا گفتم
 دران سال پس نیکو نظر کن اسی طالب عبادت

بزرگ یعنی احمد ارقم بلخی سے مروی ہے و انھوں نے
 کہا کہ میرے نفس نے مجھ سے غزوہ میں چلنے کے
 لیے ہمت صرار کیا میں نے کہا کہ خوب حق تعالیٰ تو
 فرماتا ہے کہ نفس جزائی کا حکم دیتا ہے اور یہ مجھے نیکی
 تیار ہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے تب میں نے نفس سے کہا
 کہ غالباً تو تہنائی سے تنگ آکر اس بہانہ لوگوں سے ملنا
 چاہتا ہے تاکہ لوگ تیری تعظیم کریں لہذا میں آیا دی
 میں نہ جاؤں گا اس نے اسے قبول کیا میں بدگمان
 ہوا مگر میں نے کہا کہ خدائے تعالیٰ سچا ہے پھر میں نے
 نفس سے کہا کہ میں دشمن سے تہا لڑوں گا تاکہ
 سب سے پہلے میں ہی مارا جاؤں یہ بھی اوس نے
 قبول کیا اسی طرح بہت سی باتیں میں نے نفس سے
 کہیں سب اوس نے منظور لیکن آخر میں نے دعا کی کہ
 خداوند مجھ کو اس کے مکر سے مطلع کر میں جانتا ہوں کہ
 تو سچا ہے اور وہ جھوٹا تو اپنے مکاشفہ میں میں نے
 دیکھا کہ میرا نفس مجھ سے کہتا ہے کہ تم ہر روز میری خوشین
 روک روک کر مجھ کو مارتے ہو اور یہ حال کوئی نہیں جانتا
 لہذا اگر دشمن سے لڑ کر مر جاؤں تو اس عذاب سے بھی
 چھوٹوں اور لوگوں کے نزدیک بھی وقت ہو لوگ
 کہیں گے کہ احمہ شہید ہو اتب میں بیٹھ رہا اور اس
 سال لڑائی پر نہ گیا لہذا اسے طالب عبادت

در مکر نفس و غرور اور کہ بعد از مردن جاہ می طلبہ
بدان کہ این جا اصل است بزرگ و آن این کہ
عبادت و دنیا و نیمہ دار و یکے نیمہ کسب کرد و یک
نیمہ پرہیز کردن یعنی کسب کردن طاعت و پرہیز
کردن از معصیت و سیئات و این ست تقویٰ
و نیمہ پرہیزیدن افضل است مرندہ را از نیمہ
کسب کردن و ازین ست کہ مبتدیان از اہل
عبادت کہ در اول درجہ باشند بہ نیمہ اکتساب
مشغول شوند و ہمہ بہت ایشان آن باشد
کہ دل را از میل کردن سوئے غیر حق و حشیم را از
نظر کردن بالا یعنی نگاہ دارند و ازین معنی گفت
عابد و دوم از عباد سبعہ مرویش را کہ اے یونس
بعضی از مردمان نماز را دوست دارند و بعضی روزہ
را و بعضی صدقہ را تو روزہ گیر از سخن کثیر گفتن و
صدقہ دہ از پرہیز کردن از رنجاندن کہ بیج
صدقہ در روزہ فاضل تر ازین نیست پس چون
دانستی کہ نیمہ پرہیزیدن اولی است اگر ہر دو
نیمہ تر اید ست آید کارت تمام شود و ترا سلامت
و غنیۃ حاصل آمد و باشد و اگر ہر دو نتوانی باید
کہ جانب پرہیزیدن رعایت کنی تا سلامت
حاصل آید و الا ہر دو نیمہ را زیان کردہ باشی از آنکہ

نفس کے مکر و غرور کو غور سے دیکھ کہ مرنے کے بعد بھی
عزت چاہتا ہے جاننا چاہیے کہ یہاں پر ایک بڑی
اسل یہ ہے کہ عبادت کے دو حصے ہیں ایک حصہ کسب
کرنا اور دوسرا حصہ پرہیز کرنا یعنی اطاعت کرنا اور معصیت
و گناہوں سے پرہیز کرنا اور یہی تقویٰ ہے پرہیز کرنا
ہندہ کے لیے کسب کرنے سے افضل ہے اسی لیے
مبتدی اہل عبادت جو پہلے درجہ میں ہوتے ہیں
اکتساب میں مشغول ہوتے ہیں اور پوری بہت
ادب کی یہ ہوتی ہے کہ اپنا دل غیر حق کی
طرف مائل ہونے اور آنکھ کو فضولیات دیکھنے
سے بچائیں اسی لیے عباد سبعہ میں سے عابد
دوم نے یونس سے کہا کہ اے یونس
بعض آدمی نماز پسند کرتے ہیں اور بعض
روزہ اور بعض صدقہ - لہذا تم بہت باتیں
کرتے سے روزہ رکھ اور عدم آزاری سے
صدقہ دے کیونکہ کوئی روزہ و صدقہ
اس سے زیادہ افضل نہیں پس جب
تم نے جان لیا کہ پرہیز کرنا بہتر ہے
تو اگر دونوں حصے تکمیل جائیں
تو تمھارا کام پورا ہو جائے - ورنہ
دونوں حصوں کا نقصان ہوگا کیونکہ

چہ نفع کند ترا قیام شب و صیام روز این یک
 کلمہ باطل شود از ابن عباسؓ پرسیدند کہ چہ
 گوئی در دوسو مردے کہ یکے خیر بسیار دارد و شر
 ہم بسیار دارد و دیگرے خیر اندک و شر ہم اندک
 دارد گفت هیچ خیر بہ سلامتی برابر نہ شود و نظیر
 انجہ ما گفتیم حال علاج مریض است کہ دو نیمہ از
 نیے دارد و خوردن نیے پرہیزیدن پس اگر میان
 ہر دو جمع کند صحت یابد و اگر ہر دو نہ تواند پرہیزید
 از لے از آن کہ بہ ترک پرہیز ہیج دارد دفع کند
 اما پرہیز کردن با ترک دارد دفع کند و رسول اللہ
 صلعم گفتہ است کہ اصل ہر دو پرہیزیدن است
 چنانچہ طبیبان ہندوستان رنجور را بہ ہمین
 پرہیزیدن علاج کنند و مریض را از اکل و شرب
 و کلام باند دارند ہم بدن صحیح شود بے آنکہ دارد
 و ہند پس ازین جامعہ معلوم شد کہ اصل کار تقوی
 است و متقیانند در مرتبہ بلند از عبادت پس
 بر توبہ و عبادت تمام در کار تقوی کوشیدن -

تھو شب بیداری اور روزہ کیا نفع دیگا یہ ایک کلمہ
 سے باطل ہو جائیگا حضرت ابن عباسؓ سے لوگوں
 نے پوچھا کہ آپ اون دو شخصوں کے متعلق کیا
 کہتے ہیں جن میں سے ایک کی اچھائیاں بھی بہت
 ہیں اور برائیاں بھی بہت اور دوسرے کی اچھائی
 بھی کم ہے اور برائی بھی کم فرمایا کہ کوئی اچھائی سکا
 کے برابر نہیں اور اس سب گفتگو کی مثال عام مریض کی ہے
 کہ مریض کے علاج کے دو حصہ ہیں ایک حصہ دوا کھانا
 اور دوسرا پرہیز کرنا اگر دونوں باتیں کرے تو صحت پائے
 اور اگر دونوں نہ ہو سکیں تو پرہیز کرنا بہتر ہے کیونکہ بہتر نہ
 کرنے سے کوئی دوا نفع نہیں کرتی مگر دوا چھوڑ کر پرہیز
 کرنا نفع کرنا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہر دوا کی اصل پرہیز
 چنانچہ ہندوستان کے طبیبوں کا علاج پرہیز سے کرتے
 ہیں اور اسے کھانے پینے اور باتیں کرنے سے روک دیتے ہیں
 جس سے وہ اچھا ہو جاتا ہے دوا کی ضرورت نہیں رہتی
 تو معلوم ہو کہ اصل چیز تقوی ہے اور تقوی عبادت میں
 عالی مرتبہ ہیں لہذا انکو تقوی میں پوری کوشش کرنا چاہیے

قوله فلما تقر بان طريق القرب الى الله بعد الفرائض بكثره عبادات النوافل
 باعتبار النوع او الفرح كما ذكر

اقول یعنی ہر گاہ کہ قرار یافت این امر کہ طریق
 قرب حق بعد فرائض از کثرت عبادات نوافل

یعنی جب یہ امر طے ہو گیا کہ طریقہ قرب حق
 بعد فرائض عبادات کثرت نوافل

| | |
|--|--|
| می شود خواہ نوع خاص از انواع نوافل | ہے خواہ اونہیں سے کوئی نوع یافتہ خاص ہو |
| بود خواہ فردے خاص از افراد چنانکہ بالافت | جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اور ان نوافل کی خصوصیت |
| و تخصیص نوافل از ان است کہ حق سبحانہ چیز | اسی لیے ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی عبادت |
| محبوب تر در عبادت ازین نماز نہ گردانیدہ | مین نماز سے بہتر کوئی چیز نہیں رکھی کیونکہ اسمین |
| زیرا کہ درو مشقت محضہ است و از مشقت اجر | محض مشقت ہے اور مشقت سے ثواب بہت |
| بسیار حاصل می شود | حاصل ہوتا ہے۔ |

قوله فطریق تحصیل تکثیر العلم بہذا الحصر و ہون مشغل الانسان
لا ینحلو من جنسین جنس العبادۃ و جنس العادۃ و کل جنس لا ینحلو من بصفین
قلیل الوقوع او کثیر الوقوع اما قلیل الوقوع من جنس العبادۃ فمثل السجۃ
و الزکوۃ و الجہاد و غیر ذلک و من جنس العادۃ فمثل النکاح و الطلاق
و البیع و الشرعی و غیر ذلک و اما جنس کثیر الوقوع من العبادات فمثل الصوم
و الصلوۃ و الاذکار و غیر ذلک و من جنس العادات کا لاکل و الشرب و الخمر
و اللباس و غیر ذلک

| | |
|--|---|
| اقول پس طریق تحصیل تکثیر علم باین حصرت | پس کثرت علم کے حصول کا طریقہ یوں ہے کہ |
| کہ مشغل انسان از دو جنس خالی نیست عبادت | مشغل انسانی دو جنس سے خالی نہیں عبادت ہے |
| است یا عادات و ہر جنس از دو حال خالی | یا عادت اور ہر جنس دو حال سے خالی نہیں یا بہت |
| نیت یا بسیار شوندہ است یا کم آن کہ کم واقع | ہونے والی ہے یا کم تو عبادات میں قلیل الوقوع |
| شوندہ است از عبادت مثل حج است کہ در عمر | حج و زکوۃ و ہب و غیرہ ہیں جو کم ہر سیر میں |
| بشرط استطاعت یک بار و زکوۃ بعد سال بشرط | بشرط قدرت ایک بار اور شرب و جو و شراب |
| وجود شراب یک بار و ہب و غیرہ و قلیل الوقوع | سال میں ایک بار ضرر میں اور عادات میں |
| از جنس عادات مثل نکاح و غیرہ است کہ محتاج | قلیل الوقوع نکاح و غیرہ ہیں جن کی |

| | |
|--|--|
| <p>چندان شرح نیست و شناختن این ہر جنس ضروری نیست ولیکن جنس کثیر الوقوع از عبادات مثل روزہ و نماز و اذکار و سواے ازین از عادات مثل خوردن و نوشیدن و غیرہ با و این ہر دو قول را صرف ترجمہ کفایت می کند کافی ہے۔</p> | <p>شرح کی زیادہ ضرورت نہیں اور نہ ان جنسوں کا جانتا ضروری ہے اور جنس کثیر الوقوع عبادات سے روزہ و نماز و اذکار اور عادات سے کھانا پینا سونا وغیرہ ہیں اور ان عبارتوں کا صرف ترجمہ کافی ہے۔</p> |
| <p>قوله فوافل هذين الجنسین لا بد لطالب القرب من تحصیلها حتی یستوفی جمیع اوقاتها بالنوافل فعلی طریق الاقضاء یکفیه کتاب عین العلم وما اشبهه من المختصرات ومن اراد استقصاءه فعليه بالكتب المبسوطه مثل احیاء علوم الدین وغیر ذلک من الكتب الفقہیة فهذا الضابطه یکفی للطالب فی معرفۃ القرب وطریق تحصیلہ</p> | <p>قوله پس نوافل ازین ہر دو جنس طالب قرب را بجا آوردن ضروری است و باید کہ حاصل کند طالب آن نوافل را بہ استیجاب اوقات بطریق میانہ روی خالی از اضطرار و تفریط کہ آن مذموم است و کافی است طالب را مطالعہ کتاب عین العلم و دیگر کتب حضرات اکابر مثل فتوح الغیب از حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی و عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی و مصنفات حضرت شاہ ولی اللہ محدث و غیر سہم و ہر کہ زیادہ ازین خواہد پس اورا کتب مبسوطہ مثل قوت القلوب</p> |
| <p>تویہ دونوں قسم کے نوافل طالب قرب کو بجا لانا ضروری ہیں طالب کو چاہیے کہ انھیں اچھی طرح بطریق اعتدال بجالا دے۔ ان میں انقطاع و تفریط نہ کرے کیونکہ اضطرار و تفریط بڑی ہے طالب کو کتاب عین العلم اور دیگر کتب حضرات اکابر مثل فتوح الغیب حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی و عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی و مصنفات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مطالعہ کافی ہے اور جو اس سے زیادہ چاہے اس سے بڑی کتب میں مثل قوت القلوب</p> | <p>تویہ دونوں قسم کے نوافل طالب قرب کو بجا لانا ضروری ہیں طالب کو چاہیے کہ انھیں اچھی طرح بطریق اعتدال بجالا دے۔ ان میں انقطاع و تفریط نہ کرے کیونکہ اضطرار و تفریط بڑی ہے طالب کو کتاب عین العلم اور دیگر کتب حضرات اکابر مثل فتوح الغیب حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی و عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی و مصنفات حضرت شاہ ولی اللہ محدث و غیر سہم و ہر کہ زیادہ ازین خواہد پس اورا کتب مبسوطہ مثل قوت القلوب</p> |

| | |
|--------------------------------------|---|
| شیخ ابوطالب کی وصفات حضرت امام غزالی | حضرت شیخ ابوطالب کی اور صفات حضرت امام غزالی اور اور بزرگوں کی تصنیفات دیکھنا چاہیے اور اس زمانہ والوں کو کتاب مستطاب طالب شیدی مولفہ حضرت مرشدی کافی می تواند شد پس این قاعدہ کلیہ کافی است طالب اور معرفت طریق تحصیل قرب۔ |
|--------------------------------------|---|

قوله واما احتیاج الناس الى المرشد والاستاذ فلا بد منه لتسهيل الطريق وسرعة الوصول واما سلوك الطريق بغیر المرشد والاستاذ فهو في الجملة ممكن لمن وفقه الله

| | |
|--|---|
| اقول لیکن احتیاج طالب سوے مرشد و استاد | مگر راہ وصول آسان کرنے اور راہ سپر حلیہ فایز ہونے ضرورت برائے آسان گردانیدن راہ وصول کے لیے طالب کو مرشد و استاد کی بہت ضرورت ہے اور سلوک کرنا بلا مرشد و استاد کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے مگر توفیق الہی شہرہ ہے تین کتابوں کی عادت است فقیر کاتب الحروف گوید کہ بواو عادت تخلیق الہی ظاہر است بعدی نماید گرا زین جملہ حال رہروی و سیان قصد کرد آن ہم تمی تو شد زیرا کہ مرشد آنها صورت برزخیه بزرگیت کہ مربی و کامل مہمات آنها گشتہ بالجملہ در سلوک راہ دین و وصول بعالم یقین مرید را از شیعہ کامل راہبر راہ شناس صاحب ولایت و متضرر ناگزیر است از ہر چہ بجز حی است کو تا ہی |
|--|---|

واگہ زکف بتان خرگاہی بہ ۴ شایخ محبوبان
 حضرت اسی ہین جن کی شان میں اولیائی
 تحت قبائی دارد ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کو باوجود کمال مرتبہ نبوت و رسالت حاصل
 ہونے کے ابتدائیں دس سال حضرت شعیب
 علیہ السلام کی خدمت کرتا پڑی تب خدا سے
 شرف مکالت نصیب ہوا اور دولت مکالت
 و سعادت رسالت اور بارہ گروہ بنی اسرائیل
 کی پیشوائی حاصل کر چکنے کے بعد دوبارہ ہجو
 اویخنین علم لدنی کے لیے حضرت خضر سے التماس
 متابعت کرتا پڑی کہ ہل اتبعک علی ان
 تعلنی مما علمت رشدا جو شخص یہ سمجھے
 کہ قبۃ وصال ذوالجلال کا درشت ناپید اکتا
 اپنی کوشش سے بلارہیہ روزادراہ طے ہو سکتا
 اوس پرافسوس صدافسوس۔ اگرچہ
 ابتدائے ہدایت میں بغیب کی ضرورت
 ہے اور نہ شیخ کی حاجت کیونکہ وہ ایک
 تخم ہے جو زمین دل میں صرف نظر
 عنایت کی دستکاری سے بویا جاتا
 ہے آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وآلہ وسلم نے بہت کوشش کی کہ۔

واگہ زکف بتان خرگاہی بہ ۴ شایخ بتان
 خرگاہی حضرت اسی اندکہ اولیائی تحت
 قبائی لایعد فیہم غیری موسیٰ علیہ السلام
 بالکمال مرتبہ نبوت و درجہ رسالت اولو العری
 در بدایت حال وہ سال ملازمت خدمت
 شعیب علیہ السلام نمود تا استحقاق شرف مکالت
 حق ظاہر شد و بعد از ان کہ بدولت و کلم اللہ
 موسیٰ تکلیما و سعادت و کتبنا لہ فی الاولیاء
 من کل شیء موعظۃ و تفصیلا لکل
 شیء رسیدہ و پیشوائی و مقتدائی و وارثہ
 بنی اسرائیل یافت در بارہ دروہرستان تعلم
 علم لدنی از معلم خضر التماس متابعت نمود کہ
 ہل اتبعک علی ان تعلنی مما علمت
 رشدا و مفتون و مغرور این راہ کسی است کہ
 بداند کہ یاد دہ بے پایاں قبۃ وصال ذوالجلال
 بسر قدم بشری بے دلیل و بدرقہ قطع توان کرد
 ہیہات ہیہات لما توعدون اگرچہ
 در بدایت ہدایت نہ بیغیاہر حاجت بود و نہ
 پیشین آن تخم است کہ در زمین دہما جنہ
 بہ دستکاری نظر عنایت یافتہ خواجہ عالم صلعم
 جہان کہ جہد فرمود کہ آن تخم در زمین قلب

ابی طالب اندازد و توانست با و گفتند انک لا
 تھدی من احببت و لکن اللہ یھدی
 من یشاء ثم ہایت انداختن وظیفہ خداوند
 ولیکن ہر کجا آن تخم پدید آید در پرورش آن بہ
 نیابت و خلافت حق بہ پیغامبر یا شیخ کہ
 نائب اوست حاجت افتد کہ انک لتھدی
 الی صراط مستقیم بدان کہ احتیاج مرید سالک
 بہ شیخ و اصل کامل از وجہ است اما درین مختصرہ
 وجہ گفتہ می شوند۔ وجہ اول آن کہ راہ ظاہری
 بہ کعبہ صورت بے دلیل را بہ راہ شناس نمیتوان
 رفت با آنکہ روندہ آن را ہم دیدہ راہ بین دارد
 و ہم قدم قوی و ہم راہ ظاہر است و ہم مسافت
 معین آن کہ راہ حقیقت است صد و ست ہزار نقطہ
 نبوت و عصر رسالت در آن راہ قدم زدہ اندیک
 قدم ظاہر نیست پس بران از خود کے کام توان زن
 در خدمت مشایخ سالہا ماست باید کرد۔ تا او
 بیان واقعہ کشف و قانع مرید کند چہ کہ مبتدی
 سالک درین راہ لہل نہ نظر دارد نہ قدم پس
 بیایانہ چنین بے پایاں بے دلیل و یدہ بخش
 نتوان رفت وجہ دوم آن کہ ہمچنانکہ در راہ صوری
 قطع الطریق بسیارند کہ بے بدرقہ نتوان رفت

ابی طالب کہ ہایت فرامین مگر نہ فرما سکے اذن سے
 ارشاد ہوا کہ تم جسے چاہو اوس سے ہدایت نہیں کر سکتے
 بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ہدایت کرنا
 خدا کا کام ہے مگر جس کسی کو ہدایت ہوتی ہے اوس کے
 لیے بہ نیابت و خلافت حق کسی پیغمبر یا شیخ کی توجہ
 ضروری ہے کہ انک لتھدی الی صراط مستقیم جانا
 چاہیے کہ مرید سالک کو شیخ و اصل کامل کی ضرورت
 کئی وجہ سے ہے لیکن بیان صرف دین جہن بیان
 کیجاتی ہیں پہلی وجہ یہ کہ جب کعبہ ظاہری کی راہ بطریق
 طے نہیں کر سکتے حالانکہ اوس راہ کا چلنے والا دیدہ نہ بین
 اور قدم قوی بھی رکھتا ہے اور راستہ بھی کھلا ہوا ہے
 اور مسافت بھی مقرر تو پھر جو راہ حقیقت ہے جسپر
 ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء و علیہم السلام چلے ہیں اور جو
 ایک قدم بھی ظاہر نہیں از خود اوس پر کیسے چل سکتے ہیں
 شیخ کی خدمت میں برسوں کو شش کرنا چاہیے
 تاکہ وہ واقعات بیان کرے اور مرید کے حالات ظاہر
 کرے کیونکہ اس راہ میں مبتدی سالک پہلے نہ نظر رکھتا
 ہے نہ قدم لہذا ایسا لائق و دق میدان بغیر ہمتائی
 رہ نہا طے نہ کرنا چاہیے۔ دوسری وجہ یہ کہ جس
 طرح ظاہری راہ وجہ جو روڈ کو بہت محض
 کے بغیر محفوظ کے طے نہیں کر سکتے اوی طرح

در راہ معنوی زخارف و زینت دنیاوی نفس
و شیطان جملہ رہزنان اند بے بدر قلی صاحب
ولایتی نہ توان رفت و تہہ سوم آنکہ درین راہ مزلات
و آفات و شبہات بسیار و عقبات بیشمار اند تا
فلاسفہ بہ تہاروی در حینہ و در طہ ہایل شبہات آفات
و جان و ایمان بباد دادند و چہنیں دہریہ و طبیعیہ
و براہمہ و ملاحدہ و غیرہ جملہ ابتداء سلوک این راہ
بے شیخ کامل و واصل کردند و قطع عقبات و
مزلات نہ کردند ہر یک در آفت و شیعہ افتادہ
از راہ برگشتند و ہلاک شدند و صاحبان سعادت
کہ در حمایت ولایت شیخ کامل سلوک کردہ اند
بسرحد جملہ آفات و مزلات رسیدہ اند و ہمہ
شبہات مطالعہ کردہ و دیدہ و دانستہ اند کہ طوایف
اہل ہوا و بدع را از کدام منزلت بدوزخ بردہ اند
پس خود بہ پناہ دولت صاحبان ولایت ازان
صلوات بسلامت عبور کردہ اند و ازان مزلات
خلاص یافتہ و تہہ چہارم آن کہ روندگان را از
ابتلاء و امتحان گوناگون کہ سراسر راہ پُر از آنست
وقفات بسیار افتد شیخ صاحب تصرف با
تا بہ تصرف ولایت مرید از وقفہ باز دارد و گرمی
طلب و صدق ارادت در و پیدا کرد و قبض و

راہ باطنی کے ڈاکو دنیا اور نفس و شیطان ہین بسزا
بغیر ہر اہی کسی صاحب ولایت کے چلنا نہیں چاہیے
تیسری وجہ یہ کہ اس راہ میں لغزشیں اور آفتیں اور
شبہ و عقیقہ بہت ہین فلاسفہ اپنی تہاروی سے
چند ایسے شبہوں میں پڑے کہ جان و ایمان برباد
کر بیٹھے ہئی طرح دہریہ و طبیعیہ و براہمہ و ملاحدہ و غیرہ
بھی بلا اقتداء شیخ کامل و واصل اس راہ پر چلے مگر
اوس کی گھامیان طے نہ کر پائے آخر آفت و شبہ
میں پڑ کر راہ بھولے اور ہلاک ہو گئے مگر جن نیکوین
نے کسی شیخ کامل کی حمایت ولایت میں سلوک
کیا اور آفات و لغزشات کی حد پر پہنچ کر یہ سمجھے کہ
وہ لوگ کس وجہ سے دوزخ میں گئے آؤ غھوں نے
البتہ ان عقبات سے سیلا متی عبور کیا اور لغزشوں
سے بچے۔ چوتھی وجہ یہ کہ اس راہ کے چیلنے
والوں کو طرح طرح کے امتحانوں کی وجہ
سے جس سے بالکل راستہ بھرا ہوا ہے بہت
وقفے پڑتے ہین تو ایسا شیخ صاحب تصرف
ہونا چاہیے جو اپنے تصرف ولایت سے مرید
کو مکنے نہ دے اور گرمی طلب و صدق
ارادت اوس میں پیدا کر دے اور اوس
کی طبیعت کی انصاف دگی اور تبصہ اور

ملالت و افسردگی از طبع او بیرون بر دو بعبارت
 و اشارات لطیفہ داعیہ شوق در باطن او پیدا
 و جست و خیز آن کہ درین راہ رونده را حلق و مرض
 در نہاد پیدا می آید در بعض مواد فاسدہ غالب
 شود و مزاج طلب و ارادت انحراف پذیرد کہ بصورت
 بہ طبیب حاذق حاجت افتد تا بمعالجہ صواب
 در ازالہ مرض و تسکین مواد کوشد والا از راہ باز
 تا ازالہ مرض بحسب مزاج ہر مرید یا دویہ صالح
 نہ کند استطاعت سلوک ممکن نہ گردد و چہ ششم
 آن کہ سالک درین راہ بہ بعض مقامات روحانی
 رسد کہ روح او از کسوت بشریہ مجر شود و بر توفیق
 حق بروی تجلی کند و رسوم باطلہ بشریت در زوفا
 آید و روح درین حال در خلافت حق ید بیضا نمائد
 و چون آئینہ دل صفا یافتہ است عکس تجلی روح
 پذیرد و ذوق انا الحق و سبحانی در خود باز
 یا بدغور و پندار یافت کمال وصول بقصد
 حقیقی دروے پیدا آید و منی داند کہ کسی از انبیاء
 اولیاء ازین مقام فراتر نہ رفتہ است اگر تصرفات
 ولایت شیخ کہ بصورت لطف حق است دستگیر
 او نہ شوند خوف زوال ایمان باشد و آفت حلول
 اتحاد ہم درین مقام توقع توان داشت پس

ملال کو دور کر کے لطیف عبارات و اشارات سے
 شوق اوس کے دل میں پیدا کر دے یا تجوین و ہم
 یہ کہ اس راہ کے چلنے والے کے دل میں بیماریاں
 پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض میں مواد فاسد ٹرھچتا
 ہے اور مزاج طلب و ارادت بگرجاتا ہے جس سے
 طبیب حاذق کی خواہ مخواہ ضرورت پڑتی ہے
 تاکہ وہ علاج معقول سے ازالہ مرض و تسکین مواد
 کرے ورنہ راہ سے باز رہیگا جب تک ہر مرض کا ازالہ
 ہر مرید کے حسب مزاج عمدہ دواؤں سے نہ کرے گا مرید
 سلوک نہ کر سکیگا چھٹی وجہ یہ کہ سالک اس راہ میں بعض
 ایسے مقامات روحانی پر پہنچتا ہے جہاں اسکی روح
 لباس بشریت سے مجر ہو جاتی ہے اور پرتو نور حق او پر
 تجلی کرتا ہے اور رسوم بشریت غائب ہو جاتے ہیں
 اور روح اوس وقت خلیفہ حق ہونکی دلیل پیش کرتی
 ہے اور چونکہ آئینہ دل صاف ہوتا ہے لہذا وہ
 اوس کا عکس قبول کر کے انا الحق و سبحانی کا ذوق
 اپنے میں پاتا ہے اور مقصد پر پہنچنے کا غور اوس میں
 پیدا ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کوئی نبی اور ولی اس
 مقام سے بلند نہیں گیا اوس وقت اگر تصرفات و تلا
 شیخ جو بصورت لطف حق ہیں اسکی دستگیری تکمیل توفیق
 ایمان اور آفت حلول و اتحاد کا خوف ہے پس

شیخی کامل الحال واقعہ شناس باید تا اور اب تصرف
 ولایت ازین پندار بیرون آرد و بیان مقام
 او کند و آنچه مافوق آن مقام است در نظر او
 آرد و تشویش کند تا مرید ازین منزلت خلاص
 یابد و دیگر بارہ روئے بر لہ نہد و الّا براہین عقبہ
 چنان بند شود کہ بہ هیچ وجہ خلاص نیابد و جبہ
 ہفتم آن کہ روندہ را در اثمای سلوک دستاغ
 غیبی پدید آید کہ ہر یک اشارت بود بہ نقصان
 و زیادت تریت مرید و دلالت بود بر صفائی
 و کدورت دل و معرفت ذمیمہ و حمیدہ نفس و
 علامت حجاب دنیاوی و اخروی و احوال
 شیطانی و نفسانی و روحانی و رحمانی و دیگر
 معانی کہ مبتدی بہ هیچ شناسد تا شیخے مؤید نہ باشد
 بتائید الہی و معلیٰ بعلم تاویلات تا بیان
 واقع و کشف احوال مرید کند و اورا بتدریج
 زبان غیب آموزد و الّا ازان اشارات و معارف
 محروم ماند و ترقی میسر نہ گردد و معرفت مقامات
 حاصل نیاید و جبہ ہشتم آن کہ ہزار سالک کہ سیر
 بہ قوت قدم خویش کنند با لہا مسافت بعد
 مقام از مقامات این را قطع نہ توانند کرد
 زیرا کہ سیر مبتدی از روش موران ضعیف کمر باشد

ایسا شیخ کامل الحال واقعہ شناس ہو جو او سے
 بہ تصرف ولایت اس پندار سے نکالے اور او سے
 سمجھائے اور اس سے اعلیٰ مقام او سے دکھا کر تشویش
 دلائے تاکہ مرید اس لغزش سے نجات پا کر پھر دوبارہ
 متوجہ ہو ورنہ اس گھاٹی سے نکل نہ پایگا ساتویں
 وجہ یہ کہ سالک پر اتنا بے سلوک مین و نتائج
 غیبی ظاہر ہوتے ہیں جو ہر ایک اس کے نقصان
 و زیادتی تعلیم اور صفائی و کدورت دل و معرفت
 ذمیمہ و حمیدہ نفس و علامت حجاب دنیاوی
 و اخروی و احوال شیطانی و نفسانی و روحانی و
 رحمانی وغیرہ کی دلیل ہوتا ہے جن سے وہ وقف
 نہیں ان پر بلا توجہ شیخے مؤید بتائید الہی و معلیٰ بعلم
 تاویلات کے کوئی واقعہ نہیں ہو سکتا لہذا ایسا
 شیخ ہو جو اس کو بتدریج زبان غیب سکھائے ورنہ
 وہ اوں اشارات و معارف سے محروم رہے گا اور
 ترقی میسر نہ ہوگی اور معرفت مقامات حاصل
 نہ ہوگی۔ آٹھویں وجہ یہ کہ ہزاروں سالک
 جو اپنی قوت قدم سے سیر کرتے ہیں برسوں میں
 ان مقامات میں سے کسی مقام کو طے
 نہیں کر پاتے کیونکہ مبتدی کی سیر ضعیف
 جیونشی کی چال سے بھی کم ہوتی ہے

بعضی مقامات اندر دین راہ کہ عبور بران طیران
 تواند بود و مبتدی را طیران میسر نشود کہ او بر شال
 بیضه است بہ مقام مرغی نارسیدہ پس شیخ
 مرغ صفت است مرید بے پروبال چون خود را
 مور وار بہ شہر ولایت و بند مسافتاے بعیدہ
 کہ بمر بار خود قطع نہ توانستی کرد باندک روز کا قطع
 کند و در علے کہ طیران نہ توانستی کرد بہ دعوت شیخ
 طیران نماید صاحب مرصاد العباد گوید کہ این ضعیف
 وقتے در خوارزم سالکے را دیدہ اور شیخ ابو بکر جامی
 می گفتند از جملہ مجذوبان حق بود شیخ معین شد
 اما بہ تصرفات جذب حق مقامات اعلیٰ یافتہ بود
 و از اکثر عقہائے عظیم گزشتہ قطع مسافتا
 کردہ با این ضعیف در بیان مقامی سخن میراند
 گفت بعد سیر جہل و بیخ سال بدین مقام رسید
 از صعوبت احوال این مقام دو سال خون از
 شکم جاری ماند و بے خون خورد و جان و آدم
 از راہ صورت و معنی تاحق تعالیٰ مرا ازین مقام
 عبور داد۔ این ضعیف این حکایت در خدمت
 شیخ خود سلطان طریقت برہان حقیقت محمد الدین
 بغدادی قدس سرہ باز گفت فرمود کہ ہرگز کہے
 قدر مشایخ نہ شناسد و حق ایشان نتواند گذارد
 اور بعض مقام سلوک ایسے ہیں جن پر عبور طیران سے
 ہوتا ہے اور مبتدی کو طیران میسر نہیں کیونکہ وہ بال
 پر سے مرغ ہونے کے مقام تک نہیں پہنچتا۔ تو شیخ
 مرغ صفت ہے۔ مرید بے بال پر جہاں بے آب کو
 جیونٹی کی طرح اس کے بازو سے ولایت سے باندھتا
 ہے تو بڑی مسافتیں جواز خود ایک عمر میں طے نہیں
 کر سکتا تھا تھوڑی مدت میں طے کر لیتا ہے اور جب عالم
 میں طیران نہیں کر سکتا تھا او میں بہرہ شیخ طیران کرتا
 صاحب مرصاد العباد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ایک
 سالک کو خوارزم میں دیکھا جن کا نام شیخ ابو بکر جامی تھا
 اور وہ بڑے بزرگ تھے اور اون کا کوئی پیر نہ تھا جس
 عنایت الہی سے انہوں نے اعلیٰ مقامات طے کیے
 تھے اور اکثر دشواریوں سے گزرے ہوئے تھے وہ مجھ کو
 ایک مقام کے متعلق کہتے گئے کہ پینتالیس سال کی سیر
 کے بعد میں اس مقام پر پہنچا مگر اس کے مستد کی
 وجہ سے دو برس مجھ کو خون کے دست آئے اور بظاہر
 و باطن بہت پریشان ہوا یہاں تک کہ حقیقے کی مجھ کو
 اس مقام سے نکال دیا میں نے یہ واقعہ اپنے پیر و مرشد سلطان
 طریقت برہان حقیقت شیخ محمد الدین بغدادی سے عرض
 کیا اور انہوں نے فرمایا کہ ہرگز مشایخ کا مرتبہ کوئی
 نہیں پہنچاتا اور اون کا حق اور نہیں کر پاتا۔

این جا مارا مریدان ہستند کہ ہر سال دس سو
 این راہ از بادی طریقت تا نہایت حق بردارند
 و چون بدین مقام رسیدند در یک روز ایشان
 را ازین مقام عبور دادیم یا آنکہ چنان عزیزے
 کہ از نادرہ ایام است بعد از مجاہدہ و سلوک
 بل بیخ سال و مجذوبی حق دو سال درین
 مقام ماند و آن ہمہ رنج دید انتہی و جہنم آن کہ
 سلوک این راہ مرید را بواسطہ ذکر تواند بود اگر
 از خود کند مفید نہ باشد تا آن کہ تلقین از شیخ کامل
 نیاید و جہد ہم آن کہ در حضرت بادشاہان صوری
 اگر کسی خواہد کہ منصبے یا ولایتے حاصل کند اگر چہ
 مستحق آن نہ باشد تا خدمتے لایق آن از دنیا بد
 اما چون بہ حمایت مقربے از قربان شاہی آید و
 خود را بدو بر بندد آن مقرب التماس در حضرت
 شاہ کند بادشاہ در عدم اتحاق آن شخص نظر
 نہ کند بلکہ در حقوق و قربت آن مقرب نگر و قول
 او رد نہ کند و التماس او قبول کند بچنین در حضرت
 بادشاہ حقیقی بندگان مقرب اند کہ اگر التماس کنند
 کہ عالم را نگون کن مبذول دارد این مقام
 سر و پای بندگان در گاہ است آنجا کہ ملوک
 و سلاطین دین اند و مقتدایان عالم یقین

بہان میرے مریدین ایسے ہیں جنہوں نے دوسرے
 میں اس راہ کا سلوک کیا اور ابتدا سے انتہا تک پہنچے
 اور جب اس مقام پر پہنچے تو ایک روز میں نے
 ان کو اس مقام سے نکال دیا حالانکہ وہ شخص جو یکائے زمانہ
 ہے پندرہالیس سال کے بعد باوجود مجاہدہ و سلوک اور مجذوبہ
 حق ہونے کے دوسرے اس مقام میں رہا اور اس قدر
 تکلیفیں اٹھائیں انتہی نویں وجہ یہ کہ اس راہ کا سلوک
 مرید بواسطہ ذکر خود بخود کر نیکی طے نہیں کر سکتا جتنا کہ
 شیخ کامل سے نہ سیکھے دسویں وجہ یہ کہ بادشاہان
 ظاہر کی حضور میں اگر کوئی شخص کوئی منصب و ولایت
 حاصل کرنا چاہے اگر چہ وہ اس کا مستحق جب تک اس
 سے کوئی خدمت اس کے لائق نہ ہو نہیں ہو سکتا مگر جب
 کسی مقرب شاہی کی حمایت میں آجاتا ہے اور اپنے کو
 اس کے سیر در کرتا ہے تو وہ بادشاہ سے اس کی سفارش
 کرتا ہے بادشاہ اس کے مستحق یا خدمتی نہ ہونے کو نہیں
 دیکھتا بلکہ اس مقرب کے قریب حقوق کالی خاطر کی
 اس کی سفارش سنتا اور اس کی التماس قبول کرتا ہے
 اسی طرح بادشاہ حقیقی کی درگاہ میں ایسے بندگان
 مقرب ہیں کہ اگر وہ عالم کے تہ و بالا کر دینے کو عرض کریں
 تو وہ عرض قبول ہو یہ مقام دیوالگان درگاہ کا ہے
 اور جو کہ ملوک و سلاطین دین و مقتدایان عالم یقین

ایشان را در حضرت ناز و آبرو و ماست کہ بیان
 زبان از تحریر و تقریر آن عاجز و قاصر است
 اعلم بالاصواب در معدن المعانی است کہ بندگی
 شرف الدین بھی منبری فرمود کہ اگر کسی خواہد کہ
 بخودی خود کار دین کند غالب این است کہ تواند
 اگرچہ متعلم باشد و علم حاصل کردہ و ہر کہ این چنین
 بود آن کمتر از کمتر است انتہی شیخ جمال الدین
 ہانسوی گفتہ کہ الدواء دواء ان دواء مرض
 الجسد و دواء مرض القلب فاما الاولی
 فیحصل من الاطباء والثانیۃ لا یحصل
 الا من المشایخ انتھی حضرت شاہ مجاہد
 در مکتوبے شیخ عبد الرسول کچھندی خلیفہ خود
 نوشتہ اند۔ جان من اگر کسی خواہد کہ کار دین بکند
 سیر و مرشد را طلب کند کہ کسی خود را راست گردان
 نہ تواند یا پیغمبر را در یاد کہ دے راتلقین کند و جملہ
 راہ دین بنماید کہ از برکت آن بہ مقام مردان رسید
 و یا پیر را یا بد کہ خلیفہ پیغمبر است و گر نہ راہ گم کند
 و در یاد دہ ہلاکت افتد جان من سیر شرط این راہ
 است انتہی در سنابل است کہ چون حضرت خواجہ
 قطب الدین بختیار کاکی شیخ فرید را بر تدم سیر
 خود حضرت خواجہ معین الدین چشتی انداخت

او تلو تو وہاں رہ عزت حاصل ہے کہ جو نہ بیان بہکتی
 ہے اور نہ لکھی جاسکتی معدن المعانی میں ہے کہ حضرت
 بندگی شرف الدین بھی منبری فرماتے تھے کہ اگر کوئی از خود
 سلوک کرنا چاہے تو غالباً نہ کر سکیگا اگرچہ عالم کسین ہو
 اور اگر ایسا ہو بھی تو بہت کم حضرت شیخ جمال ہانسوی
 نے فرمایا کہ دو الکی دو تین مین ایک مراض صبی کی
 دوسری امراض قلبی کی پہلی دوا تو طبیبوں سے
 حاصل ہوتی ہے مگر دوسری شایخ کے سوا کسی سے
 حاصل نہیں ہو سکتی انتہی حضرت شاہ مجاہد نے
 ایک مکتوب میں حضرت شاہ عبد الرسول کچھندی
 اپنے خلیفہ کو لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص سلوک کرنا چاہے
 تو سیر و مرشد تلاش کرے کیونکہ اپنے آپ کو خود کوئی
 درست نہیں کر سکتا یا تو پیغمبر کا زمانہ پائے کہ جواو کو
 تلقین کرے اور راہ بتائے جس کی برکت سے
 وہ بزرگوں کے مرتبہ پہنچے یا پیغمبر کو پائے
 جو پیغمبر کا خلیفہ ہے ورنہ راہ بھول کر ہلاک ہوگا
 اس راہ میں پیر کا ہونا ضروری ہے اور سب سنابل
 میں جو کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس
 سرہ نے حضرت شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ
 علیہ کو اپنے سیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین
 چشتی قدس سرہ العزیز کے قدموں پر ڈال

قادرست برین بلکہ ہمہ برین قادرست کہ بی توکل
 بر قرآن وحدیث ہم یکے را بہ مقام اعلیٰ رساند
 لیکن نادرست امارت عالم علم حکمت کا براہین کا بر
 چنا کہ سند و طریقہ می آید بے اقتدای شیخ توحید
 یعنی معرفت شہودی و علم باطن احوال مرگافہ
 کہ تعلق بحضور شیخ و تربیت پیردار حاصل نہ شود
 اسی عزیز علم تصوف حسی نیست کہ بخواندن آیات
 واحادیث حاصل شود تا شیخ کامل راہ بین اقتدا
 نہ کند بمقصود کامل کہ کاملان بدان رسیدہ اند نہ سہ
 پیر دستگیر این فقیر می فرمودند کہ بزرگ در علم شیخ
 نصیر الدین و نیار از کہ کردہ یہ عبادت خدای تعالیٰ
 مشغول شد عوارف و مصلح را پیش گرفت پختہ
 دران ہر دو کتاب بود عمل می کرد ملتے بران گذشت
 مگر مقصود حاصل نہ شد آخر توجہ بہ شیخ نصیر الدین
 آورد و مرید شد و اقتدا بدو کرد پس در اندک
 روز ہادی را اندک خفی مشغول کردہ از و مسلمان
 مقربان گردانید و خواجہ ابوعلی دقاق گوید ہر درختی
 کہ خود روید برگ دارد بود لیکن بر نہ وید و اگر دہدہ
 نہ بود پختہ مرید سے کہ اورا پیر و استاد نہ بود ہوا پیر
 بود و از ہوا پیر ستہ سیچ نیاید مخدوم شیخ قوام لکھنؤ
 می فرماید کہ دل شیخ آئینہ مصقول و مجرے فیض

قادر ہے بلکہ اسپر بھی قادر ہے کہ بغیر قرآن وحدیث کے
 بھی کسی کو اعلیٰ مقام پر پہنچا دے مگر نادر ہے اور عالم
 علم حکمت میں جسطرح ایک بزرگ کو دوسرے بزرگ سے
 سند و طریقہ آیا ہے اوسطرح بغیر اقتدا شیخ توحید یعنی
 معرفت شہودی و علم باطن احوال و مرگافہ جو حضور
 شیخ و تربیت پیر سے متعلق ہیں حاصل نہیں ہوتے
 اسی عزیز علم تصوف حسی نہیں ہے جو آیات وحدیث
 پڑھنے سے حاصل ہو جیتا کہ کسی شیخ کامل راہ میں
 کی اقتدا نہ کر لگا مقصود کاملان جیسے کاملین پہنچے ہیں حاصل
 نہ ہو گا میرے پیر دستگیر فرماتے تھے کہ ایک بزرگ حضرت
 شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے زمانہ میں دنیا چھوڑ کر عبادت
 الہی میں مشغول ہوئے عوارف و مصلح سے سامنے رکھ کر
 جو کچھ اونہیں لکھا تھا اوسی پر عمل کرتے تھے ایک مدت گذر گئی
 کچھ حاصل ہوا آخر حضرت شیخ نصیر الدین کی خدمت حاضر ہو کر
 مرید ہو کر اذوق کی اقتدا کی چند ہی دنوں میں شیخ فرما لگو ذکر خفی
 بتا کر واصل و مقرب کر دیا خواجہ ابوعلی دقاق کا قول ہے کہ جو
 درخت خود رو ہوتا ہے اگر پتے اوس میں نکلتے ہیں تو پھیلتا نہیں
 اور اگر پھیلتا ہے تو بامرغ نہیں ہوتا اسی طرح جبکہ کوئی پیر
 و استاد نہ ہو وہ ہوا پیر ستہ ہے اور ہوا پیر ستہ کچھ نہیں
 ہوتا محتدم شیخ قوام الدین کا قول ہے کہ شیخ کا
 دل صاف آئینہ اور حضرت حق کے فیض کا مجرے ہے

حضرت عربت است کہ بتجلیات ذاتی و صفاتی
و اسمائی و افعالی متجلی شدہ و ہر لحظہ بہ لطایف
غیبی آراستہ می گردد چون مرید صادق باروت
تمام دل خود را مقابل جنین لی دارد دل شیخ
بدل مرید پر تواند از دین ہمہ کمالات معنوی بغیر
کسب و بجعل مرید در دل مصفا از کدورت غیرت
وزنگ طبیعت فانی گردد و در وقت وحسد
حسد استعداد مرید چندان حاصل می شود کہ ہرگز بہ
مجاہدہ در ریاضت عمری حاصل نمی شود و کمالات
الہی از دل بپیر بدل مرید مصفا و استعداد برین طریقی
سرایت می کند و این از مطالعہ کتب ہرگز دست
نہ بدو مثل آن کس کہ مرشدے حقانی ندارد و غورسند
بہ مطالعہ کتب صوفیہ شود و برین قدر قناعت کند
ہمچو شخص است کہ طبابت بہ کتب طب کند بغیر
شاگردی استاد حکیم یقین است کہ در مغالطہ افتد
نہ مرض شناسد نہ کیت و کیفیت دارد و اند بلکہ بواسطہ
او بیمار ہلاک گردد در عالم حکمت از پیر ناگزیر است
مردم نادان بگویند کہ چہ حاجت پیر است علی بہ
کتاب سنت پس است مگر بغیر نفس بہ کتاب سنت
بہ نفس معلوم نہ کند ہر خید کلام ملو با نواع حکمت است
الاجز حکیم نداند کہ مریض لایق کدام داروست پس

جو تجلیات ذاتی و صفاتی و اسمائی و افعالی سے روشن
اور لطایف غیبی سے آراستہ ہوتا ہے جبے یہ صادق
اپنا دل دس کے مقابل کرتا ہے اور اسکا عکس اس کے
دل پر پڑتا ہے تو تمام کمالات معنوی بغیر اسکے کسب و
عمل کے اسکے دل پر جو کدورت غیرت و ننگ طبیعت
سے صاف ہوتا ہے فانی ہوتے ہیں اور ایک گھڑی میں
اسکو استعداد کے موافق اس قدر حاصل ہوتا ہے جو ہرگز
ایک عمر کے مجاہدہ در ریاضت سے حاصل نہیں ہوتا اور
کمالات الہی پیر کے دل سے مرید کے دل میں سرایت کر
ہیں اور یہ کتابوں کے دیکھنے سے کبھی نہیں ہو سکتا اور
جسکا کوئی پیر نہیں اور وہ حضرات صوفیہ کی کتابوں کو دیکھ کر
خوش اور صرحت اتنے ہی پر قانع ہے وہ اس شخص کی طرح
ہے جو بغیر کسی استاد حکیم سے پڑھے ہوئے طب کی
کتابیں دیکھ کر مطب کرے یقیناً وہ دھوکا کھا گیا نہ
مرض پہچانے گا اور نہ دوا کی مقدار و کیفیت بلکہ اس کے
علاج سے بیمار ہلاک ہو گا۔ از روئے حکمت پیر
ضروری ہے ناچھو لوگ کہتے ہیں کہ پیر کی کیا ضرورت
کتاب و سنت پر عمل کافی ہے مگر بغیر نفس کو قرآن
حدیث سے ہر شخص معلوم نہیں کر سکتا اگر چہ طبی
کتابوں میں سب کچھ لکھا ہے مگر حکیم کے رسو کسی کو
معلوم نہیں کہ مریض کے لاین کون دوا ہے تو

یہ مجروح مطالعہ کتب این معنی درست نہ وہ دیگر صحبت
شیخی کامل کہ دلی حق بود و هو الغافی فی اللہ
والباقی باللہ والظاہر باسماء اللہ وصفاتہ
ای عزیز خدای تعالیٰ می فرماید یا ایہا الذیر امنو
اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقال علیہ السلام
سیر واستبق المفردون ولا ید السائر الی اللہ
من مرشد لیرشد الطریق پس محقق شد کہ
سلوک بے راہبر میرنگردد لہذا در شب معراج تا
سدۃ المنتہی راہبر مصطفیٰ جبرئیل بود و از انجا رفرت
چون رفرت بتمام خود مانند تائید الہی رہبر شد و اسط
از میان برخاست و بہ قاب قوسین قرب رسید
چون جبرئیل مفاتیح الکونوز از حضرت عزت بچہ
صلعم آورد و گفت حساب و نقصانی نخواہد بود
قبول فرما آنحضرت صلعم متردد شدیدین الاخذ
والترک طرف جبرئیل نظر کرد جبرئیل طرف زمین
نگریست آنحضرت صلعم فقر اختیار کرد و محققان گویند
کہ جبرئیل اوستاد حضرت رسالت است کہ تعلیم
فقر رغنا اختیار کرد انتہی باختصار عبارتہ
فائدہ کاتب المردف گوید کہ من لا شیخ لہ
فشیخہ الشیطان در بودن این حدیث و قول
مشایخ اختلاف است بر خہ اول قائل اند و بعضی

محض کتابت کے دیکھنے سے یہ بات حاصل نہیں ہوتی
سداوین شیخ کامل کی صحبت کے جو دلی حق اور اسدین
فانی اور اوی سے باقی اور اوسید کا منظر اسماء و صفات
ہو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان الواللہ سے ڈرو
اوسکی طرف وسیلہ اختیار کرو اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں
کہ سیر کرو مفردون سبقت لگیے اور سالک کے لیے مرشد
رہبر ضروری ہے پس ثابت ہوا کہ سلوک بلا رہبر میرنگرد
اسی لیے شب معراج میں سدۃ المنتہی تک حضرت جبرئیل
آنحضرت صلعم کے رہبر تھے پھر وہاں سے رزق جیب بھی
اپنے مقلم پر رک گیا تو تائید الہی رہبر ہوئی و میان
واسطہ اوٹھ گیا اور قاب قوسین قرب پر پہنچ گئے جیسے
جبرئیل خزانوں کی کنجیان بکلم الہی آنحضرت کے پاس
لائے اور عرض کیا کہ قبول فرمائیے کوئی حساب نقصان
نہ ہوگا تو آنحضرت صلعم لینے اور نہ لینے میں متردد ہو کر حضرت
جبرئیل کی طرف دیکھنے لگے او انھوں نے زمین کی طرف
دیکھا آنحضرت صلعم نے فقر اختیار کیا تحقیق کہتے ہیں
کہ حضرت جبرئیل آنحضرت صلعم کے اوستاد ہیں جنکی
تعلیم سے آپ نے فقر کو غنا پر اختیار کیا انتہی۔
فائدہ میں کہتا ہوں کہ من لا شیخ لہ فشیخہ
الشیطان کے حدیث اور قول مشایخ ہونے میں
اختلاف ہے اکثر اول کے قائل ہیں اور بعض

بہ تانی مائل و مؤید مقولہ اولین اس است کہ تاریخ
طبری و جامع العلوم نوشتہ کہ صن لا شیخ لہ حدیث
صحیح است مراد از وہین سیری و مریدی سنت
رسول و صحابہ و تابعین است کذا فی رسالہ الشیخ
فضل علی خلیفہ شیخنا و سیدنا شاہ
باسط علی القلندر انتہی در قواعد القواد است
کہ روزے حضرت سلطان الشیخ از نماز جبائزہ
عزیزے باز آمدند و تعریف اور کردند کہ چین و چنان
بود اما دست کس نہ گرفتہ بود بعد فرمود کہ چون
علم آموز دشمنے حاصل کند و چون طاعت کند کا
او بہر رود ما درین محل پیر باید تا ہر دورا بشکند
یعنی علم و عمل را در نظر آورد و آرد تا بہ عجب مبتلا نگردد
انتہی حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی در کشکول می نویسد
کہ شیخ شرف الدین یحییٰ نسیری می فرماید کہ عادت
الکی جاریست کہ ہج عصر از اولیا خالی نہ دشتہ
و نخواہد داشت پس طالب را باید کہ بخدمت شیخی
حاضر شود و حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی می فرماید
کہ ہر کہ در نیم شب وضو کردہ و رکعت بگذارد و
ہر چو خواہد از قرآن بخواند بعدہ سجدہ کردہ الحاح نماید
و این دعا بخواند یا رب دُلّنی علی عبدک
عبدک المقتربین بک دُلّنی علیک وعلّمتی

دوسرے کے پہلے مقولہ کا مؤید یہ ہے کہ تاریخ طبری
جامع العلوم میں لکھا ہے کہ صن لا شیخ لہ حدیث
صحیح ہے اس سے مطلب بھی سیری و مریدی سنت
رسول و صحابہ و تابعین ہے ایسا ہی رسالہ شیخ فضل علی
خلیفہ حضرت شیخنا و سیدنا شاہ باسط علی قلندر
میں ہے انتہی قواعد القواد میں ہے کہ ایک روز حضرت
سلطان الشیخ ایک شخص کی نماز خیارہ میں شریک
ہو کر وہیں آئے اور اسکی تعریف کی کہ ایسا اور کیا
تھا مگر کسی کامرید نہ تھا پھر فرمایا کہ علم کیلئے سے
شرف حاصل ہوتا ہے اور طاعت کرنے سے کام
پورا ہوتا ہے مگر پھر بھی پیر ہونا چاہیے جو درویش کا پند
توڑے یعنی علم و عمل کی وقعت اور اسکی نظر میں کم کر دے
تاکہ وہ غرور میں مبتلا نہ ہو انتہی حضرت شیخ کلیم اللہ
چشتی کشکول میں لکھتے ہیں کہ حضرت شرف الدین
یحییٰ نسیری فرماتے ہیں کہ عادت الکی اس پر جاری ہے
کہ کوئی زمانہ اولیا و اللہ سے خالی نہیں رہا اور نہ ہوگا
طالب کو چاہیے کہ کسی شیخ کی خدمت میں حاضر ہو
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ جو شخص آدمی
رات میں وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے اور ان میں
جو سورتیں چاہے پڑھے پھر سجدہ کر کے عاجزی سے
یہ دعا مانگے یا رب دُلّنی علی عبدک عبدک المقتربین بک دُلّنی علیک وعلّمتی

طَرِيقُ الْوُصُولِ إِلَيْكَ پس فتح شود بروے
باب وصول و بہر سد اور امر شد بر حق و این مجرب
است نمکتہ بدان ای سالک کہ سلوک درخت
بمعنی رفتن است یعنی انتقال حتی از مکانے بہ مکانے
و این جا از سلوک انتقال معنوی مراد است کہ
آن را در مرتبہ نفس تزکیہ می نامند یعنی نفس را
از اوصاف ذمیہ حیوانی باوصاف حمیدہ ملکی از
آمارگی بہ لواطگی و مطننگی موصوف سازد و سلوک دل
را تصفیہ می نامند و او آن کہ آئینہ دل را از زنگار ہوا
دنیا دی و میل حرص و چہ نیا و غیرہ مصفا گرداند
و تخلیہ سر آنکہ سر را از اندیشہ ماسوی اللہ خالی دارد
و یاسبانی سر کند و تخلیہ روح آن کہ بہ نور مشاہدہ حق
و بذوق و شوق و محبت و انوار مشاہدہ روح ربانی
گرداند پس حقیقت سلوک خروج از اوصاف
بشری و تخلق بہ اخلاق الہی است حضرت قطب عالم
در رسالہ المہمات می فرماید کہ شریعت کہر بندگی
بستن است و طریقت از خود رستن و حقیقت بدو
پیوستن الحال مصنف دلیل قول خودی آورد۔
اپنے قول کی دلیل لاتے ہیں۔

قوله بموجب قوله وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَهُمْ صُبُلَنَا لَنْ يُتْعَبَ شَدِيدَ
و مدة طويلة و هو نادر جدا و الله اعلم بالصواب

اقول بمصداق قول حق تعالی کہ آنانکہ کوشش
مسبب ارشاد حق تعالی کہ جو لوگ ہمارے کام اور

نمائند در کار ما واقامت میں ماہر آئینہ راہ نمایم
ایشان را بہ راہ ہائے خود ایراد مجاہدہ کرد بطریق
اطلاق تا متناول جہاد ظاہر و باطن شود پس آنانکہ
جہاد کنند با دشمنان دین و نفس و موافق نمایم ایشان را
راہ وصول بدولت بقا سہل قسری فرمودہ کہ ہر کہ
کوشش کند راقامت سنت بنایم اور اسیل جنت نام
قسری گفتہ آنانکہ بیا آیند ظاہر خود را بہ مجاہدات
آرایش دہم باطن اور اسوی خود در بحر الحقایق آورد
کہ ہر کہ کوشش نماید در طلب بنایم اور راہ یافت در بعضی
از کلمات زبور آمدہ انا العبود فاطلبنی

مصدق فی انا المقصود فاطلبنی تصدیق
ہر چند درین استدلال چیزی گفتنی بود لیکن چون
مصنف خود متنبہ شد کہ است مراحہ حاجت کہ از خود
گویم مناسب است کہ از قول مصنف جواب سخن او
گویم می فرماید این کہ گفتیم کہ بے مرشد راہ حق حاصل
الی المقصودی شود مگر چونکہ این جملہ ناشی شہتی ظاہر
است لہذا برای دفع آن حرف استدراک کہ لکن
آورد می گویم کہ مگر این حصول بشقت تمام در مدت
دراز است بلکہ نادر است و ظاہر است کہ التا
کالمعدوم لهذا واللہ یقول الحق وھو حق

یھدی السبیل۔

بہار دین قائم کرنے میں کوشش کرتے ہیں ہم
اُن کو اپنی راہیں بتانے کے بیان پر مطلقا مجاہدہ
کہا تا کہ جہاد ظاہری و باطنی کو شامل ہو یعنی جو
لوگ دشمنان دین و نفس سے جہاد کرتے ہیں ہم
اون کو دولت بقا عطا کریں گے حضرت سہل قسری
فرماتے ہیں کہ جو شخص قیام سنت میں کوشش کرے
ہم اوس کو راہ جنت دکھائیں گے امام قسری کہتے ہیں
کہ جو لوگ بظاہر مجاہدہ کریں گے ہم اونکو بہ باطن اپنا
قرب عطا کریں گے بحر الحقایق میں ہے کہ جو کوئی طلب
میں کوشش کرے ہم اوسکو راہ وصول دکھائیں گے

اور بعض کلمات زبور میں آیا ہے کہ انا المعبود
فاطلبنی اگرچہ اس استدلال میں کچھ اور بھی کہنا تھا
لیکن چونکہ مصنف خود کہہ رہے ہیں لہذا مجھے کیا
ضرورت۔ فرماتے ہیں کہ یہ جو میں نے کہا کہ سلوک
بلامرشد مقصود پر پہنچا تا ہے تو چونکہ اس مسئلہ
سے شبہ پیدا ہوتا ہے لہذا اوس کے دفعیہ کے تحت
حرف استدراک لکن لا کر کہتا ہوں کہ مگر یہ حصول
بڑی شقت سے مدت دراز میں ہوتا ہے بلکہ
یہ نادر ہے اور ظاہر ہے کہ نادر ہر دم کی
طرح ہے اور اللہ تعالیٰ سچ کہتا اور وہی سچا

راستہ بتاتا ہے۔

تمت

قطعه تاریخ تالیف رساله نذا از مولوی محمد قاسم صاحب مغفوف مختص به قیصر

| | |
|----------------------------------|---------------------------------|
| تصنیف کرده شیخ ربی مثل بی نظیر | در علم فقر حضرت ذی عز و جباه من |
| در بیان ذی مراتب ذی فضل و ذی کرم | نجم سپهر فیض فلک یار گاه من |
| تذیل کعبه است مرا داغ بندگیش | خاک درش مدام بود سجد و گاه من |
| کرده نصیم آگهی و دانش و شعور | حسد نقد جان فدای شه دین پناه من |
| قیصر غلام درگاه آن عرشیان مآب | گفته بسال آن که بود فیض شاه من |

قطعه تاریخ ترجمه کتاب نذا از مولوی محمد عاصم صاحب قیس کا کوری

| | |
|------------------------------|--------------------------------|
| علی انور کند رشاد غیب | که دانش خارج از تقی و اطلاق |
| چو خورشید فلک آمد درخشان | به تنویر نجوم بخت عشاق |
| افق از حیر او پر نور آمد | تعالی الله چه تشریق و چه اشراق |
| شعاعش بیکر مکتوب گرفت | به تبیین طرق از صف و اوراق |
| تقی حیدر و راپور گرامی است | چه مرآت پیر در جمله اخلاق |
| شعاعش را بخود گرفت و فگند | از عکس دیگر از راه اشفاق |
| ز شیرازی بآرد ویش بر آورد | مصفا از همه ایسام و اغلاق |
| به افسونی بر آمد خوب و دل کش | صدابر خاست از دلبا که من راق |
| به تعلیم و به تلقینش نظر کن | مشو از بهر ماه و سال شتاق |
| به آفتاب درنگ ای قیس در یاب | ز تنویر الافق تنویر آفاق |

ایضا تاریخ طبع رساله نذا از جناب مروج

| | |
|----------------------------|-----------------------------|
| تعالی الله چه از یاب کتابی | به تفصیل و به تبیین طرق هست |
| خوشا طبعش که طبع بهر سالش | بجولان بر سر از نه تنق هست |
| چو فیض موهبت در یافتن من | ندا آمد که تنویر الافق هست |

CALL No. { ۲۹۷۵۴ ACC. No. ۱۲۳۹۴
 AUTHOR م. ن. علی الغزطی
 TITLE توضیح الافق
۲۹۷۵۴



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.